سیرتِ غوثِ اعظم قدس سرہ العزیز
مرتبہ
ساحر البیان حضرت علامہ عبدالرحیم خاں صاحب قادری
مکتبہ نوریہ ۝ گنج بخش روڈ لاہور

أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

محبوبِ سبحانی قطبِ ربانی، غوثِ صمدانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے

جامع اور مستند حالات

سیرتِ غوثِ اعظم قدس سرہ العزیز

مرتبہ

ساحر البیان حضرت علامہ عبدالرحیم خان صاحب قادری

مکتبہ نبویہ ○ گنج بخش روڈ لاہور

نام کتاب ـــــــ سیرت غوث اعظم

مرتّبہ ـــــــ ساحر البیان حضرت علاّمہ عبدالرحیم خاں قادری

سال طباعت ـــــــ ۱۹۹۰ء

طابع ـــــــ

ناشر ـــــــ مکتبۂ نبویہ ۔ لاہور

قیمت ـــــــ ۴۸ روپے

فہرست مضامین سیرتِ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عالِم اسلام و سُنیت کی ممتاز و مقدس ترین شخصیت،
علم شریعت و طریقت کے سنگم، اہلسنت وجماعت کے
عظیم و مقتدر پیشوا، مرشدی و مولائی تاجدار علم و معرفت
شہزادۂ اعلیحضرت، شیخ الاسلام والمسلمین

جنکی نسبتِ غلامی پر

اکابر علماء اور مشائخ فخر و ناز کرتے ہیں۔ جنکی عظمتوں کا پرچم صبح قیامت
تک لہراتا رہیگا۔ جنکے تقویٰ و طہارت کا چرچا رہتی دنیا تک باقی رہیگا۔ جنکی
غلامی اپنے حق میں سعادت دارین سمجھتا ہوں اور اپنی اس کاوش ذہنی کو
آپکی بابرکت ذات گرامی کیطرف منسوب کرتے ہوئے فخر و سعادت محسوس کرتا ہوں۔

ان کا ادنیٰ غلام

؎ شاہان چہ عجب گر بنوازند گدارا

عبدالرحیم قادری اترولوی

۸۶
۹۲

آئینۂ خیال

ادیب شہیر حضرت مولانا الحاج نسیم صاحب بستوی ظلہ العالی

سلف صالحین اور بزرگان دین کی سوانح حیات اور انکے دینی، علمی، اصلاحی، روحانی حالات و واقعات کا تقریری یا تحریری تذکرہ اس دور ظلم و جہالت میں بلاشبہ قوم و ملت کی ایک اہم اور زبردست خدمت ہے، جو اہل علم اور ارباب قلم اپنی علمی صلاحیتوں کو بروئے کار لاکر اللہ والوں کی حیات و تعلیمات کے موضوع پر کتابیں مرتب کرتے اور انھیں حالات حاضرہ کے ذوق کے مطابق شائع کرتے ہیں وہ حقیقت میں کفر و باطل اور فسق و فجور سے بھرے ہوئے ماحول میں ایمان و یقین اور نیک نفسی و پاکبازی کے چراغ روشن کرتے ہیں۔

آج کے پرآشوب دور میں جبکہ عام طور پر مسلمان صراط مستقیم اور شریعت کی راہوں سے برگشتہ ہوکر اسلام دشمن قوموں کی تہذیب و روش زندگی اختیار کر رہے ہیں اور ملت اسلامیہ کے اولوالعزم و عظیم المرتبت روحانی پیشواؤں کا حیات بخش طرز عمل فراموش کرتے جارہے ہیں، اس چیز کی سخت ضرورت ہے، کہ ان عظیم و جلیل القدر شخصیتوں (جن کا ایک ایک قول و عمل مشعل راہ و شمع منزل کا درجہ رکھتا ہے) کی سبق آموز اور دینی و دنیوی افادیت سے بھرپور تعلیمات سے دنیا کو روشناس کرانے کی مؤثر سے مؤثر انداز میں جد و جہد کی جائے۔

جماعت اہلسنت کے نامور عالم دین، مشہور و مقبول مقرر و خطیب، دور حاضر کے قابل فخر مرتب و مصنف خطیب الہند ساحر البیان حضرت علامہ عبدالرحیم خانصاحب قادری نظر کانپوری زید مجدہم وقت کی اس تبلیغی ضرورت کے پیش نظر

اگر ایک طرف ملک کے گوشہ گوشہ میں سحر طراز و بصیرت افروز تقریر و خطابت کے ذریعہ مسلمانوں میں مذہبی زندگی کا جوش و ولولہ بیدار کر کے حق و صداقت کا پیغام دے رہے ہیں تو دوسری طرف اپنی گرانقدر تصنیف و تالیف سے قوم و ملت کی تعمیری خدمت انجام دینے میں مصروف کار و سرگرم عمل رہتے ہیں۔ "سیرت غوثِ اعظم" حضرت علامہ موصوف کی بہت ہی کامیاب اور معلوماتی کتاب ہے، جسمیں حضور سیدی غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی مقدس حیات و روحانی تعلیمات پر مشتمل نہایت خیال افروز و فکر انگیز مضامین درج کئے گئے ہیں۔ ساتھ ہی اسکے لئے زبان و بیان کا لب و لہجہ دلکش و عام فہم اختیار کیا گیا ہے جس سے عوام و خواص کا ہر ایک طبقہ یکساں طور پر مستفید و مستفیض ہو سکے۔ اسکے علاوہ حضرت علامہ موصوف کی ترتیب دی ہوئی دو مایہ ناز کتابیں "سید الانبیا" اور "المعجزات" بھی شائع ہو کر اسلامی حلقوں میں خراج تحسین حاصل کر رہی ہیں۔ جو یقیناً مذہبی لٹریچر میں قابل قدر لائق فخر اضافہ ہیں سیرت غوثِ اعظم کا پہلا ایڈیشن ماہ ربیع الاول شریف ۱۳۹۰ھ مطابق ماہ مئی ۱۹۷۰ء میں زیور طبع سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آیا تھا۔ اسوقت سے ابتک برابر چھپتی رہی۔ انتہائی خوشی کی بات ہے کہ حالات حاضرہ کے تقاضوں کے تحت اب اس کا تازہ ایڈیشن نظر ثانی کے بعد عمدہ کتابت، فوٹو آفسیٹ کی دیدہ زیب طباعت اور مزید اہتمام کے ساتھ اہل ذوق و ارباب عقیدت کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہے، رب کریم اپنے پیارے رسول رؤف و رحیم علیہ التحیۃ والتسلیم کے صدقہ و طفیل میں اپنی بارگاہ میں قبول و مقبول فرمائے اور اس کے مطالعہ سے تمام قارئین و ناظرین کو کما حقہٗ متمتع و بہرہ اندوز فرمائے۔ (آمین)

محمد صابر القادری نسیم بستوی

مدیر اعلیٰ فیض الرسول براؤں شریف ضلع بستی یوپی

۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۹ھ مطابق ۲۶ دسمبر ۱۹۸۸ء

اعترافِ حقیقت

از: خطیب ملت استاذ القراء حضرت علامہ قاری محمد قاسم صاحب حبیبی برکاتی خطیب جامع مسجد شفیع آباد کانپور

کسی صاحب کمال کے کمالات کا اعتراف جب دوستوں کے علاوہ دشمنوں کی محفلوں میں بھی کیا جانے لگے تو یہ اس صاحب کمال کی عظمتوں کا سب سے بہتر ثبوت ہوتا ہے۔ اس نظریئے کے مطابق ہر قسم کی مبالغہ آرائیوں اور لغو بیانیوں سے پرے ہٹ کر اگر مفکر ملت شہنشاہِ خطابت گرامی مرتبت ساحر البیان حضرت علامہ عبد الرحیم صاحب قادری قبلہ گونڈوی ثم کانپوری کی زندگی اور انکے فضل و کمال کا جائزہ لیا جائے تو مولانائے محترم اپنوں میں تو مقبول ہیں ہی غیر بھی منظور انہیں تو مجبورًا انکی شخصیت اور علمی وفنی محاسن کے معترف نظر آتے ہیں دنیائے خطابت ہو یا عالم شعر و سخن تصنیف و تالیف کی رنگین و دلکش کائنات ہو یا اخلاق و کردار کا وسیع و عریض میدان۔ موصوف محترم ہر جگہ اور ہر مقام پر ممتاز و مفتخر نظر آتے ہیں۔

زیر نظر کتاب "سیرتِ غوث اعظم" حضرت ساحر البیان کی کاوشوں اور کوششوں کا نتیجہ ہے جسکی ایک ایک سطر سے عشق سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ آشکارا ہے جسکا ایک ایک ورق حضور غوثیت مآب کی مقدس زندگی و کرامات تاجدارِ بغداد کا امین ہے۔ چونکہ مولانائے محترم ایک صاحب طرز انشاء پرداز اور قابلِ فخر ادیب بھی ہیں اسلئے کتاب کا دامن اردو ادب کے بحرِ زخار کے حسین و خوبصورت موتیوں سے بھی آراستہ و پیراستہ نظر آتا ہے۔ جسکے

مطالعہ کے بعد جہاں ہماری سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی محیّر العقول کرامات سے روحانی وقلبی تسکین محسوس کرتا ہے وہیں حضرت ساحرالبیان کی جادواثر تحریر سے بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا۔

" اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ "

فی زمانہ مولانائے محترم کی یہ کاوش یقیناً باعثِ فخر ولائق صد ستائش ہے۔ کیونکہ موجودہ دور علمی انحطاط کا دور ہے۔ مسلم معاشرہ علمی واخلاقی پستیوں کی طرف مائل ہے۔ بطور خاص مسلم نوجوان۔ جو طمانیتِ طلب وروحانی سکون مخرب اخلاق اور فحش افسانوں کی زلفوں کے سائے میں تلاش کرتا ہے اس کے لئے اور تمام مسلمانوں کے لئے حضرت ساحرالبیان کی کتاب "سیرتِ غوثِ اعظم" کی شگفتہ وشاداب اور سنجیدہ تحریر، قلبی سکون، تازگیٔ ایمان، فرحت وانبساطِ روحانی اور اخلاق واخلاقیات کو بلندی فراہم کرے گی۔

میں اپنے اس دعوے کی صداقت کے لئے صرف اتنا کہہ سکتا ہوں کہ کتاب اٹھائیے اور ورق اُلٹئے پھر دیکھئے کتاب کا ہر ہر ورق بلکہ ہر ہر سطر میرے اس دعوے کا ثبوت پیش کرے گی۔

اس کے علاوہ ثبوت کے طور پہ اور کچھ چاہئے تو یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ اب سے تقریباً اٹھارہ سال قبل یہ کتاب شائع ہوئی اور ابتک عوام وخواص سے برابر خراج تحسین حاصل کر رہی ہے۔

بہرحال مولانائے محترم نے اپنی علمی وادبی صلاحیتوں کو

بروئے کار لاکر سلمانوں کے دلوں کو عشق رسول کی تڑپ، شریعت مطہرہ کی پابندی کا جذبہ اور قلوب کو محبت و اطاعت اولیائے کاملین کا سلیقہ، اصلاح عقائد کے ساتھ حصول علم کا ذوق عطا کرنے کا فریضہ پورا کر دیا ہے۔ اب یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ اس کتاب کو خود پڑھیں اور جہاں تک ممکن ہو اسے اپنے دوسرے بھائیوں تک پہونچانے کی کوشش کریں تاکہ ہمارا ہر مسلمان بھائی دینی و شرعی تقاضوں سے آشنا ہو کر اللہ اور اسکے حبیب و محبوب دانائے غیوب صلے اللہ علیہ وسلم کی مرضی کے مطابق زندگی گذار سکے اور اپنی عظمت رفتہ اور شوکت گذشتہ سے دوبارہ ہمکنار ہو سکے دعا ہے کہ خدائے حیّ و قیوم محب گرامی ساحر البیان حضرت علامہ عبدالرحیم صاحب قبلہ قادری کو بیش از بیش خدمت دین متین کا جذبہ اور تمام مسلمانوں کو موصوف کی اس کتاب مستطاب و تصنیف لطیف سے استفادہ و فیض حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین۔ بجاہ سید الانبیاء والمرسلین صلے اللہ علیہ وسلم۔

(مولانا قاری) محمد قاسم حبیبی برکاتی الہ آبادی

مہتمم مدرسہ حنفیہ دار القرأت و خطیب

جامع مسجد شفیع آباد چمن گنج کانپور

۲۹ر ۲ ر ۱۴۰۹ھ موافق ۱۲ر ۱۰ر ۱۹۸۸ء

از اعلیحضرت فاضل بریلوی قدس سرہ

منقبت

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا
اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا

سر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا
اولیاء ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا

کیا دبے جس پہ حمایت کا ہو پنجہ تیرا
شیر کو خطرے میں لاتا نہیں کتا تیرا

تو حسینی حسنی کیوں نہ محی الدین ہو
اے خضر مجمع بحرین ہے چشمہ تیرا

قسمیں دے دے کے کھلاتا ہے پلاتا ہے تجھے
پیارا اللہ تیرا چاہنے والا تیرا

ابن زہرا کو مبارک ہو عروس قدرت
قادری پائیں تصدق مرے دولھا تیرا

کیوں نہ قاسم ہو کہ تو ابن ابی القاسم ہے
کیوں نہ قادر ہو کہ مختار ہے بابا تیرا

نبوی مینھ علوی فصل، بتولی گلشن
حسنی چاند حسینی ہے مہکنا تیرا!

نبوی ظل، علوی برج، بتولی منزل
حسنی چاند حسینی ہے اجالا تیرا

ہیں رضا یوں نہ بلک تو نہیں جید تو بھی
سید جید ہر دہر ہے مولے تیرا

مُریدوں سے ہیں باخبر غوث اعظم

از مولینا عبدالرحیم قادری نظرؔ کانپوری

ولایت کے شمس و قمر غوثِ اعظم
ضیا بخش قلب و نظر غوثِ اعظم

تمہیں یاد کرتے ہیں اربابِ ایماں
عقیدت سے شام و سحر غوثِ اعظم

وہاں گوشہ گوشہ ہے جنت بداماں
جہاں ہو گئے جلوہ گر غوثِ اعظم

پلا کر مجھے علم و عرفاں کا ساغر
بنا دو حقائق نگر، غوثِ اعظم

میسر ہوئی جسکو نسبت تمہاری
نہیں اسکو خوف و خطر غوثِ اعظم

اُدھر چھائی ہیں رحمتوں کی گھٹائیں
تمہاری نظر ہے جدھر غوثِ اعظم

پکارا جہاں دستگیری کو آئے
مریدوں سے ہیں باخبر غوثِ اعظم

تمہارے لئے اہلِ عشق و محبت
لٹا دیتے ہیں گھر کا گھر غوثِ اعظم

چمکتے ہیں سب تیرے نور و ضیا سے
زمیں آسماں بحر و بر غوثِ اعظم

بیک وقت پرواز روحانیت سے
ہیں ستر مریدوں کے گھر غوثِ اعظم

مرے گھر ہوئی محفلِ گیارہویں جب
چمکنے لگے بام و در غوثِ اعظم

سراپا شریعت مجسم طریقت
حق آگاہ آئینہ گر غوثِ اعظم

شہنشاہِ عرفاں امیرِ طریقت
تصوف کے ہیں تاجور غوثِ اعظم

تمہارے وسیلے سے اے شاہ جیلاں
مجھے چاہیئے مال و زر غوثِ اعظم

پریشاں ہے موجِ حوادث سے آقا
نظرؔ پر بھی ہو اک نظر غوثِ اعظم

یا غوث المدد

شاعرِ خوش فکر اجملؔ سلطانپوری

پیروں کے آپ پیر ہیں یا غوث المدد
عالم کے دستگیر ہیں یا غوث المدد

وہ اولیائے دین ہیں شاہوں کے بادشاہ
جو آپکے وزیر ہیں ، یا غوث المدد

حضرت حسنؔ حسینؔ کے چشم وچراغ آپ
بے مثل و بے نظیر ہیں یا غوث المدد

صدقہ حسن حسین کا ہم کو بھی دیجئے
ہم آپ کے فقیر ہیں یا غوث المدد

قیدِ غم والم سے رہائی دلائیے
ہم بے بس و اسیر ہیں یا غوث المدد

مجروح کر دیا ہمیں ظالم کے ظلم نے
چلتے عدو کے تیر ہیں، یا غوث المدد

ہم کو مخالفین کے شر سے بچائیے
ظالم بڑے شریر ہیں یا غوث المدد

تنہا غریب آپ کا اجملؔ ہے اے حضور
دشمن بہت کثیر ہیں یا غوث المدد

منقبت

ازشاعرِ اسلام جناب قمرؔ سلیمانی صاحب

غوثِ اعظم میں گنہ گار ہوں شیئاً للہ
رحمتِ حق کا طلب گار ہوں شیئاً للہ

دستگیرِ غرباء ایک نظر میری طرف
بندۂ بیکس و ناچار ہوں شیئاً للہ!

لاج رکھو لیجئے پھیلائے ہوئے دامن کی
شدتِ غم میں گرفتار ہوں شیئاً للہ

روح تاریک ہے اور نامۂ اعمال سیاہ
طالبِ کثرتِ انوار ہوں شیئاً للہ!

عشقِ سرکارِ دوعالم ہے مِرے غم کا علاج
ایک مدت سے میں بیمار ہوں شیئاً للہ

واسطہ دے کے حسینی ، حسنی نسبت کا
میں بھی نسبت کا طلبگار ہوں شیئاً للہ

جسکی نظروں کو حجابات سے فرصت نہ ملے
میں وہی شائقِ دیدار ہوں شیئاً للہ

کاش بغداد پہونچ کر یہ قمرؔ عرض کرے
باادب حاضرِ دربار ہوں شیئاً للہ!

منقبت

از مولینا ضیاء القادری

تری ہر شان ہے یا غوث! شانِ لاثانی
ہے تو لاریب شرحِ عظمتِ ما اعظم شانی

جمالِ ذات رب کی آپ ہیں تصویر لاثانی
نظر آتے ہیں آپ اے ماہِ جیلاں یوسفِ ثانی

تمہاری چاند سی صورت، ہے وہ تصویر نورانی!
نہ کوئی آپ کا ہمسر نہ کوئی آپ کا ثانی

ملک اور جن و انساں پر تمہیں حاصل جہانبانی
تمہاری مسندِ عرفان اور رنگِ سلیمانی

حسن کا لال ہے تو، تو حسین پاک کا جانی
ترے تقویٰ میں ہے رنگ اویس و شانِ سلمانی

حضورِ غوثِ اعظم عبدِ قادر شاہِ جیلانی
یقیناً آپ ہیں قطبِ زماں محبوبِ سبحانی

ہے بغداد معلےٰ میں ہمیشہ آئینہ بر کف
مدینہ کی نجف کی کربلا کی جلوہ سامانی

ہزاروں اولیاء رہتے ہیں حاضر باش روضہ میں
مشائخ کرتے ہیں اب بھی تمہارے در کی دربانی

یقیناً صاحبِ قرآں کے ہو تم ایسے سہ پارے
تمہارا مصحفِ عارض ہے اک تفسیر قرآنی

قدم سب اولیاء کی گردنوں پر ہے ترا شاہا
شبِ معراج تو نے پائی یہ معراج روحانی

ملی ہے علم کی دولت رسول اللہ سے تجھکو
تھے ہر دم آپکے پیشِ نظر اسرار پنہانی

رخِ گلگوں کا غازہ سرخیٔ خونِ شہیداں ہے
ہیں قرباں لعل لب پر آپکے لعلِ بدخشانی

مرا ذوقِ عقیدت ترے در کی خاک بوسی ہے
ہے تیرا مشرب و مسلک خدا بینی خدادانی

معینی، قادری، چشتی، نظامی اے ضیاء ہوں میں
مرا ذوقِ عقیدت ہے ہمیشہ سے ثنا خوانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

عرضِ مؤلف

عربی و فارسی میں سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل و حالات زندگی پر مشتمل متعدد کتابیں پائی جاتی ہیں۔ اردو زبان میں بھی آپکی حیاتِ مبارکہ پر کتابیں لکھی جا چکی ہیں، مگر بدقسمتی سے عام طور پر مسلمانوں کی علوم دینیہ سے بے التفاتی نے انھیں اس قابل ہی نہیں رکھا کہ وہ عربی فارسی کی کتابوں سے استفادہ کر سکیں اور اردو میں اس موضوع پر قلم اٹھانے والوں نے زیادہ تر آپ کے فضائل و مناقب اور کرامات پر زور دیا ہے جس سے عقیدت کی پوری پوری چاشنی تو مل جاتی ہے مگر ایک رہنمائے کامل کی سوانح جو بہر نوع مکمل ہو، آپکی مقدس تعلیمات خطبات ملفوظات ارشادات، اور تاریخ زندگی کے اہم کارناموں سے واقفیت کا ذوق رکھنے والوں کے لئے ناکافی ثابت ہو رہی ہیں اس لئے عرصہ سے یہ بات ذہن کو جھنجھوڑ رہی تھی کہ اس عنوان پر قوم کے سامنے ایک ایسی جامع کتاب آنی چاہئے جسکے اوراق سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیات طیبہ کے ہر ہر پہلو کے آئینہ دار ہوں جسے دیکھنے کے بعد اس سلسلہ میں مزید کسی کتاب کی

حاجت باقی نہ رہے مگر خود اپنی کم علمی و بے مائگی سنگ گراں بنکر اٹھتے ہوئے جذبات کو دباتی رہی تاہم نہ دینے والے شراروں کے اکسانے پر سرکار جیلاں کی بے پایاں اعانتوں کو سہارا بنا کر اپنی ناچیز کوششوں کو سیرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام سے ارباب محبت و اہل عقیدت کی خدمت میں پیش کرنے کی جرأت کر رہا ہوں۔ اسمیں سرکار بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل و کمالات حیاتِ طیبہ کے مکمل حالات و اہم ترین واقعات سے متعلق متعدد قدیم و ضخیم کتابوں کا خلاصہ مختلف رسالوں کی معتبر روایات و مضامین نیز آپکی تعلیمات و خطبات وغیرہ کو سمیٹ کر یکجا کر دیا گیا ہے جسے میں سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ عالی وقار میں بطور نذرانۂ خلوص و محبت پیش کر رہا ہوں۔ ع

گر قبول افتد زہے عز و شرف

ارباب علم و دانش کیخدمت میں گذارش ہے کہ اگر میری یہ ناچیز تالیف آپ تک باریابی کا شرف حاصل کر سکے تو بنظر اصلاح ملاحظہ فرمائیں اور اگر کوئی قابلِ تسلیم خامی نظر آئے تو مجھ کو ضرور باخبر کریں ساتھ ہی اپنی گرانقدر رائے نیز بھیج کر ہمت افزائی فرمائیں تاکہ اگلا ایڈیشن اصلاح اور آپکی قابل قدر رائے کی شمولیت کیساتھ شائع کیا جاسکے۔ (وَمَا تَوفِیقِی اِلَّا بِاللہ)

والسلام

ناچیز **عبدالرحیم قادری رضوی غفرلہ**

فروری ۱۹۸۰ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

تمہید!

زمین شدّتِ تپش سے مغلوب ہوکر پیاسی ہوتی ہے تو آسمان سے موسلادھار بارش ہوتی ہے۔ تاریکی شب کی چادر بسیط ہوتی ہے تو صبح کا اُجالا پھوٹ پڑتا ہے۔ بندگانِ خدا میں جب گمراہی پھیلتی ہے اور نافرمانی عام ہوجاتی ہے تو ربّ کریم کی رحمتِ بے پایاں متوجہ ہوتی ہے اور خداوند قدوس اپنے خاص بندوں میں سے کسی نہ کسی کو پیکر رشد و ہدایت بناکر بھیجتا ہے، اسی لئے خاکدانِ گیتی میں وقتاً فوقتاً انبیاء و رسل کا مقدس قافلہ آتا رہا جو انسانوں کو نافرمانیوں اور گمراہیوں سے بچاتا رہا۔

روحی فداہ آمنہ کے لال حبیب کردگار صلے اللہ علیہ وسلم نبوت و رسالت کے آخری تاجدار ہیں۔ ابتک انبیاء کرام رشد و ہدایت کے چراغ بنکر دنیا والوں کو راہِ ہدایت دکھاتے رہے۔ خاتم النبیین صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے بعد یہ اہم ترین ذمہ داری سرکار رسالتمآب افضل الرسل سید الانبیاء کی اُمّت کی مقدس و ممتاز ترین شخصیتوں کے سپرد رہی اور

اسکے ثبوت میں ہم حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی اُمت کے ایک برگزیدہ عالم سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا ذکر جمیل پیش کرتے ہیں۔

معلم کائنات رسالتمآب صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ " سرکار کا یہ ارشاد مبارک اس بات کی صراحت کرتا ہے کہ ابتک مخلوق کی رشد و ہدایت کا جو کام انبیاء کرام کے ذریعہ ہوتا چلا آرہا تھا اب وہ خدمات نبی آخر الزماں کی اُمت کے برگزیدہ افراد کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ کے اعزاز سے سرفراز ہوکر انجام دینگے۔

عہدِ رسالت سے پیشتر بندگان خدا کی رہنمائی کیلئے برابر انبیاء و رسل کی آمد ہوتی رہی حتیٰ کہ تاجدار دو عالم آفتاب رسالت کا ظہور ہوا اور سیدنا محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے بعد نبوّت و رسالت کا دروازہ یک لخت بند ہوگیا لیکن پھر ربّ کریم کی شانِ کریمی سے بندوں کی مایوسی و بے بسی دیکھی نہ گئی اور جہاں انبیاء کرام کی آمد کا سلسلہ ختم کیا وہیں پر اپنے فضل بے نہایت سے ولایت، غوثیت، قطبیت کا دروازہ کھول دیا اور اس کام کے لئے عہدِ نبوی سے لیکر آج تک اولیائے اُمت میں غوث، قطب اور ابدال و اوتاد وغیرہم کا برابر ظہور ہوتا رہا۔

ان مقدس افراد نے مخلوق کے بگڑے ہوئے حالات کو سنوارا اور انکے اخلاق و کردار کی درستگی اور ایمان کی پختگی کے لئے بے انتہا سعی اور کوشش تبلیغ فرماکر قدم قدم پر اللہ کے گمراہ بندوں کے لئے حق و

وصداقت اور ایمان وعرفان کی نشاندہی فرماتے رہے اور اپنے تئیں مکمل طور پر فریضۂ تبلیغ وہدایت کا حق ادا کیا۔

ان مصلحین اُمّت میں حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی بلند و بالا شخصیت صفحۂ دہر پر مہر و ماہ کی طرح درخشندہ وتابندہ ہے جن کے فضل وکمال کی ضیاء پاشیوں سے آج زمین کا چپہ چپہ تابناک ہے۔ تاجدار دو عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا فرمان گرامی ہے۔

"میری اُمّت کے علماء بنی اسرائیل کے نبی جیسے ہونگے"

علماءِ اُمّت کی یہ شرافت وفضیلت رسولِ محترم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا صدقہ ہے اور فضیلت وعظمت کی یہ شان تاجدار جیلانی سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی ذاتِ ستودہ صفات میں بدرجہ کامل واکمل موجود تھی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حلیہ شریف سیدنا غوث اعظم

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ نحیف البدن، قد میانہ، سینہ فراخ، ریش مبارک دراز چہرے کو گھیرے ہوئے رنگ گندم گون، دونوں ابرو ملے ہوئے، آبرو بلند، چہرہ تابندہ، ذی وقار، نرم گفتار، کم گو، اہلِ علم میں ممتاز تھے

خصوصیات

کلام میں ایک طرح کی تیزی اور بلندی تھی جو سامع کے دل میں خوف کیساتھ عجیب لذت پیدا کر دیتی تھی۔ دورانِ گفتگو پورا مجمع ہمہ تن گوش ہو کر آپکے وجد آفریں کلام کو سنتا رہتا۔ دور اور نزدیک آپکی آواز برابر سنائی دیتی۔ لاکھوں کے مجمع میں ہر شخص آپکی آواز بخوبی سُن لیتا آپ کے حکم کی تعمیل ہر شخص بے چون وچرا کرتا۔ اور دل پر کسی قسم کا جبر محسوس نہ کرتا۔ سخت سے سخت دل والا بھی آپ کے جمال باکمال کی زیارت کر لیتا تو اس کا دل موم کی مثل نرم ہو جاتا۔ جب آپ جامع مسجد میں تشریف لاتے تو لوگ اپنے ہاتھ دعا کیلئے اٹھا دیتے اور آپکے وسیلہ سے جو بھی دعا مانگتے ربِ کریم پوری فرما دیتا۔

سلسلہ نسب آباء کرام

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سلسلۂ نسب والد ماجد سید ابو صالح موسیٰ جنگی دوست

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سرکار امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک حسب ذیل ہے۔

سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی غوث اعظم بن سید ابو صالح موسیٰ جنگی دوست بن سید ابو عبد اللہ بن سید یحییٰ زاہد بن سید محمد بن سید واحد بن سید موسیٰ ثانی بن سید موسیٰ بن عبد اللہ ثانی بن سید عبد اللہ محض بن سید حسن مثنیٰ بن سرکار امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن امیر المومنین سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم۔

والدہ کی طرف سے آپ حسینی تھے۔ سلسلہ یوں ہے۔ آپکی والدہ ماجدہ حضرت ام الخیر فاطمہ بنت سید عبد اللہ الصومعی ابن ابو جمال الدین، ابن سید محمد ابن سید ابو العطاء ابن سید کمال الدین عیسیٰ، ابن سید علاؤ الدین الجواد ابن امام علی رضا رضی اللہ عنہ ابن امام موسیٰ کاظم ابن امام جعفر صادق ابن امام محمد باقر ابن امام زین العابدین ابن سید الشہداء سرکار امام حسین ابن سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم۔

حالاتِ مبارکہ حضرات آباء کرام

حضرت سید ابو صالح موسیٰ جنگی دوست رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد محترم ہیں۔ جنگی دوست" لقب ہونے کی وجہ قلائد الجواہر میں یہ بتائی گئی ہے کہ آپ جنگ کو دوست رکھتے تھے ریاض الحیات میں اس لقب کی تشریح یہ بتائی گئی ہے کہ آپ اپنے نفس سے ہمیشہ جہاد فرماتے تھے اور نفس کشی کو تزکیۂ نفس کا مدار سمجھتے تھے۔ چنانچہ

اس مجاہدۂ نفس میں مکمل ایک سال تک قطعی کھانا پینا ترک فرما دیا تھا ایک سال گذر جانیکے بعد جب ذرا خواہش محسوس ہوئی تو ایک شخص نے عمدہ غذا اور ٹھنڈا پانی لاکر پیش کیا آپ نے اس ہدیہ کو قبول فرما لیا لیکن معًا فقراء کو بلا کر انھیں تقسیم کر دیا اور اپنے کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تیرے اندر ابھی غذا کی خواہش پائی جاتی ہے؛ تیرے واسطے تو نان جو اور گرم پانی بھی بہت ہے۔ اسی کیفیت میں حضرت خضر علیہ السلام تشریف فرما ہوئے اور فرمایا آپ پر سلام ہو۔ خدائے قدیر نے آپ کے قلب کو جنگی اور آپکو اپنا دوست بنا لیا ہے اور مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں آپ کے ساتھ افطار کروں۔ حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ جسقدر کھانا تھا اسی کو دونوں حضرات نے تناول فرمایا۔ جبھی سے آپ کا لقب "جنگی دوست" ہو گیا۔ موسیٰ اسم شریف ہے ابو صالح کنیت۔ آپکا چہرۂ مبارک آئینۂ انوارِ ربانی کا مرقع تھا۔

جس محفل میں آپ رونق افروز ہوتے وہ محفل منور ہو جاتی تھی۔ زبان میں بلا کی فصاحت اور شیرینی تھی۔ جبتک آپ وعظ کا سلسلہ جاری رکھتے تھے۔ حاضرین سوائے انتہائی مجبوری کے مجلس وعظ سے جنبش نہیں کرتے تھے اکثر و بیشتر آپ فرمایا کرتے تھے۔

"میں خدا کا بندہ ہوں۔ اللہ کے بندوں کو محبوب رکھتا ہوں۔ رب تبارک و تعالیٰ سے ہمیشہ ڈرتے رہو۔ خلاف شریعت امور سے احتراز کرو۔ جب کسی محفل میں حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی و اسم گرامی آجائے تو درود شریف کا نذرانہ پیش کرو۔

کسی وقت اللہ تعالےٰ کو نہ بھولو. ہر آن پروردگار عالم کو سمیع و بصیر جانو..

آپکے عہدِ حیات میں القادر باللہ ابو العباس اور القائم بامر اللہ ابو جعفر عباسی خلفائے بغداد میں سے تخت خلافت پر متمکن ہوئے۔

حضرت سید ابو عبد اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ

آپ انتہائی عابد و زاہد بااخلاق سخی اور منبع فیض و کرامت تھے ابھی عمر شریف کو نو ہی سال ہوئے تھے اور تفسیر قرآن کا درس لے رہے تھے کہ اُستاد نے "ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ" کی تفسیر بیان کرنی شروع کی تو آپ نے سوال کیا کہ متقیوں کو خدائے برتر کی بارگاہ سے کیا کیا انعامات عطا کئے جائینگے۔ اُستاد نے جواب دیا متقی حضرات رضائے مولےٰ کی سند لیکر جنت میں داخل ہوں گے لذائذ جنت سے دائمی راحت پائینگے۔ منزل قرب خداوندی میں مستغرق رہیں گے استاد محترم کے اس جواب سے آپکے اوپر ایک خاص کیفیت طاری ہوگئی۔ اور فرمایا

"افسوس ہے مخلوق کے حال پر کہ ان رحمتوں کا علم ہونیکے باوجود راہ تقویٰ نہیں اختیار کرتے اور اللہ کے طاعت گذار نہیں بنجاتے"

آپ کی محفل وعظ میں ہزاروں انسانوں کا اجتماع ہوا کرتا تھا جسمیں ہر دین و مذہب کے لوگ شریک ہوتے تھے۔ صلحاء و عرفاء اور اولیاء کرام بھی ان پاکیزہ محفلوں میں شریک ہوتے تھے۔ ہر وقت ذکر الٰہی میں مصروف رہتے تھے۔ اَنْتَ الْھَادِیْ اَنْتَ الْحَقُّ لَیْسَ الْھَادِیْ اِلَّا ھُوْ۔ آپ کا خاص ورد تھا۔

ایک روز ایک شکستہ حال جذامی نے کچھ دور سے آپکو آواز دی "ابو عبداللہ مسکینوں غریبوں محتاجوں کی جانب بھی نگاہِ لطف و کرم کیجئے۔ آپ اسکے قریب تشریف لے گئے۔ اور خدائے قادر و قدیر کی بارگاہ میں اس کے لئے دعائے صحت فرمائی۔ آپکی فیض بخش دعا کی برکت سے وہ جذامی صحت یاب ہوگیا۔

ماہ ربیع الثانی شریف سنہ ۴۷۳ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ حنفی المذہب تھے۔ دو شادیاں کیں ایک بی بی فاطمہ بنت سید عبداللہ بن سید علی اصغر بن جعفر ثانی بن امام علی نقی کے ساتھ جنکے شکم سے حضرت ابو صالح موسیٰ جنگی دوست اور ان کے علاوہ چار بیٹے اور پیدا ہوئے لیکن حجۃ البیضا کی روایت سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ابو صالح اور عبدالوہاب صرف یہی دو بیٹے پیدا ہوئے۔ دوسری شادی بی بی رحمت کیساتھ ہوئی۔ جنکے شکم سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی توام (جڑواں) پیدا ہوکر پندرھویں دن فوت ہو گئے۔

حضرت سید یحییٰ الزاہد
رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابو علی آپ کی کنیت اور لقب زاہد و نقی ہے۔ آپ مادر زاد ولی تھے۔ عہدِ طفلی ہی میں آپ سے خوارق عادات کا صدور ہونا شروع ہوگیا تھا۔ چھ سال کی عمر شریف میں تعلیم کی غرض سے جب استاذ کے پاس پہونچے تو جسقدر استاد بتاتے جاتے تھے۔ آپ اس سے آگے بڑھتے ہوئے گذر جاتے تھے استاد کو تحیر ہوتا تھا۔ آخر ایک دن استاد نے اپنے اس تحیر کا اظہار آپ سے کرہی دیا تو آپ نے جواب دیا آپ معلم ہیں اور میں متعلم ہوں۔

حضرت ابن جریج نے شکم مادر ہی میں گفتگو کی تھی میری عمر تو چھ سال کی ہے۔ خدائے قدیر کی دین اور عطا پر آپ کو حیرت کیوں ہے ذَالِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ وَاللّٰہُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ؎

شب تاریک دوستان خدائے — می بتاید چوں روز رخشندہ
ایں سعادت بزور بازو نیست — تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

استاذ محترم نے آپکی زبان مبارک سے یہ معرفت سے لبریز کلام سنکر اسی دن سے آپکو "عارف باللہ" کے خطاب سے پکارنا شروع کر دیا۔

جب عمر شریف پندرہ سال کی ہوئی تو نماز کا التزام اس پابندی سے فرمایا کہ تمام عمر نماز باجماعت ترک نہیں ہوئی۔ ہر نماز کے لئے تازہ وضو فرمایا کرتے تھے۔ شدید سے شدید بیماری میں بھی نماز باجماعت اور نوافل ترک نہیں ہوتے تھے۔ سنن و نوافل گھر میں پڑھتے تھے اور فرائض ہمیشہ مسجد میں ادا کیا کرتے تھے۔ حجۃ البیضاء میں بیان کیا گیا ہے کہ دو صاحبزادے حضرت موسیٰ اور سیدنا ابو عبداللہ اور ایک صاحبزادی کا صغر سنی ہی میں انتقال ہو گیا تھا۔

حضرت سید محمد رضی اللہ عنہ

اسم شریف محمد، کنیت ابو القاسم شمس الدین اور عابد لقب ہے۔ ولادت مبارکہ آپکی ۲۹۹ھ میں ہوئی۔ آپ بڑے متقی اور متواضع عابد شب زندہ دار زاہد اور سجدہ گذار تھے۔ حسن اخلاق اور حسن گفتار میں یگانۂ روزگار تھے۔ آپکے بیٹے سید یحییٰ فرماتے ہیں کہ سوء اتفاق سے کسی رات اگر تہجد کے وقت نہ بیدار

ہوتے تو میں غیب سے ایک آواز سنتا اَلصَّلوٰۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ یَا اَبَا القَاسِمِ شَمْسُ الدِّیْنِ" اور مجھے کثرتِ تلاش کے باوجود کوئی آواز دینے والا نظر نہ آتا تھا

آخر میں نے والد صاحب سے دریافت کیا کہ یہ ندا کرنے والا کون ہے جو آپ کو بیدار کرتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ خداوند قدوس نے ایک جنّ کے سپرد یہ خدمت کردی ہے۔ جب آپ کا وصال ہوا میں نے اس جنّ کو انسانی پیکر میں آپکے جنازہ پر نوحہ کرتا ہوا دیکھا پھر وہ وقتاً فوقتاً میرے پاس آتا رہا۔ ایک دن میں نے اس جنّ سے پوچھا کہ جسطرح تم میرے والد محترم کی خدمت کی انجام وہی کیا کرتے تھے میرے ساتھ وہ رویّہ کیوں نہیں جاری رکھتے۔ جنّ نے مجھ کو ہدایت کی کہ ابھی تم اس منزل پر فائز نہیں ہوئے ہو تم اپنے والدِ محترم کے مزار پُر انوار پر جاکر اکتسابِ فیض کرو۔ اولاد رسول ہو۔ کیا عجب ہے کہ وہی درجات حاصل ہو جائیں۔ چنانچہ میں نے اسی جمعہ کو مزار مبارک پر حاضری دی اور انعامات خصوصی سے مالا مال ہوا اور "لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ" والدِ محترم نے مجھے اکیس" دن تک پڑھنے کو ہدایت فرمائی اسکے بعد سے وہ جنّ میری خدمت میں رہنے لگا۔

ایک مرتبہ یہودیوں کی ایک جماعت آپکی محفل مبارک میں حاضر ہوئی اور سیدنا عزیر علیہ السلام کے متعلق آپ سے سوال شروع کیا۔ آپنے انتہائی مؤثر انداز سے سیدنا عزیر علیہ السلام کے حالاتِ زندگی پر تبصرہ فرماتے ہوئے یہودیوں کے اس دعویٰ کی تردید کی کہ سیدنا عزیر علیہ السلام ابن اللہ ہیں آپکی اثر انداز تقریر سنکر یہودیوں کی پوری جماعت نے اسلام قبول کرلیا۔

صاحب حجۃ البیضاوی نے لکھا ہے کہ آپ کے چھ بیٹے تھے جنکے نام حسب ذیل ہیں عبدالواحد۔ عبدالوہاب۔ عبدالرزاق۔ یحیٰ۔ عبدالقادر احمد اور تین لڑکیاں بھی تھیں۔ امینہ۔ زینب۔ عائشہ۔ حضرت یحیٰ کے کے علاوہ سارے بیٹے عہد طفلی ہی میں وفات پا گئے تھے۔

حضرت سید داؤد
رضی اللہ تعالٰی عنہ

آپ کا اسم شریف داؤد ہے۔ کنیت ابو محمد اور ابو بکر ہے اور سراج الدین آپ کا لقب ہے۔ ۵۱۵ھ میں آپکی ولادت ہوئی۔ قلب اطہر سوز و گداز کا گنجینہ تھا۔ ہر وقت خشیت الٰہی کا غلبہ رہتا تھا اکثر رقت طاری رہتی تھی۔ آیہ مبارکہ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا وَّقُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَۃُ۔ زبان پر جاری رہتی تھی اور اہل و عیال اور منتسبین و متوسلین کو خوف الٰہی اور عبادت کی تلقین فرماتے رہتے تھے۔ جس جگہ آپ تشریف رکھتے وہیں پر دوسروں کو بٹھلاتے تھے۔ جو کچھ بھی آپ کھاتے اسمیں دوسرے لوگوں کو بھی شامل فرمالیتے تھے۔ جیسا لباس آپ پہنتے ٹھیک ویسا ہی دوسروں کو بھی پہناتے تھے۔ سائلوں کو واپس نہیں کرتے تھے۔ فقیروں اور مسکینوں کی امداد و اعانت پر برابر لوگوں کو توجہ دلاتے رہتے تھے۔

ایک دن جب آپ مسجد میں تشریف لائے تو لوگ تعظیماً کھڑے ہو گئے آپ نے ازراہ تواضع و انکساری فرمایا۔ مسلمانو! خدائے ذوالجلال کی بارگاہ میں فرق مراتب کو دخل نہ دینا چاہئے۔ یہاں سب برابر ہیں۔ یہاں کسی کی تعظیم

روا نہیں ہے ۔ یہ کہہ کر اس قدر رقت سے روئے کہ ریش مبارک آنسوؤں سے بھیگ گئی ۲۰۱ھ میں مکہ شریف میں آپ کا وصال ہوا۔

تحفۃ البیضاء کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کے چار صاحبزادے تھے محمد ۔ عبداللہ ۔ محمد عابد ۔ شہاب الدین اور تین صاحبزادیاں تھیں ۔ نور الابصار کی روایت کے مطابق آپکی دو شادیاں ہوئیں۔

حضرت سید موسیٰ ثانی
رضی اللہ تعالےٰ عنہ

سید موسیٰ اسم مبارک اور ابو عمر کنیت ہے آپ سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے نواسہ ہیں ۔ آپکی والدہ محترمہ کا اسم مبارک سیدہ بالہ ہے ۔ آپ انتہائی متقی صالح کریم اور فیاض تھے ۔ معتقدین و متوسلین سے جو کچھ نذر ملتی اسے خرچ فرماتے رہتے لیکن اگر کچھ بچ رہتا تو اسے جمع کرتے رہتے تھے اور جب نماز جمعہ کیلئے نکلتے تو سارا مال خدام کے ساتھ ہوتا ۔ راستہ میں فقیروں ، یتیموں اور مسکینوں کی جماعتیں منتظر ہوتی تھیں ۔ آپ مسجد تک پہونچتے پہونچتے سارا مال و زر مستحقین کو تقسیم فرما دیتے اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد منبر پر جلوہ افروز ہوتے آپ کے مواعظ حسنہ و نصائح فاضلہ سے متاثر ہو کر بے شمار غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا ۔ بہت سے فاسق و فاجر اور بدکار لوگوں نے توبہ کی ۔

بحر الجمان میں ہے کہ آپ کی شادی سیدہ زینب بنت سید ابراہیم مرتضیٰ ابن سیدنا امام موسیٰ کاظم کے ساتھ ہوئی جنکے شکم سے حضرت سید داؤد کے علاوہ چھ صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں پیدا ہوئیں ۔

دوسری شادی بی بی میمونہ سے ہوئی جنکے شکم سے تین صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں ہوئیں صاحب تحفۃ البیضاء کا غالب گمان ہے کہ سلسلۂ نسب صرف حضرت داؤد سے جاری رہا۔ صاحب کنز الانساب بھی اسی سے اتفاق کرتے ہیں۔ نیز وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ ثانی کا عقد بی بی فاطمہ بنت طیبہ بنت حضرت امام موسیٰ کاظم سے ہوا تھا۔ ۶ محرم الحرام ۱۹۳ھ آپکی تاریخ ولادت اور ۲۸۸ھ سن وفات ہے۔

حضرت سید موسیٰ
رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ

اسم مبارک موسیٰ اور لقب جون ہے۔ کنز الانساب کی روایت کے مطابق آپکی والدہ ماجدہ سیدہ رقیہ بنت حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالےٰ عنہ تھیں۔ سید محمد اور سید ابراہیم آپ کے دو حقیقی بھائی تھے۔ آپکی شادی رقیہ ثانیہ بنت سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ سے ہوئی بے پناہ حسین اور عالم وفاضل تھے۔ صالح ومتقی تھے۔ کثرت عبادت کے سبب لاغر ہو گئے تھے۔ ایک مرتبہ خلیفہ ہارون رشید کے دربار میں آپ تشریف لائے دربار میں ایک جگہ پیر پھسلا اور آپ گر پڑے لوگ ہنسنے لگے ہارون بھی ہنس پڑا۔ آپ نے فرمایا امیر المومنین میرا گرنا کمزوری کے سبب تھا الحمد للہ مدہوشی وستی کے سبب نہیں تھا۔ ہارون رشید نے شرم سے نظریں جھکالیں۔

آپکی ولادت ۱۵۲ھ میں ۔ اور وفات ۲۱۳ھ میں ہوئی۔

حضرت سید عبد اللہ ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔ آپ زاہد شب زندہ دار

تھے۔ تہجد کی دو رکعت نفل میں پورا قرآن حکیم ختم فرمایا کرتے تھے۔ دن بھر ذکر الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔ دوشنبہ اور جمعہ کو وعظ فرمایا کرتے تھے۔ آپ کے پانچ لڑکے پیدا ہوئے بتایا جاتا ہے کہ سادات بخارا و ترکستان انہیں صاجزادگان کی اولاد میں سے ہیں۔ سنہ ۱۰۳ھ میں ولادت اور سنہ ۱۵۶ھ میں وفات پائی۔

حضرت سید عبد اللہ محض
رضی اللہ تعالےٰ عنہ

کربلا کے مسافر سید الشہداء سرکار امام حسین رضی اللہ عنہ کی صاجزادی حضرت فاطمہ کے شکم مبارک سے سنہ ھ میں آپ تولد ہوئے آپ کے والد ماجد سیدنا سرکار امام حسن رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے قرۃ العین حضرت امام حسن مثنیٰ تھے۔
نجیب الطرفین سید ہونیکے سبب ساری دنیا آپ کا احترام کرتی تھی اخلاقی حیثیت سے آپ تمام نقائص سے مبرا تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کا لقب محض ہوا۔ نور الابصار کی روایت بتاتی ہے کہ آپ شکل وشباہت میں حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے مشابہت رکھتے تھے۔ سیدنا زید بن علی بن حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہم کے ہمعصر تھے آپ کا لقب محض ہونیکی ایک وجہ یہ بھی بتائی جاتی ہے کہ سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی طرح آپ بھی اپنے گھرانے میں پہلے بزرگ تھے جو حسنی اور حسینی شرف انتساب سے مالامال تھے۔ سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ تعالےٰ عنہ حسنی تھے اور آپ کی والدہ حسینی تھیں۔
ایکمرتبہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ لوگ اسکی خواہش رکھتے ہیں کہ وہ دنیا میں سب سے برتر اور افضل و اعلیٰ سمجھے جائیں اور میں از خود تمام مخلوق کو برتر و بالا

سمجھتا ہوں۔ آپ بہادر قوی النفس اور شاعر بھی تھے۔ آپکے چھ بیٹے ہوئے۔ محمد۔ ابراہیم۔ موسیٰ۔ یحییٰ۔ سلیمان۔ اور ادریس رحمہم اللہ تعالےٰ اجمعین ۱۰ رمضان المبارک ۱۴۵ھ میں خلیفہ ابو جعفر۔ عبداللہ المنصور عباس کے قید خانہ میں آپ کا وصال ہوا۔ اسی قید خانہ میں حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے بحالت سجدہ اس دنیائے فانی سے سفر آخرت فرمایا ؏

آسماں ان کی لحد پر شبنم افشانی کرے

حضرت سید حسن مثنیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ

آپ سیدنا سرکار امام حسن رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے جگر گوشہ سیدنا فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے قرۃ العین ہیں سیرت و شباہت میں اپنے والد محترم کے مشابہ تھے۔ آپ کا حسن و جمال دیکھ کر سرکار امام حسن رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی شکل مبارک کا گمان ہوتا تھا۔ اسی سبب سے آپکو حسن مثنیٰ کہا جاتا ہے آپکے پانچ بیٹے تھے۔ سید عبداللہ محض سید ابراہیم حسن ثالث۔ سید داؤد۔ سید جعفر۔ اول الذکر تین بیٹے سیدہ فاطمۃ الصغریٰ بنت سرکار امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے شکم مبارک اور آخر الذکر دو بیٹے بی بی حبیبہ سے تولد ہوئے پانچوں اولاد سے سلسلہ نسب جاری ہوا۔

۹۷ھ میں آپنے وصال فرمایا جیسا کہ فتح الباری شرح صحیح بخاری باب مایکرہ من اتخاذ المساجد علے القبور میں ہے کانت وفاتہ سنۃ سبع و تسعین وھو من ثقات التابعین آپکی عمر شریف ۴۰ھ میں سیدنا علی مرتضٰے کرم اللہ تعالےٰ وجہہ الکریم کی شہادت کے وقت دس سال تھی۔

سعادت الکونین کے اندر آپ کا معرکۂ کربلا میں شریک ہونا اور زخموں سے چور چور ہونا منقول ہے۔ اسماء بنت خارجہ خزاعی اس سے قبل کہ آپ شہید کر دیئے جائیں لشکر ابن زیاد سے بدقت تمام آپکو چھڑا کر لائیں اور کوفہ میں علاج کرایا۔ یہاں تک آپ صحت یاب ہو کر مدینہ منورہ پہونچ گئے۔ مدینہ کا عامل حجاج بن یوسف نے آپکے دست مبارک سے تولیت صدقات لے لینی چاہی لیکن عبد الملک نے اس بات کی اجازت نہیں دی۔

ولید بن عبد الملک فریضۂ حج کی ادائیگی کے بعد جب مدینہ منورہ حاضر ہوا اور مسجد نبوی میں خطبہ دے رہا تھا تو اسکی نگاہ اچانک فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالٰی عنہا کے حجرۂ مبارکہ کیجانب اٹھ گئی۔ اسوقت آپ آئینہ میں اپنا چہرۂ مبارک ملاحظہ فرمارہے تھے خطبہ ختم کرتے ہی اس نے عامل مدینہ کو حکم دیا کہ فوراً ان صاحبزادہ کو شہر بدر کر دو۔ اور حجرہ کو مسجد میں شامل کر دیا جائے۔ چنانچہ ۸۸ھ میں یہ حجرۂ عالیہ آپ سے جبراً خالی کروالیا گیا اور مسجد نبوی میں داخل کر دیا گیا جذب القلوب الی دیار المحبوب کے اندر محقق علی الاطلاق شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے اس واقعہ کو بہت تفصیل کے ساتھ پیش کیا ہے۔

حضرت سیدنا سرکار امام حسن
رضی اللہ تعالٰی عنہ

آپکے محاسن و مدارج آفتاب و ماہتاب کی طرح روشن ہیں تاریخ و سیر کی کتابیں آپ کی تعریف و توصیف سے بھری پڑی ہیں۔ آپکے فضل و کمال کو پیش کرنے کے لئے دفتر کے دفتر ناکافی ہیں۔ اس جگہ حصول خیر و برکت کے پیش نظر مختصر طور پر ذکر کیا

کیا جائے گا۔ اس لئے جگر گوشۂ رسول صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا تذکرہ اور آپکے
فضل و کمال کا ذکر جمیل ہمارے اور تمام مسلمانوں کیلئے نجات کا ذریعہ اور
رضاءِ الٰہی کا سبب ہے۔

رمضان شریف کے بابرکت و فیض رساں مہینے میں ۱۵ تاریخ ۳ھ
میں مدینہ منورہ کی مقدس سرزمین پر ایمان بخش فضا میں آپکی ولادتِ مبارکہ
ہوئی۔ آپ سیدہ فاطمہ خاتون جنت رضی اللہ تعالٰی عنہا کے سب سے بڑے
صاحبزادے ہیں۔ سرکار دوعالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے آپ کا نام حسن
رکھا۔ اس سے پہلے دنیا میں کسی کا نام یہ نہیں رکھا گیا تھا آپ کے چھوٹے
بھائی سرکار امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ، کے اسم مبارک کی بھی یہی خاصیت
ہے کہ پہلی بار دنیا میں یہ نام رکھا گیا۔

سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالٰی عنہ، حسن و جمال میں یگانۂ روزگار تھے
حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ، کا بیان ہے کہ آپ سے زیادہ کسی کا چہرہ
حضور انور صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے چہرہ سے مشابہ نہ تھا۔ بکثرت آپ سے
حدیثیں مروی ہیں اور کثیر تعداد میں حدیثیں ہیں جن میں آپ کے
فضائل و محاسن مروی ہیں۔ تابعین کے علاوہ ام المومنین حضرت عائشہ
صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہانے بھی آپ سے روایت حدیث کی ہے۔ سیدنا
علی مرتضٰی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم کی شہادت کے بعد آپ تخت خلافت
پر جلوہ افروز ہوئے اور چھ مہینے کے بعد ۴۱ھ میں ان شرائط کے ساتھ خلافت
سے سبکدوش ہو گئے، جو حسب ذیل ہیں۔

(۱) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد حق خلافت حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاصل ہوگا۔

(۲) حجاز و عراق کے باشندوں سے کوئی ٹیکس نہیں لیا جائے گا۔

(۳) حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تمام قرضہ ادا کیا جائے گا۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بطور نذر ایک لاکھ دینار سالانہ مقرر کیا۔ اتفاق سے ایک سال سالانہ وظیفہ آنے میں قدرے تاخیر ہوئی جسکے سبب آپکو تکلیف ہوئی۔ آپ نے قلم دوات منگا کر یاد دہانی کے لئے رقعہ لکھنے کا قصد فرمایا لیکن نہ جانے کیا سوچ کر ہاتھ روک لیا۔ اسی رات کو حضور انور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ سرکار دو عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا بیٹا کیا حال ہے؟ عرض کیا نانا جان اچھا ہوں لیکن تہی دست ہوں۔ سرکار دو عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا تم مخلوق کو متوجہ کرنے کے لئے رقعہ لکھنا چاہتے تھے؟ سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ادب واحترام کیساتھ عرض کیا حضور والا ایسا ہی خطرہ دل میں پیدا ہو چلا تھا سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ دُعا پڑھ لیا کرو اللہ تعالیٰ تمھاری تمام حاجتوں کو پوری فرمادے گا۔ دُعا یہ ہے

اَللّٰهُمَّ اَقْذِفْ فِیْ قَلْبِیْ رَجَاءَكَ وَاقْطَعْ رَجَائِیْ عَمَّنْ سِوَاكَ حَتّٰی لَا اَرْجُوْا غَیْرَكَ اَللّٰهُمَّ وَمَا ضَعُفَتْ عَنْهُ قُوَّتِیْ وَقَصُرَ عَنْهُ عَمَلِیْ وَلَمْ تَنْتَهِ اِلَیْهِ رَغْبَتِیْ وَلَمْ تَبْلُغْهُ	یارب میرے دل میں اپنی امید ڈال اور اپنے ماسوا سے میری اُمید قطع کر۔ یہاں تک کہ میں تیرے سوا کسی سے امید نہ رکھوں یارب جس سے میری قوت عاجز اور عمل قاصر ہو اور جہاں تک میری رغبت اور میرا سوال نہ پہونچے اور

مَسْئَلَتِیْ وَلَمْ اَجْرِعَلٰی لِسَانِیْ مِمَّا اَعْطَیْتَ مِنَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ مِنَ الْیَقِیْنِ فَخُصَّنِیْ بِہٖ یَارَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ہ | میری زبان پر جاری نہ ہو جو تو نے اولین و آخرین میں سے کسی کو عطا فرمایا ہو یقین سے یارب العلمین مجھکو اسکے ساتھ

مخصوص فرما۔ سرکار دوعالم صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے حکم کے بموجب حضرت امام حسن رضی اللہ تعالٰے عنہٗ نے یہ دعا پڑھنی شروع کردی۔ ابھی پورا ایک ہفتہ بھی نہیں گذرا تھا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہٗ نے ۵ لاکھ دینار سرکار امام حسن رضی اللہ عنہٗ کی خدمت مبارک میں بھیجدیئے۔ آپ نے ان الفاظ میں شکر الٰہی ادا کیا۔

" شکر ہے اس خدائے قدیر کا کہ جو اپنے یاد کرنے والے کو کسی وقت نہیں بھولتا اور اپنے در کے سوالیوں کو کبھی بھی مایوس نہیں فرماتا "

رات میں پھر حضور انور کی زیارت ہوئی سرکار امام حسن سے پوچھا بیٹے اب کیا حال ہے سرکار امام حسن نے عرض کیا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہٗ نے ۵ لاکھ دینار بھیجدیئے ہیں رسول محترم نے ارشاد فرمایا خدائے قادر و قدیر سے التجا اور مخلوق سے احتراز کا یہ نتیجہ ہے۔

خلافت سے دست برداری کے بعد امام حسن رضی اللہ تعالٰے عنہٗ مدینہ منورہ تشریف لے آئے دو مرتبہ اپنا سارا مال و متاع راہِ مولا میں تقسیم فرمادیا اور تین مرتبہ تمام اثاث البیت سے نصف اپنے لئے رکھا اور نصف اللہ کی راہ میں تقسیم فرمادیا۔ آپکی دردناک شہادت یزید کی شرارتوں کا پیش خیمہ ہے۔ اس ظالم یزید نے اپنی مکاری کے ذریعہ آپکو زہر دلوادیا جس کے اثرات سے آپ ۵ ربیع الاول ۴۹ھ میں شہید ہوگئے (انا للہ وانا الیہ راجعون ہ)

امیر المومنین سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ الکریم

اسم گرامی علی کنیت ابوالحسن

اور لقب مرتضےٰ و اسد اللہ ہے آپکے والد ابو طالب اور دادا عبد المطلب ہیں۔

جناب ابو طالب سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچا تھے۔

طبقات ابن سعد اور اسد الغابہ کی روایت ہے کہ سیدنا علی مرتضےٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے۔ آپ سے پیشتر خاص بیت اللہ شریف کی چہار دیواری کے اندر کسی کی ولادت نہیں ہوئی۔ سیدنا علی مرتضےٰ جب شکم مادر میں تھے تو آپکی والدہ ماجدہ عجیب وغریب خواب دیکھتی رہیں کبھی وہ دیکھتی تھیں کہ نورانی شکل کے کچھ بزرگ آئے ہیں اور ان کو خوشخبری سنا رہے ہیں والدہ محترمہ جناب فاطمہ کا خود بیان ہے کہ جب علی میرے شکم میں تھے تو میں عجیب فرحت ومسرت محسوس کرتی تھی اور جب کبھی میں کسی بت کو سجدہ کرنے کا قصد کرتی تھی تو میرے شکم میں اس زور کا درد شروع ہو جاتا تھا کہ میں سخت تکلیف محسوس کرنے لگتی تھی۔ یہانتک کہ میں سجدہ کرنے کا قصد ہی ترک کر دیتی تھی۔ پھر جب علی نے دنیا میں تشریف لا کر تین دن تک دودھ نہیں پیا جسکی وجہ سے گھر کے اندر مایوسی چھا گئی تو اس کی اطلاع حضور محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہونچی آپ تشریف لائے اور علی کو اپنی آغوش رحمت میں اٹھا کر پیار کیا اور ساتھ ہی اپنی زبان مبارک علی کے منہ میں ڈالی۔ علی زبان چوسنے لگے اور اسکے بعد دودھ بھی پینے لگے۔

حضرت علی مرتضےٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کو صرف پانچ سال اپنے والدین کے زیر سایہ پرورش پانے کے بعد حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے اپنے سایۂ رحمت میں جگہ دیدی اور اپنے پاس رکھ کر کے خود تربیت فرمانے لگے۔

یہاں تک کہ ان کی عمر ۴۰ سال کی ہو گئی ادھر اعلانِ نبوت کا وقت آ گیا حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم پر وحیٔ الٰہی کا نزول شروع ہوا۔

احکم الحاکمین نے حکم دیا سب سے پہلے اپنے خاندان والوں پر اسلام کی دعوت پیش کیجئے اور ان کے افعال و اخلاق کی اصلاح کیجئے مشیتِ ربانی کے مطابق حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اپنے جاں نثار ساتھی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ اپنے برادر عزیز سیدنا علی مرتضےٰ کرم اللہ تعالےٰ وجہہ الکریم کے سامنے اسلام پیش کیا تو تینوں خوش نصیب اسی وقت مسلمان ہو گئے۔

مورخین و محدثین کرام کا اس امر پر اتفاق ہے کہ بڑی عمر والوں میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ چھوٹی عمر والوں میں سیدنا علی مرتضےٰ کرم اللہ تعالےٰ وجہہ الکریم اور عورتوں میں ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہا اول اسلام قبول کرنے والے ہیں اور قبولِ اسلام کیساتھ ساتھ حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی خدمت و حفاظت اور فرمانبرداری و جاں نثاری کا حق ادا کر دیا۔ اور دین کی تبلیغ و اشاعت میں بڑی فراخدلی کے ساتھ اپنی اپنی جانی و مالی خدمات پیش کیں۔ خدا کی رحمتیں نازل ہوں ان اولین سابقین کی مقدس روحوں پر۔

سیدنا علی مرتضےٰ کرم اللہ تعالےٰ وجہہ الکریم کی مقدس زندگی اخلاقیات کا حسین مرقع ہے۔ قدرت نے آپکو اخلاق حسنہ کا پیکر بنایا تھا۔ اسد الغابہ کی روایت ہے کہ آپنے ایک امتیازی حیثیت کے مالک ہونے کے باوجود کبھی

دوسروں سے اپنے کو ممتاز تصور نہیں کیا ہمیشہ خندہ پیشانی اور انکساری کی زندگی بسر کرتے رہے عام لوگوں کی طرح گھر کے کام بھی کر لیا کرتے تھے۔ اپنے دستِ مبارک سے پھٹے ہوئے کپڑوں میں پیوند بھی لگا لیتے تھے جوتیوں کی مرمت بھی کر لیتے تھے۔ سرکار دوعالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خندق کھودنے کا حکم دیا تو سیدنا علی مرتضےٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے ایک معمولی مزدور کی طرح کام کیا غزوۂ خندق کے موقع پر جس وقت حضور انور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خندق کھودنے کا حکم دیا تو سیدنا علی مرتضےٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ الکریم نے سب سے پہلے کھودنا شروع کیا خود کھودتے تھے اور خود ہی مٹی اٹھا کر پھینکتے تھے اور اگر کوئی بڑا پتھر سامنے آجاتا تھا تو اپنی خداداد قوت کے ذریعہ اس کو ریزہ ریزہ کر ڈالتے تھے۔

کھانے میں اسقدر سادگی تھی کہ اکثر جَو کی روٹی ہوا کرتی تھی وہ بھی کبھی سالن سے اور کبھی روکھی ہی کھا لیا کرتے تھے۔ بستر بھی آپکا بہت معمولی ہوتا تھا یعنی ایک دوہرا کمبل جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ آپ راستبازی تقویٰ و پرہیزگاری رحمدلی و انکساری حق پرستی و توکل میں اونچے درجے کے انسان تھے آپکی زبان پر کبھی کوئی بری بات یا کلمۂ بد نہیں جاری ہوتا تھا۔ آپ نہایت سلیم الطبع اور پاکیزہ طینت تھے۔ طبیعت میں کسی قسم کی بیہودگی اور لغویت نہیں تھی۔

آپ بڑے رحیم و کریم اور حلیم تھے۔ آپ کبھی کسی کے اوپر ناراض نہیں ہوتے تھے اگر کسی سے کوئی غلطی بھی ہو جاتی تو رحم و کرم سے درگذر

فرمادیتے تھے۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم بڑے اولوالعزم بلند ہمت اور صادق البیان نرم طبیعت اور خوش طبع تھے۔ غرباء نوازی کا جذبہ آپ کے دل میں سمندر کی طرح لہریں لیا کرتا تھا۔ آپ اپنے گھر سے دور دور جاکر غریبوں مسکینوں محتاجوں ضعیفوں اپاہجوں کی خدمت و اعانت فرمایا کرتے تھے۔ مریضوں کی عیادت بھی معمولات زندگی میں شامل تھی۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ حضرت علی مرتضےٰ کرم اللہ تعالےٰ وجہہ الکریم لوگوں میں سب سے زیادہ شجاع اور بہادر تھے۔ اسی وجہ سے لوگ اشجع النّاس (یعنی سب سے زیادہ بہادر) کہتے تھے۔ آپ کے حیرت انگیز اور شجاعت مندانہ کارناموں کو اگر جمع کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب ہوجائے۔ اس لئے اس جگہ بنظر اختصار چند واقعات پیش کئے جارہے ہیں۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے روایت کی ہے کہ ہجرت سے پیشتر جب قریش مکہ نے معاذ اللہ حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کی اسکیم بنائی تو پروردگار عالم نے حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ آپ ہجرت کر جائیے۔ چنانچہ حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ہجرت کا ارادہ فرمالیا اور حضور نے حضرت علیؓ سے ارشاد فرمایا کہ آج کی شب مَیں مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ جانا چاہتا ہوں۔ اہلِ مکہ میری جان کے درپے ہیں تو کیا تم اسے قبول کروگے کہ آج شب تم میرے بستر پر سو رہو؟

سیدنا علی مرتضٰے کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے بصد ادب عرض کیا۔ یا رسول اللہ میری جان آپ پر نثار میں خوشی سے خدمت کیلئے تیار ہوں اگر قریش مجھ کو قتل بھی کرڈالیں تو مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے اس جواب سے حضور صلے اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے اور مدینہ طیبہ کی جانب روانہ ہوگئے اور حضرت علی مرتضٰے اس خطرناک ماحول میں اپنے آقا کے بستر پر سورہے۔ اسی ایک واقعہ سے سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی عظیم ترین وفاداری وجاں نثاری کا ثبوت مل جاتا ہے

غزوۂ بدر و احد میں سیدنا علی مرتضٰے نے بیمثال سرفروشی کا مظاہرہ کیا ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں غزوۂ بدر میں لشکر کفار میں سے ستر قتل کئے گئے تھے جنمیں سے ۲۱ کو حضرت علی مرتضٰے کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے جہنم رسید کیا تھا۔ عمر شریف اس وقت حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی کل ۲۷ سال تھی۔

غزوۂ احد میں جب مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے اسوقت بھی حضرت علی مرتضٰے نے ہمت نہیں ہاری اور عزم و استقلال کیساتھ مشرکین کا مقابلہ کرتے رہے اور برابر تلوار چلاتے رہے۔ حضرت علی مرتضٰے کرم اللہ تعالیٰ وجہہ خود بیان فرماتے ہیں کہ غزوۂ احد میں میرے جسم کے اوپر ۱۶ زخم آئے تھے لیکن بفضل الٰہی میرے عزم وارادہ میں کوئی معمولی سی کمزوری نہیں پیدا ہوئی۔

غزوۂ خندق میں جب معرکۂ جنگ کا آغاز ہوا تو لشکر کفار میں سے عبدود نامی ایک بہادر پہلوان نے یہ چیلنج کیا ہے کہ ہے کوئی مسلمانوں میں جو

میرا مقابلہ کرلے۔ اس چیلنج کو سنتے ہی حضرت علی نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا سرکار میرا دل چاہتا ہے کہ اس بدترین دشمن کا میں مقابلہ کروں رحمتِ عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے خوش ہو کر اپنا عمامہ مبارکہ اتار کر سیدنا علی مرتضٰے شیر خدا کے سر پر رکھدیا اور فرمایا جاؤ خدائے قدیر کے بھروسہ پر اس کا مقابلہ کرو۔ سیدنا علی مرتضٰے چند لمحوں میں اس پر غالب آگئے اور اس دشمن دین کو قتل کر کے واصل جہنم فرمادیا۔

ایک دفعہ قبیلہ بنو قریظہ کثیر تعداد میں جمع ہو کر یک بیک غافل مسلمانوں پر حملہ آور ہوگئے۔ مسلمانوں میں ابتری پھیل گئی۔ لیکن خدا کے شیر علی مرتضٰے بالکل مطمئن رہے اور اسی آن تلوار نکال کر میدان میں ڈٹ گئے اور سیکڑوں مفسدین کو قتل کردیا۔ یہانتک کہ مفسدین اسلحہ کو چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ سیدنا علی مرتضٰے کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم صاحب ایثار اور بڑے فیاض تھے بقدر استطاعت ہمیشہ غرباء و مساکین اور محتاجوں کی امداد فرماتے رہتے تھے اگر کوئی ضرورت مند آجاتا اور آپ کے پاس کچھ نہ ہوتا تو دوسروں سے قرض لیکر اسکی ضرورت رفع کردیا کرتے تھے۔ اکثر آپ کے ذمہ اسی طرح کے قرضہ ہوا کرتے تھے۔ ورنہ اپنی ضروریات کو قرض لیکر پوری کرنیکے آپ عادی نہ تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت علی کے پاس چار درہم تھے اور چند اہم ضروریات بھی آچکے سامنے تھیں۔ ناگاہ ایک یمنی نے آن کر حضرت علی کے سامنے اپنی ضرورت پیش کردی۔ خدا کے شیر نے بلا تاخیر وہ چاروں درہم اس ضرورتمند کو عنایت

فرمادیئے اور اپنی ضروریات کی کوئی پرواہ نہ کی مالک بے نیاز کو ان کی یہ ادا بہت پسند آئی اور فوراً ان کی تعریف میں قرآن کی یہ آیت نازل فرمادی۔

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِیَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَ لَاخَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَاهُمْ یَحْزَنُوْنَ (پارہ ۳ ع ۴)

وہ لوگ جو کہ خدا کی راہ میں اپنا مال رات میں اور دن میں چھپا کر اور دکھا کر خرچ کرتے ہیں ان کے لئے ان کے رب کے پاس اجر و ثواب ہے اور ان کے لئے نہ خوف و دہشت ہے اور نہ حزن و ملال ہے"

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ہجرت کے بعد حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے جب انصار و مہاجرین کے درمیان بھائی چارگی کا رشتہ قائم کرایا اور ہر ایک انصاری کو ایک مہاجر کا بھائی بنادیا حتیٰ کہ تمام انصار و مہاجرین کے عہد مکمل ہو گئے بجز حضرت علی کرم اللہ تعالےٰ وجہہ الکریم کے۔

تکمیل معاہدہ کے بعد حضرت علی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپ نے تمام مہاجرین کے بھائی منتخب فرمادیئے لیکن مجھے کسی کا بھائی نہیں بنایا اور کسی کو میرا رفیق نہیں متعین فرمایا۔ سرکار دو عالم نے از راہ انس و محبت حضرت علی کو اپنے گلے سے لگالیا اور پیشانی چوم کر ارشاد فرمایا "یا علی انت اخی فی الدنیا والاخرۃ" علی تم تو دنیا و آخرت میں میرے بھائی ہو اور اللہ کا رسول تمہارا رفیق ہے۔

سیدنا سعد ابن وقاص رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے روایت کی ہے کہ ایکدن

اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو مخاطب کر کے از راہ لطف و کرم اور نہایت انس و محبت سے ارشاد فرمایا یَا عَلِیُّ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ھَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰی وَلٰکِنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدِیْ وَاَنْتَ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْکَ (صحیح مسلم شریف) " علی تمہارا مرتبہ میرے نزدیک ایسا ہی ہے جیسا کہ ہارون علیہ السلام کا رتبہ حضرت موسیٰ کے نزدیک تھا۔ لیکن یاد رکھو کہ میرے بعد اب کوئی نبی نہیں ہوگا۔ میں نبی آخر ہوں اور تم میرے ہو میں تمہارا ہوں"

سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالےٰ وجہہ الکریم یوں چوتھے خلیفہ ہیں لیکن فی الحقیقت آپ سے پیشتر تمام خلفاء کے عہد میں آپ با اثر اور با اقتدار تھے سرکار دو عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے پردہ فرمانے کے بعد جب حضور کے رفیق خصوصی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ، خلیفہ منتخب ہوئے حضرت علی برابر آپکو تقویت پہونچاتے رہے۔ پھر ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ، مسند خلافت پر رونق افروز ہوئے تو ان کے بھی سب سے زیادہ معاون و مددگار رہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ، جب منصب خلافت پر فائز ہوئے تو سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالےٰ وجہہ الکریم ان کو بھی نیک مشورے اور امداد پہونچاتے رہے۔ اور بڑا ساتھ دیا۔

حضرت عثمان غنی کی شہادت کے بعد حضرت علی متفقہ طور پر خلیفہ چنے گئے آپ منصب خلافت کے تقاضوں اور ذمہ داریوں کو بڑے خلوص و صداقت کے ساتھ پوری کرتے رہے۔ آپ کے دوران خلافت میں بہت سی بغاوتیں اٹھیں لیکن آپ اپنا کام کرتے رہے۔ آپنے مصلحت وقت کے پیش نظر ایران کی

سرحدی چھاؤنی کو کوفہ میں طلب کرکے اس کو اپنا مرکز بنالیا تھا لیکن باغیوں اور مفسدوں نے یہاں رہکر بھی آپ کو چین و سکون سے کام نہ کرنے دیا۔ حتیٰ کہ آپکی عمر شریف ترسٹھ ۶۳ سال اور خلافت کی مدت چار ۴ سال نو ۹ مہینے پورے ہونیکے بعد ۲۱ رمضان المبارک ۴۰ھ کو ابن ملجم نامی ایک خارجی کے ہاتھوں شہادت پائی (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ)

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تشریف آوری کے مبارک حالات

تاریخ کی معتبر کتابوں میں بتایا جاتا ہے کہ ایک دن آفتاب غروب ہوچکا تھا۔ چاند کی روشنی پورے طور پر زمین کے اوپر پھیل گئی تھی ایک نوجوان نہ جانے کس عالم میں دریائے دجلہ کے کنارے بیٹھا ہوا تھا۔ کہ اچانک چاند کی چاندنی میں دریا کی لہروں میں بہتا ہوا ایک شاداب سیب نظر آیا۔ جھٹ نوجوان نے سیب کو اپنے ہاتھوں میں لے لیا اور بھوک کی شدت کے باعث کچھ سوچنے سے پہلے کھاتا ہوا اپنے گھر کی جانب چلدیا۔ ابھی کچھ ہی دور گیا ہوگا کہ اسکے ضمیر نے جھنجھوڑا اور نشاندہی کی کہ تو یہ سیب قیمت دیئے بغیر کیوں کھا رہا ہے؟ خیال آتے ہی نوجوان ندامت سے پانی پانی ہوگیا۔ جیسے تیسے بیقراری سے رات گذاری اور صبح کو نماز فجر سے فراغت کے بعد ہی سیب کے مالک کی تلاش میں گھر سے روانہ ہوگیا۔

مسلسل کئی دن تک دریا کے کنارے کنارے چلتا رہا۔ آخر سامنے ایک گھنا باغ نظر آیا جہیں پہونچنے کے بعد ایک بزرگ کی نورانی صورت دکھائی دی۔ اسلامی رسم و رواج کیمطابق نوجوان نے سب سے پہلے سلام کیا اور انھوں نے بزرگانہ انداز میں جواب دیا۔ گفتگو کے ذریعہ معلوم ہوا کہ یہی بزرگ اِس باغ کے مالک ہیں۔ چنانچہ بلا تاخیر نوجوان نے اپنے طویل سفر کا مدّعا اور سارا واقعہ بیان کیا اور ساتھ ہی اس سیب کی قیمت دریافت کی۔ مالک باغ نے کہا بیٹا سیب کی قیمت اتنی کثیر ہے کہ تم ادا نہیں کر سکتے۔ لیکن نوجوان نے قیمت کے ادا کرنے کا زوردار انداز میں اقرار کیا اور مالک کے حکم کے مطابق باغ کی رکھوالی شروع کردی جسکی معینہ مدّت ایک سال تھی مگر پورے دو سال گذر جانے کے باوجود مالک نے رخصت کی اجازت نہ دی۔ جب چند سال گذر گئے تو ایک دن مالک نے کہا بیٹا اب میں تم کو تمھاری محنت کا صلہ دینا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ تم میری بیٹی سے شادی کرلو جو دونوں آنکھوں سے اندھی ہے دونوں کانوں سے بہری ہے دونوں ہاتھوں سے لولی، دونوں پیروں سے لنگڑی اور زبان سے گونگی ہے۔ نوجوان نے بلا تامل قبول کرلیا اور شادی ہوگئی۔ بعدہٗ مالک نے کہا بیٹا میرے گھر کے اندر سوا میری اس لڑکی کے دوسرا کوئی بھی نہیں ہے گھر کے اندر جاؤ یہ گھر اب تمھارا گھر ہے نہیں بلکہ یہ باغ اور کل جائداد بھی تمھاری ہے۔ نوجوان جب گھر کے اندر گیا تو دیکھ کر حیران و ششدر رہ گیا۔ گویا وہ دنیا کی سجی سجائی دلہن نہیں بلکہ جنّت کی کسی حور کو دیکھ رہا تھا۔

چاند جیسا چہرہ۔ چشمِ غزلاں۔ شیریں زبان۔ ہر عضو موزوں اور متناسب۔ مالک کے بیان اور حقیقت حال میں زبردست فرق پایا۔ دوسرے دن مالک سے سوال کیا کہ آپ نے اپنی لڑکی کا جو حلیہ بتایا تھا اور گھر کے اندر میں نے جس مجسمۂ حسن وجمال کو دیکھا اس میں تو بڑا فرق ہے۔ مالک نے نرم و شیریں لہجہ میں جواب دیا۔

"بیٹے میں نے جو کچھ کہا تھا اور تم نے جو دیکھا دونوں ہی سچ ہے اور حقیقت میں بات یہ ہے کہ اس لڑکی نے کبھی اپنی زبان سے خلافِ شریعت کوئی بات نہیں کی اس لئے وہ گونگی ہے۔ اپنے کانوں سے کوئی فحش بات نہ سُنی تھی اسلئے وہ بہری ہے۔ کبھی اپنی آنکھوں سے کسی غیر محرم کو نہ دیکھا تھا اسلئے وہ اندھی ہے۔ اپنے ہاتھوں سے کبھی کوئی غلط کام نہ کیا تھا اسلئے وہ لولی ہے۔ کبھی جانبِ معصیت اپنے پیروں سے چل کر نہ گئی تھی اس لئے وہ لنگڑی ہے"

اُس مقدس خاتون کا نام جناب فاطمہ اُمّ الخیر بنت عبداللہ صومعی تھا اور اس پاکیزہ نوجوان کا نام سید ابو صالح موسیٰ بن عبداللہ تھا۔

انھیں مقدس خاتون اور پاک باطن نوجوان کی ازدواجی زندگی کے چمن لالہ زار سے ایک خوشرنگ اور عطر بیز پھول کھلا جس نے اپنی خوشبوئے روحانیت و معرفت سے سارے عالم کو مہکا دیا جو غوثیت، و قطبیت کا تاجدار بنکر آسمان ولایت پر آفتاب و ماہتاب کی طرح جگمگایا جسے دنیا نے غوث اعظم کے نام سے جانا اور پہچانا۔

والدین کے تقدس پر خصوصی تبصرہ

والد بزرگوار کا لقب جنگی ہونیکی یہ وجہ بتلائی جاتی ہے کہ آپ جہاد فی سبیل اللہ کے بڑے شائق اور راہِ مولیٰ میں جنگ اور شہادت آپکی مقدس زندگی کی بڑی محبوب تمنا تھی ان پاکیزہ جذبات ہی سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ سرکار غوث اعظم شیخ جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کے والد بزرگوار کتنے بڑے جلیل القدر رہنما اور مرشد کامل تھے جان سبھی کو عزیز ہوتی ہے لیکن وقت کا وہ مرد حق پرست جان جیسی عزیز چیز کو بھی حق کی راہ میں قربان کر دینے کا عزم محکم کر چکا تھا اسکی خدا اور رسول دوستی، اور مذہب سے سچی محبت کا بھلا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔

جہاں ایک طرف سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کے والد بزرگوار خاصانِ خدا میں سے تھے وہیں آپکی والدہ ماجدہ وقت کی انتہائی پاک سیرت خاتون اور تقویٰ وطہارت کی بینظیر مجسمہ تھیں جن کا نام فاطمہ اور کنیت اُمّ الخیر تھی یہ نام ہی اس بات کی شہادت دے رہا ہے کہ آپ تمامی اقسام خیر کی مکمل تفسیر تھیں اور بھلا کیوں کر نہ ہوتیں جبکہ انھوں نے اپنے والد گرامی حضرت عبد اللہ صومعی جیسے زاہد وقت سے فضائل ومحاسن اور فیوض وبرکات کی گرانمایہ دولت کے حصول میں پورے حوصلہ سے کام لیا تھا جو ایک طرف اگر رئیسانِ جیلان میں شمار کئے جاتے تھے تو دوسری جانب ان کے علم وفضل زہد وتقویٰ فیضِ ظاہری وباطنی کی جیلان کے ہر نگر اور ہر شہر میں دھوم مچی تھی۔

ایسے بافیض و باکمال باپ جامع فضائل و محاسن اور خدا رسیدہ ماں سے پیدا ہوکر اور انکی آغوش کرامت ورحمت میں پرورش پانیکے بعد وہ نونہال روحانیت کا کتنا ہونہار اور طریقت کا کتنا بڑا تاجدار ہوا ہوگا جسکی جملہ سعادتیں کسبی نہیں بلکہ وہبی تھیں جسکی پیشانی سے اسوقت بھی آثارِ ولایت ظاہر ہورہے تھے جبکہ وہ گہوارۂ طفولیت میں ہلکورے لے رہا تھا ؎

بالائے سرش زہوشمندی ؛ می تافت ستارۂ بلندی

ولادتِ پاک سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ

معتبر روایتوں کے ذریعہ پتہ یہ چلتا ہے کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ یکم رمضان المبارک جمعہ کیدن سنہ ۴۷۰ھ مطابق ۱۰۷۵ء میں پیدا ہوئے۔

امام حافظ ابن کثیر دمشقی المتوفی ۷۷۴ھ اپنی تصنیف البدایہ والنہایہ میں حضرت غوث اعظم کا سنہ ولادت سنہ ۴۷۱ھ لکھتے ہیں اور امام یافعی المتوفی ۷۶۸ھ اپنی تصنیف مراۃ الجنان وعبرۃ الیقظان میں لکھتے ہیں کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے جب کسی نے آپکے سالِ ولادت کیمتعلق سوال کیا تو آپ نے جواب دیا مجھ کو صحیح طور پر تو یاد نہیں البتہ اتنا ضرور جانتا ہوں کہ جس سال میں بغداد آیا تھا۔ اسی سال شیخ ابو محمد رزق اللہ ابن عبد الوہاب تمیمی کا وصال ہوا اور وہ ۴۸۸ھ تھا۔ اسوقت میری عمر اٹھارہ سال تھی اس حساب سے آپکا سنہ ولادت سنہ ۴۷۰ھ ہوا اس کے بعد امام یافعی نے شیخ ابو الفضل احمد بن صالح جیلی کا قول

نقل کیا ہے کہ حضرت کی ولادت سنہ ۴۷۱ھ میں ہوئی اور آپ سنہ ۴۸۸ھ میں بغداد تشریف لے گئے ہیں جبکہ آپکی عمر شریف اٹھارہ سال تھی۔ امام یافعی نے حضرت غوث اعظم کے اس قول سے کہ اسوقت میری عمر اٹھارہ سال تھی یہ سمجھا کہ آپ اٹھارہ سال پورے فرما چکے تھے اور شیخ ابو الفضل نے یہ سمجھا ہے کہ ابھی آپ اٹھارویں سال ہی میں تھے سنہ ۴۷۰ھ اور میں وجہ اختلاف یہی ہے جو اوپر بیان کی گئی اور اسی اختلاف کی بنیاد پر بعد کے مؤرخین میں سے کسی نے امام یافعی کے قول کے مطابق اور کسی نے شیخ ابو الفضل احمد کے خیال کے مطابق سرکار غوث اعظم کی سنہ ولادت متعین کی ہے۔ اس طرح جس کسی نے آپ کی تاریخ ولادت لفظ عشق سے نکالی ہے وہ بھی درست ہے اور جس نے لفظ عاشق کو مادۂ تاریخ قرار دیا ہے اسے بھی نہیں جھٹلایا جا سکتا۔

حضرت علامہ عبد الرحمٰن جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نفحات الانس کے اندر حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق جو کچھ لکھا ہے امام یافعی کی کتاب سے لیا ہے اور بعد کے جملہ سوانح نگاروں کے بیانات زیادہ تر نفحات ہی سے ماخوذ ہیں اس وجہ سے عام لوگوں کی رائے یہی ہو گئی کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سنہ ولادت سنہ ۴۷۰ھ ہے۔

وطن مالوف

وطن مبارک آپ کا گیلؔ ہے جسے گیلانؔ بھی کہتے ہیں۔ عرب کے لوگ اسی کو جیلؔ اور جیلانؔ بھی کہتے ہیں۔ یہ طبرستان کے پاس ایک علاقہ ہے جو ملک عجم میں واقع ہے۔ اسی علاقہ میں نیفؔ نام کے ایک قصبہ میں

آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ یہ علاقہ بغداد مقدس سے ساٹھ میل کی دوری پر ہے۔ بغداد مقدس اور مدائن کے قریب بھی جیل یا گیل نام کے دو قصبے پائے جاتے ہیں لیکن ان دونوں قصبوں کو حضرت غوث اعظم کا مولد باور کرنا درست نہیں کیونکہ یہ ملک عراق سے متعلق ہیں اور حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کا عجمی ہونا متحقق ہے۔

تولد ہوتے ہی احکام شریعت کا احترام

حضرت فاطمہ ام الخیر والدہ ماجدہ بیان فرماتی ہیں کہ ولادت کیساتھ احکام شریعت کا اس قدر احترام تھا کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ رمضان بھر دن میں قطعی دودھ نہیں پیتے تھے۔ ایکمرتبہ ابر کے باعث ۲۹ شعبان کو چاند کی رویت نہ ہو سکی۔ لوگ تردد میں تھے لیکن اس مادرزاد ولی نے صبح کو دودھ نہیں پیا بالآخر تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ آج یکم رمضان المبارک ہے۔ آپکی والدہ محترمہ کا بیان ہے کہ پورے عہد رضاعت میں آپکا یہ حال رہا کہ سال کے تمام مہینوں میں آپ دودھ پیتے رہتے تھے لیکن جوں ہی رمضان شریف کا مہینہ شروع ہوتا تو آپ دن کو دودھ کی بالکل رغبت نہ فرماتے تھے اور رمضان شریف کے پورے مہینہ آپکا یہ معمول رہتا تھا کہ طلوع آفتاب سے لیکر غروب آفتاب تک قطعاً دودھ نہیں پیتے تھے خواہ کتنی ہی دودھ پلانے کی کوشش کی جاتی۔ یعنی رمضان شریف کے پورے مہینہ آپ دن میں روزہ سے رہتے تھے اور جب مغرب کیوقت اذاں ہوتی اور لوگ افطار کرتے تو آپ

بھی دودھ پینے لگتے تھے۔

عہدِ طفلی کے زرّیں واقعات

بالائے سرش ز ہوشمندی
می تافت ستارہ بلندی

ابتدا ہی سے خداوند قدوس کی نوازشات سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کیجانب متوجہ تھیں پھر آپ کے مرتبۂ فلک وقار کو کون چھو سکے؛ یا اس کا اندازہ کرے۔ چنانچہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ اپنے لڑکپن سے متعلق خود ارشاد فرماتے ہیں کہ عمر کے ابتدائی دور میں جب کبھی میں لڑکوں کے ساتھ کھیلنا چاہتا تو غیب سے آواز آتی تھی کہ لہو ولعب سے باز رہو۔ جسے سنکر میں رک جایا کرتا تھا اور اپنے گردو پیش جو نظر ڈالتا تو مجھے کوئی آواز دینے والا نہ دکھائی دیتا تھا جس سے مجھے دہشت سی معلوم ہوتی اور میں جلدی سے بھاگتا ہوا گھر آتا اور والدہ محترمہ کی آغوش محبت میں چھپ جاتا تھا۔ اب وہی آوازیں اپنی تنہائیوں میں سُنا کرتا ہوں اگر مجھ کو کبھی نیند آتی ہے تو وہ آواز فوراً میرے کانوں میں آکر کے مجھے متنبہ کردیتی ہے کہ تم کو اس لئے نہیں پیدا کیا ہے کہ تم سویا کرو۔

فرماتے ہیں بچپن کے زمانہ میں غیر آبادی میں کھیل رہا تھا بتقاضائے طفلی ایک گائے کی دم پکڑ کر کھینچ لی۔ فوراً اس نے کلام کیا عبد القادر تم اس غرض سے دنیا میں نہیں بھیجے گئے ہو۔ مگر میں نے اسے چھوڑ دیا اور دل کے اوپر ایک ہیبت سی طاری ہوگئی۔

بسم اللہ خوانی :۔ مشہور روایت ہے کہ جب سیدنا سرکار غوث اعظم

رضی اللہ تعالٰے عنہ کی عمر شریف چار سال کی ہوئی تو رسم ورواج اسلامی کے مطابق والد محترم سیدنا شیخ ابو صالح رضی اللہ عنہ آپکو رسم بسم اللہ خوانی کی ادائیگی اور مکتب میں داخل کرنیکی غرض سے لیگئے اور استاد کے سامنے آپ دوزانو ہو کر بیٹھ گئے۔ استاد نے کہا پڑھو بیٹے بسم اللہ الرحمن الرحیم آپنے بسم اللہ شریف پڑھنے کے ساتھ ساتھ الم سے لیکر مکمل اٹھارہ پارے زبانی پڑھ ڈالے۔ استاد نے حیرت کے ساتھ دریافت کیا کہ یہ تم نے کب پڑھا اور کیسے یاد کیا؟ فرمایا والدہ ماجدہ اٹھارہ سیپاروں کی حافظہ ہیں جنکا وہ اکثر ورد کیا کرتی تھیں جب میں شکم مادر میں تھا تو یہ اٹھارہ سیپارے سنتے سنتے مجھے یاد ہو گئے تھے۔

علوم دینیہ کے حصول کی خاطر جیلان سے کوچ

آپ نے اپنے وطن جیلان ہی میں باضابطہ طور پر قرآن عظیم ختم کیا اور چند دوسری دینی کتابیں بھی پڑھ ڈالیں تھیں۔ والد گرامی حضرت شیخ ابو صالح رضی اللہ تعالٰے عنہ کا سایۂ کرم اٹھ جانے کے بعد آپ کو اپنی زمین اور گھر کے دوسرے امور کو سنبھالنا پڑا اور بڑی دلجمی کے ساتھ آپ زمین کی کاشتکاری ودیگر گھریلو کاروبار کو انجام دیتے رہے اور ان امور سے فارغ ہو کر جو وقت ملتا تھا اسے والدہ محترمہ کی خدمت میں صرف کیا کرتے تھے۔

زندگی کے اسی لیل ونہار میں ایک مرتبہ آپ ۹ ذی الحجہ یوم عرفہ کو ہل بیل ساتھ لئے ہوئے اپنی زمین پر کام کرنے کیلئے تشریف لے گئے، تو

وہاں آپ نے ایک صدائے غیبی سُنی اور وہ یہ تھی یَاعَبْدَ الْقَادِرِ مَا لِھٰذَا خُلِقْتَ" اے عبد القادر تو اس کام کیلئے نہیں پیدا کیا گیا ہے۔

عالم قدس کا یہ پیغام سن کر آپ اسی وقت مکان لوٹ آئے اور بغرض حصولِ یکسوئی و یکتائی سیدھے مکان کی چھت پر چلے گئے۔ خدائے قادر و قدیر نے اسوقت آپکی نظروں کے سامنے سے حجابات اٹھا دیئے اور آپ نے اسی جگہ سے میدانِ عرفات اور حاجیوں کے روح پرور اجتماع کا اپنی کھلی آنکھوں سے مشاہدہ فرمایا۔

اب آپ نے والدہ محترمہ کیخدمت عالیہ میں واقعات کی نوعیت بیان کی اور درخواست پیش کی کہ میں دین الہٰی کی خدمت کرنا چاہتا ہوں جسکے لئے علم دین کا حصول لازمی اور ضروری ہے اور ان دنوں علوم دینیہ کا مرکز بغداد کے علاوہ اور کوئی مقام نہیں۔ لہٰذا سفر کی اجازت مرحمت فرمائیں۔ ایک ماں کیلئے ایسے ہونہار و طاعت گذار فرزند کو اپنے سے جُدائی کی اجازت دیدینا کوئی آسان کام نہ تھا۔ لیکن دین کی پرستار اسلام کی مقدس خاتون نے دین کی فلاح و بہبودی کیخاطر اپنی نیک دُعاؤں کے ساتھ بیٹے کو سفر کی اجازت دیدی اور ۴۸۸ھ میں آپ ایک قافلہ کے ہمراہ بغداد مقدس روانہ ہو گئے۔ اس زمانہ میں بغداد مقدس عالم اسلام کا مرکز خلیفۃ المسلمین کا مستقر صاحبانِ فضل و کمال اور اصحاب علم وحال کی آماجگاہ تھا

بغداد مقدس میں وُرُود مسعود

اس طرح آپ اپنے وطن حقیقی جیلان سے چلکر جسوقت

بغداد مقدس کی سرحد پر جلوہ افروز ہوئے تو بارش ہو رہی تھی اور رات کا کچھ حصہ گذر چکا تھا۔ آپ سیدھے حضرت حمّاد بن مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی خانقاہ میں تشریف لے گئے خانقاہ کا دروازہ بند پایا اور باہری حصہ میں ہی فروکش ہو گئے صبح ہوتے ہی آپ خانقاہ میں داخل ہوئے۔

حضرت شیخ حمّاد جیسے آپ ہی کے منتظر تھے۔ بڑھ کے فوراً ہی آپکا خیر مقدم کیا اور محبت و رحمت کے ملے جلے انداز میں معانقہ کیا۔ نیز خوشی کے آنسو بہاتے ہوئے فرمایا۔ فرزند عبد القادر فقر و تصوف کا خزانہ آج میرے پاس ہے کل یہ دولت گرانمایہ تمہارے ہاتھوں میں سونپی جائے گی۔ ذرا احتیاط سے اسے خرچ کرنا اور اے سرزمین عراق تیرے اوپر ایک مقدس ہستی کا آنا مبارک ہو اب تجھ پر رحمت کی بدلیاں سایہ فگن ہونگی اور علم و عرفان کی گھٹا بنکر برسیں گی جس سے ساری دنیا کے قلوب ارواح ہمیشہ کے لئے سرسبز و شاداب ہو جائیں گی۔ اب تیری سرزمین سے نفس و شیطان کی قہرمانی طاقتوں کا تختہ الٹ جائیگا اور ہزاروں جاہ و جلال عظمت و وقار کے ساتھ دین کی رحمت و کرم کا تخت بچھے گا مرجا مرجا اے سید و صالح فرزند مرجا۔

حضرت شیخ حمّاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کو یہ ساری کیفیتیں بذریعہ کشف پہلے ہی معلوم ہو چکی تھیں۔ اسی لئے شیخ جیلانی سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے اوپر آپ نے خصوصی توجہ و عنایت مبذول کی۔

چنانچہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت شیخ حمّاد بن مسلم ہی سے قرآن عظیم حفظ کیا اور برسوں خدمت حمّادیہ میں رہ کر آپ

فیوض و برکات حاصل فرماتے رہے۔

حصول علم اور آپ کے اساتذہ کرام

بغداد مقدس میں آپ کو اجلۂ علماء و فضلاء کی بافیض صحبت سے جی بھر کے سیراب ہونے کا موقع ملا۔ اور آپ حقیقت آشنا ہوئے کہ علوم دینیہ کا حصول ہر مسلمان پر فرض ہے۔ علم ہی سے امراض نفسانی کی صحت ہوتی ہے اور علم ہی کی روشنی سے تقویٰ و پرہیزگاری کی راہ ملتی ہے۔ لہٰذا آپ نے علوم دینیہ کی تحصیل کا پختہ ارادہ اور اس کے حصول کا آغاز فرما دیا اور سب سے پہلے قرآنِ مجید حفظ فرمایا پھر وقت کے جلیل القدر علماء کرام سے پوری تحقیق و تدقیق کے ساتھ علم و فن سے اپنا دامن بھر لیا۔ آپ کے چند مشہور اساتذہ کرام کے نام درج ذیل ہیں۔

• حضرت شیخ حماد • ابوالوفا علی بن عقیل • ابوالخطاب محفوظ بن احمد الکلوذانی • ابوالحسین محمد بن القاضی ابی یعلیٰ • ابوغالب • محمد بن الحسن الباقلانی • ابوسعد محمد بن عبد الکریم • ابوالغنائم بن میمون ابوالقاسم الکرخی • ابوعثمان الاصفہانی • ابوالبرکات ہبۃ اللہ • ابوالعز الہاشمی • ابوالمنصور بن ابی غالب • ابوالبرکات العاقولی • ابوذکریا التبریزی • اور حضرت قاضی ابوسعید مبارک بن علی المخرمی (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ط)

نوٹ :- بعض روایات میں علی المخرمی کی جگہ المخزومی اور ابوسعید کی جگہ ابوسعد ہے۔

مدرسۂ مبارکیہ کی تولیت اور درس و تدریس

حضرت قاضی ابو سعید مبارک مخرمی کا بغداد مقدس میں ایک بہت بڑا مدرسہ بھی تھا جسمیں وہ وعظ و ارشاد کے علاوہ تشنگانِ علومِ دینیہ کو درس بھی دیا کرتے تھے۔ قاضی صاحب کو جب آپ کے روحانی فضل و کمال علمی استعداد و صلاحیت اور فہم و فراست کا اندازہ وافر ہوگیا۔ تو ۵۲۱ھ میں اپنا مدرسہ آپ ہی کے حوالہ کر دیا۔

تھوڑے ہی عرصہ میں آپکے فضل و کمال اور تبحر علمی کی شہرت دور دور تک عام ہوگئی اور تشنگانِ علومِ دینیہ ہر چہار طرف سے کثیر تعداد میں آنے لگے۔ حتیٰ کہ مدرسۂ مبارکیہ اپنی تمام تر وسعتوں کے باوجود تنگ ہوگیا۔ حالات کے پیش نظر آپ نے آس پاس کے مکانات خرید کر مدرسہ میں شامل کر لئے اور از سرِ نو مدرسہ کی تعمیر کرائی۔ اس تعمیر جدید سے مدرسہ دو چندے زائد وسیع ہوگیا اور اب یہ عظیم الشان مدرسہ آپ کے اسم گرامی کی نسبت سے مدرسہ قادریہ کے نام سے مشہور ہوگیا جو ہنوز اسی نام سے موجود ہے۔

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ۵۲۸ھ میں درس گاہ کی تعمیر جدید سے فراغت پائی اور مختلف اطراف و جوانب کے لوگ آپ سے شرف تلمذ حاصل کر کے علوم دینیہ سے مالامال ہونے لگے۔ اب آپ اس عظیم درس گاہ میں ایک طرف بے بدل مدرس و معلّم، واعظ و خطیب مرشد و رہنمائے کامل کی حیثیت سے مخلوق الٰہی کو مستفید فرما رہے تھے اور دوسری جانب وقت کے مایۂ ناز مصنف کی جگہ سنبھال چکے تھے۔

تصنیفات

امام یافعی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کی تصنیفات کی بابت یہ لکھا ہے کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے مفید اور کارآمد کتابیں بھی لکھی ہیں اور آپ کے املاءات بھی محفوظ ہیں یعنی آپ کے ارشادات و خطبات اور تقریرات کو آپ کے شاگردوں یا مریدوں نے جمع کئے ہیں۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اخبار الاخیار میں لکھا ہے کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی مجلس وعظ میں چار سو اشخاص قلم و دوات لیکر بیٹھتے تھے اور جو کچھ آپ سے سنتے تھے املا کرتے تھے یعنی آپ کے ارشادات کو نوٹ کیا کرتے تھے۔

امام یافعی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کسی کتاب کا نام نہیں لکھا ہے۔ ہاں امام ابن کثیر نے فتوح الغیب" اور غنیۃ الطالبین کا ذکر کیا ہے۔ اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے "الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ" میں ان دو کتابوں کے ساتھ "مجالس ستین" کا بھی ذکر کیا ہے۔ صاحب "کشف الظنون" نے لکھا ہے کہ "جلاء الخاطر من کلام الشیخ عبدالقادر" میں ان مجالس کے ارشادات ہیں جو یوم جمعہ ۹ رجب ۵۴۶ھ سے شروع ہوکر ۱۴ رمضان المبارک ۵۴۶ھ پر ختم ہوتے ہیں۔ غالباً جلاء الخاطر اسی مجالس ستین کا نام ہے جس کا ذکر شاہ ولی اللہ صاحب نے کیا ہے۔ کیونکہ ۹ رجب سے ۱۴ رمضان تک ۶۴ یا ۶۵ دن ہوتے ہیں ہوسکتا ہے چار پانچ دن کسی وجہ سے مجالس نہ منعقد ہوئی ہونگی۔

دارالشکوہ نے اپنی کتاب "سفینۃ الاولیاء" میں لکھا ہے کہ شیخ تاج الدین ابو بکر عبدالرزاق فرزند غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے دست مبارک کا لکھا ہوا ۔ جلاء الخاطر کا ایک نسخہ میرے پاس موجود ہے جو آپکے پدر بزرگوار کے ملفوظات پر مشتمل ہے۔

"کشف الظنون" میں ایک اور کتاب حزب الرجاء والانتہا کو بھی حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی تصنیف ظاہر کی گئی ہے اور لکھا ہے کہ اسکی ابتداء ان الفاظ سے ہوئی ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ تَسْبِیْحًا یَلِیْقُ بِجَلَالِ مَنْ

مذکورہ تفصیلات کی روشنی میں فتوح الغیب، غنیۃ الطالبین اور حزب الرجاء آپکی کامیاب تصانیف قرار پاتی ہیں۔

جلاء الخاطر آپکے ملفوظات کا مجموعہ ہے۔ جسے آپکے صاحبزادے حضرت شیخ عبدالرزاق نے جمع کئے ہیں۔

مجالس ستین جلاء الخاطر کے علاوہ اگر کوئی دوسری تصنیف ہے تو اس سلسلہ میں جتنی کتابیں ابتک میری نظروں سے گذری ہیں وہ اس باب میں کسی قسم کی نشاندہی نہیں کرتی ہیں۔

تقریباً آج سے ۱۱ر ۱۲ سال پہلے سید علاء الدین طاہر جیلی بغدادی نے جو خاندان قادریہ کے ایک فرد ہیں انھوں نے ایک رسالہ تذکرہ قادریہ کے نام سے ترتیب دیا ہے جس میں حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی مزید سات تصنیفات کا ذکر کیا ہے۔ جنکے نام اور تفصیل ذیل میں ملاحظہ کیجئے۔

(۱) الفتح الربانی ۱۳۰۲ھ میں مصر میں چھپی ہے۔

(۲) حزب نشاد الخیرات۔ اسکندریہ میں چھپی ہے۔

(۳) الوہاب الرحمانیہ والفتوحات الربانیہ کشف الظنون میں حاجی خلیفہ نے ذکر کیا ہے۔

(۴) "سر الاسرار" علم تصوف سے متعلق ہے۔ مدرسہ قادریہ میں قلمی نسخہ موجود ہے۔

(۵) رد الرافضہ۔ مدرسہ قادریہ میں قلمی نسخہ موجود ہے۔

(۶) تفسیر قرآن عظیم دو جلد کتب خانہ رشید کرد ابلس میں موجود ہے۔

(۷) علم ریاضی سے متعلق ۹۲۲ھ کی لکھی ہوئی مگر نامکمل موجود ہے۔

مندرجہ سات کتابوں کے علاوہ علاؤ الدین طاہر نے یہ بھی تحریر کیا ہے کہ معتبر روایات سے معلوم ہوا ہے کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ۶۹ کتابوں کی تصنیف فرمائی ہیں لیکن میرے اپنے نزدیک ان سات کتابوں اور ۶۹ تصانیف کی تعداد تشنہ تحقیق

ذوق شاعری

تحقیقی طور پر یہ بات معلوم ہے کہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ شعر و شاعری کا خاصا ذوق رکھتے تھے۔ چنانچہ آپکے عربی قصیدہ لامیہ کو قصیدہ غوثیہ کے نام سے دنیائے اسلام میں بڑی شہرت اور عام مقبولیت حاصل ہے۔ اسکے علاوہ امام یافعی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے اپنی کتاب میں حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا ایک اور عربی قصیدہ قصیدہ بائیہ کے نام سے نقل کیا ہے گو کہ قصیدہ بائیہ۔ قصیدہ لامیہ کی طرح عام طور پر زبان زد

اور مشہور تو نہیں ہے لیکن بلا شبہ یہ حضرت غوث اعظم ہی کا کلام بلاغت نظام ہے اور اسمیں بھی وہی امتیازی شان اور خصوصیت پائی جاتی ہے۔ جو قصیدۂ لامیہ کی جان ہے۔

قصیدۂ بائیہ اور قصیدۂ لامیہ ــ میں جنھیں اس جگہ حصولِ سعادت اور برکت کے پیش نظر نقل کیا جا رہا ہے ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اسمیں الباز الاشہب کا ذکر ہے جو سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے اسم عالیہ کے ساتھ متصف ہے اور جسے آپ نے از خود اپنے لئے پسند بھی فرمایا ہے۔

دیوانِ غوث اعظم

زبان فارسی میں ایک مرتب اور مدوّن دیوان بھی سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے نام سے منسوب کیا جاتا ہے جو کچھ دنوں پیشتر غالباً چھپ کر شائع بھی ہو چکا ہے لیکن میرے پاس اسکی کوئی تحقیق فراہم نہیں ہو سکی ہے کہ یہ حضرت ہی کے کلاموں کا مجموعہ ہے کیونکہ جن پرانی اور معتبر کتابوں میں سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی مقدس زندگی کے حالات علمی فضل وکمالات اور تصنیفات کو اجاگر کیا گیا ہے۔ ان میں فارسی دیوان کا کوئی نشان نہیں ملتا ہے نہ ہی کسی نے آپ کا فارسی کلام نقل کیا ہے۔

بہر کیف سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ادبی شعر و شاعری کی شان لطافت اور آپکے پُر مغز کلام کی فصاحت و عرفان حاصل کرنے کیلئے قصائد بائیہ اور قصائد لامیہ ہی بہت کافی ہیں۔

طریقت و معرفت کی کتابوں میں قصیدۂ غوثیہ کو بہت اونچا

مقام حاصل ہے۔ حضرت مولانا شاہ عبدالباقی صاحب فرنگی محلی تذکرۃ الکرام میں لکھتے ہیں کہ قصیدہ غوثیہ عالم کیف و وجد و سرور کی ایک آواز ہے جس سے قلوب راحت محسوس کرتے ہیں۔

اس قصیدہ میں سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے اعلیٰ و ارفع مقاماتِ روحانی کا تذکرہ کیا ہے اور یہ ذکر تحدیث نعمت کے طور پر ہے۔ فتوح الغیب کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ جس وقت قصیدہ غوثیہ کے بعض اشعار پڑھتے تھے تو آخر میں فرماتے تھے۔

وَلَا فَخْرَ وَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ ؕ

حضرت مولانا سید بہاء الدین صاحب جیلانی ثم المدنی نے غنیۃ الطالبین کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ جو سالکان طریقت معمولاً اس قصیدہ کو سوچ سمجھ کر پڑھتے ہیں ان کے روحانی مراتب میں حیرت انگیز ترقی ہوتی ہے۔ خوف و ہراس کے مواقع پر یہ قصیدہ پڑھا جائے تو سکون دل کی نعمت حاصل ہوتی ہے اور خوف و ہراس کے بادل بہت جلد دور ہو جاتے ہیں۔

اب عام فہم اردو ترجمہ کے ساتھ پہلے قصیدہ بائیہ غوثیہ اور پھر قصیدہ لامیہ غوثیہ ملاحظہ فرمائیے اور روحانی کیف حاصل کیجئے۔

قصیدۂ غوثیہ بائیہ

مَا فِی الصَّبَابَۃِ مَنْھَلٌ مُسْتَعْذَبٌ

اِلَّا وَلِیْ فِیْہِ الْاَلَذُّ الْاَطْیَبُ!

عشق و محبت کی کوئی بھی ایسی شراب نہیں جس کا سب سے خوشگوار اور عمدہ جام میرا نہ ہو۔

اَوْ فِی الْوِصَالِ مَکَانَۃٌ مَخْصُوْصَۃٌ

اِلَّا وَمَنْزِلَتِیْ اَعَزُّ وَاَقْرَبُ

اور وصال محبوب کا کوئی بھی ایسا مقام نہیں جہاں میری منزلت سب پر فائق اور سب سے قریب تر نہ ہو

وَھَبَتْ لِیَ الْاَیَّامُ رَوْنَقَ صَفْوِھَا

فَحَلَتْ مَنَاھِلُھَا وَطَابَ الْمَشْرَبُ

زمانہ نے اپنی ہر پاکیزگی اور خوبی مجھے بطور نذر پیش کر دی ہے اور اس کا ہر گھاٹ میرے لئے مبارک اور پانی میرے لئے خوشگوار ہے۔

وَغَدَوْتُ مَخْطُوْبًا لِکُلِّ کَرِیْمَۃٍ

لَا یَھْتَدِیْ فِیْھَا اللَّبِیْبُ وَیَخْطُبُ

ہر وہ عالی قدر کمال مجھ سے وابستہ کر دیا گیا ہے جسکو صاحب استعداد لوگ بھی حاصل نہیں کر سکتے بلکہ وہ اسکے حاصل کرنے میں بھٹک کر رہ جاتے ہیں۔

اَنَا مِنْ رِجَالٍ لَا یَخَافُ جَلِیْسُھُمْ

رَیْبَ الزَّمَانِ وَلَا یَرٰی مَا یَرْھَبُ

میں ان افراد میں سے ہوں جنکے پاس بیٹھنے والا زمانہ کے حوادثات

سے گھبراتا ہے اور نہ کسی ڈراؤنی شئے سے خوفزدہ ہوتا ہے۔

قَوْمٌ لَھُمْ فِیْ کُلِّ مَجْدٍ رُتْبَۃٌ

عُلْوِیَّۃٌ وَبِکُلِّ جَیْشٍ مَرْکَبُ!

وہ ایسے افراد ہیں کہ ہر عزت و شرف میں ان کا بلند مرتبہ ہے اور ہر

جماعت میں انھیں امتیاز خاص حاصل ہے۔

اَنَا بُلْبُلُ الْاَفْرَاحِ اَمْلٰی دَوْحَھَا

طَرَبًا وَفِی الْعُلْیَاءِ بَازٌ اَشْھَبُ

میں عندلیب مسرت ہوں کہ باغ طرب میں مستانہ وار چہچہا تا رہا ہوں اور

عالم ملکوت میں باز اشہب ہوں (جو طاقتِ پرواز اور تیز رفتاری میں مشہور ہے)

اَضْحَتْ جُیُوْشُ الْحُبِّ تَحْتَ مَشِیْئَتِیْ

طَوْعًا وَمَھْمَا رُمْتُہٗ لَا یَعْزُبُ

عشق و محبت کی تمام قوتیں اپنی خوشی سے میری مطیع ہو گئی ہیں اور جس

وقت بھی میں اسکی طرف متوجہ ہوتا ہوں اسکو اپنے سے دور نہیں پاتا۔

اَصْبَحْتُ لَا اَمَلًا وَلَا اُمْنِیَّۃً

اَرْجُوْا وَلَا مَوْعُوْدَۃً اَتَرَقَّبُ

اب میں کسی بات کی خواہش نہیں رکھتا اور نہ کسی مقرر وعدہ کا منتظر

رہتا ہوں (یعنی میری خواہشیں پوری ہو گئیں)

مَا زِلْتُ اَرْتَعُ فِیْ مَیَادِیْنِ الرِّضٰی
حَتّٰی وَهِبْتُ مَكَانَةً لَا تُوْهَبُ

میں رضامندی اور قرب الٰہی کے سبزہ زاروں سے اول دن سے ہی مستفید ہوں اور اب مجھ کو وہ مقام عطا کر دیا گیا ہے جو کسی کو نہیں دیا جاتا۔

اَضْحَی الزَّمَانُ كَحُلَّةٍ مَرْقُوْمَةٍ
تَزْهُوْ وَنَحْنُ لَهٗ الطِّرَازُ الْمُذْهَبُ

زمانہ اپنے عمدہ مزین اور منقش لباس پر ناز کر رہا ہے اور ہم ہی اس کے نقش ونگار کے جوہر حسن ہیں۔

اَفَلَتْ شُمُوْسُ الْاَوَّلِیْنَ وَشَمْسُنَا
اَبَدًا عَلٰی فَلَكِ الْعُلٰی لَا تَغْرُبُ

اگلے لوگوں کا آفتاب ڈوب چکا ہے۔ ہمارا آفتاب آسمان رفعت پر درخشاں ہے جو کبھی غروب نہ ہوگا۔

قصیدہ غوثیہ لامیہ

سَقَانِیْ الْحُبُّ كَاسَاتِ الْوِصَالِ
فَقُلْتُ لِخَمْرَتِیْ نَحْوِیْ تَعَالِیْ

عشق نے مجھے پیالے وصال کے پلائے۔ پس میں نے کہا میری شراب میرے پاس آ۔

سَعَتْ وَمَشَتْ لِنَحْوِیْ فِیْ کُئُوْسٍ
فَهِمْتُ بِسُکْرَتِیْ بَیْنَ الْمَوَالِیْ

پس وہ میری طرف چلی اور کاسوں میں آگئی پس میں حیران ہوگیا۔
اپنے نشہ سے میں سمجھا دوستوں میں ہوں۔

فَقُلْتُ لِسَائِرِ الْاَقْطَابِ لُمُّوْا
بِحَالِیْ وَادْخُلُوْا اَنْتُمْ رِجَالِیْ

پس میں نے تمام دوستوں کو مژدہ دیا کہ تم بھی میرے ہی رنگ میں آؤ
کیونکہ تم لوگ بھی مرد راہِ حق ہو۔

وَهُمُّوْا وَاشْرَبُوْا اَنْتُمْ جُنُوْدِیْ
فَسَاقِی الْقَوْمِ بِالْوَافِیْ مَلَالِیْ

اور ہمتیں باندھ کر پیو۔ کیونکہ تم میرے لشکر ہو کیونکہ ساقی قوم نے میرے
جام شراب سے لبالب بھر دیئے۔

شَرِبْتُمْ فَضْلَتِیْ مِنْ بَعْدِ سُکْرِیْ
وَلَانِلْتُمْ عُلُوِّیْ وَاتِّصَالِیْ

تم نے میری بچی شراب پی ہے جب مجھے نشہ ہو چکا اور نہ پہونچے
تم میری بلندی مرتبہ اور اتصال کو۔

مَقَامُکُمُ الْعُلٰے جَمْعًا وَّلٰکِنْ
مَقَامِیْ فَوْقَکُمْ مَازَالَ عَالِیْ

گو تم سب لوگوں کا مقام بلند ہے۔ لیکن میرا مقام تم سب سے بلند
ہے اور یہ بلندی جا نہیں سکتی۔

اَنَا فِیْ حَضْرَۃِ التَّقْرِیْبِ وَحْدِیْ
یُصَرِّفُنِیْ وَحَسْبِیْ ذُوالْجَلَالِ

میں درگاہِ خداوندی میں تقرب اور نزدیکی رکھتا ہوں کہ پھیر دیا ہے میرے حال کو اس نے اور میرے لئے ذوالجلال کافی ہے۔

اَنَا الْبَازِیُّ اَشْھَبُ کُلِّ شَیْخٍ
وَمَنْ ذَا فِی الرِّجَالِ اُعْطِیْ مِثَالِیْ

میں بازِ اشہب ہوں ہر شیخ کے لئے اور کون ہے میرے مانند مردوں میں جس کا مرتبہ ایسا ہو۔

کَسَانِیْ خِلْعَۃً بِطَرَازِ عَزْمٍ
وَتَوَّجَنِیْ بِتِیْجَانِ الْکَمَالِ

پہنایا مجھ کو خلعت اور جامہ علم وارادے کا اور سر پر تاج رکھا تاجہائے کمال کا۔

وَاَطْلَعَنِیْ عَلٰی سِرٍّ قَدِیْمٍ
وَقَلَّدَنِیْ وَاَعْطَانِیْ سُؤَالِیْ

اور واقف کیا مجھ کو قدیم بھید پر اور گردن بند ڈالا میری گردن میں اور دیا مجھے جو مانگا۔

وَوَلَّانِیْ عَلَی الْاَقْطَابِ جَمْعًا
فَحُکْمِیْ نَافِذٌ فِیْ کُلِّ حَالٍ

اور حاکم کیا مجھ کو تمام اقطاب (یعنی جملہ اولیاء) پر، پس حکم جاری ہے میرا ہر حال میں۔

وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فِیْ بِحَارٍ
لَصَارَ الْکُلُّ غَوْرًا فِی الزَّوَالِ

اور اگر ڈال دوں میں اپنا راز دریاؤں میں تو کل دریا میٹھ جائیں اسطرح کہ پھر نہ عود کریں۔

وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فِیْ جِبَالٍ
لَدُکَّتْ وَاخْتَفَتْ بَیْنَ الرِّمَالِ

اور اگر ڈالدوں میں اپنا راز پہاڑوں میں ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں اور چھپیں پہاڑیاں پہاڑوں میں۔

وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فَوْقَ نَارٍ
لَخَمِدَتْ وَانْطَفَتْ مِنْ سِرِّ حَالِ

اور اگر ڈالدوں میں اپنا راز آگ پر بجھ جائے اور خاک ہو جائیں اسکے شرارے

وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فَوْقَ مَیِّتٍ
لَقَامَ بِقُدْرَۃِ الْمَوْلٰی تَعَالٰی

اور اگر ڈالدوں میں اپنا راز مردے پر اٹھ کھڑا ہو اللہ تعالےٰ کی قدرت سے۔

وَمَا مِنْهَا شُهُوْرٌ اَوْ دُهُوْرٌ
تَمُرُّ وَتَنْقَضِیْ اِلَّا اَتَالِیْ

اور جو کچھ بھی اس نے خلق کیا مہینے اور زمانے گذرتا ہے اور گذرا مگر آیا میرے پاس اجازت لینے۔

وَتُخْبِرُنِیْ بِمَا یَاْتِیْ وَیَجْرِیْ
وَتُعْلِمُنِیْ فَاَقْصِرْ عَنْ جِدَالِ

اور خبر دی مجھ کو ہر اس چیز کی کہ آئی اور جاری ہونے والی تھی۔

اور آگاہ کیا مجھ کو پس کم کر جلال اپنا۔

مُرِیدِیْ ھِمْ وَطِبْ وَاشْطَحْ وَغَنِّ

وَافْعَلْ مَا تَشَآءُ بِالْاِسْمِ عَالٍ

اے مریدو! میرے لئے دل سے قصد کرو اور خوش ہو بیباک و غنی ہو اور جو میں کہوں وہ کرو میرا نام بزرگ ہے۔

مُرِیْدِیْ لَا تَخَفْ اَللّٰہُ رَبِّیْ

عَطَانِیْ رِفْعَۃً نِلْتُ الْمُنَالٖ

اے مُرید میرے نہ ڈر اللہ مالک ہے میرا مجھے خدا نے رفعت دی ہے میں مراتب عالیہ پر فائز ہوا۔

طُبُوْلِیْ فِی السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ دُقَّتْ

وَشَاؤُسُ السَّعَادَۃِ قَدْ بَدَالٖ

میرے نام کے آسمانوں اور زمینوں میں ڈنکے بج رہے ہیں اور خبر پہونچانے والی میری نیکیوں کی ظاہر ہو رہی ہے۔

بِلَادُ اللّٰہِ مُلْکِیْ تَحْتَ حُکْمِیْ

وَوَقْتِیْ قَبْلَ قَلْبِیْ قَدْ صَفَالٖ

شہر ہائے خدا میرا ملک ہے اور میرے زیر حکم ہیں اور میرا وقت مجھ سے بہت پہلے صاف تھا۔

نَظَرْتُ اِلٰی بِلَادِ اللّٰہِ جَمْعًا

کَخَرْدَلَۃٍ عَلٰی حُکْمِ اتِّصَالٖ

میں نے دیکھا تمام شہرہائے خدا کو مثل رائی کے دانے کے حکم اتصال سے نظر آئے

وَکُلُّ وَلِیٍّ لَہٗ قَدَمٌ وَاِنِّیْ

عَلٰی قَدَمِ النَّبِیِّ بَدْرِ الْکَمَالِ

اور کل اولیاء اللہ میرے قدم بقدم ہیں اور میں قدم بقدم پیغمبر خدا (صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کے ہوں جو بدر کمال ہیں۔

مُرِیْدِیْ لَا تَخَفْ وَاشٍ فَاِنِّیْ

عَزُوْمٌ قَاتِلٌ عِنْدَ الْقِتَالِ

اے میرے مرید نہ ڈر باتیں بنانے والے سے۔ سخت ارادہ کئے ہوئے ہوں ہلاک کرنے والا ہوں نزدیک جنگ کے۔

دَرَسْتُ الْعِلْمَ حَتّٰی صِرْتُ قُطْبًا

وَنِلْتُ السَّعْدَ مِنْ مَوْلَی الْمَوَالِیْ

پڑھا میں نے علم یہانتک کہ ہوا میں قطب اور پہونچا میں بہتری کو پروردگار عالم کی طرف سے۔

فَمَنْ فِیْ اَوْلِیَاءِ اللّٰہِ مِثْلِیْ

وَمَنْ فِی الْعِلْمِ وَالتَّصْرِیْفِ حَالِیْ

پس کون ہے اولیاء خدا میں مثل میرے۔ اور کون ہر علم اور گردش حال میں

کَذَا ابْنُ الرِّفَاعِیْ کَانَ مِنِّیْ

فَیَسْلُکُ فِیْ طَرِیْقِیْ وَاشْتِغَالِیْ!

اسی طرح ابن رفاعی بھی مجھ سے ہے کہ میرے ہی شغل اور طریقہ پر چلتا ہے۔

اَنَا الحُسَنِیُّ وَالمُجدَعُ مَقَامِیْ
وَاَقْدَامِیْ عَلٰی عُنُقِ الرِّجَالٖ

میں حسنی ہوں اور مجدع میرا مقام ہے اور قدم میرا کل آدمیوں کی گردن پر ہے۔

وَعَبدُ القَادِرِ المَشھُوْرُ اِسْمِیْ
وَجَدِّیْ صَاحِبُ العَیْنِ الکَمَالٖ

اور عبد القادر مشہور میرا نام ہے اور دادا میرے عین الکمال ہیں۔

نَبِیٌّ ھَاشِمِیٌّ مَکِّیٌّ حِجَازِیْ
ھُوَ جَدِّیْ بِہٖ نِلْتُ المَنَالٖ

وہ نبی ہاشمی مکی حجازی میرے جدامجد ہیں جن سے دو جہاں کی دولتیں میں نے حاصل کیں

اَنَا الجِیْلِیْ مُحْیِ الدِّیْنِ اِسْمِیْ
وَاَعْلَامِیْ عَلٰی رَاْسِ الجِبَالٖ

میں گیلان کا رہنے والا ہوں۔ محی الدین میرا نام ہے اور میری نشانیاں پہاڑوں کی چوٹیوں پر ہیں۔

افتاء

ایک مدت دراز تک افتاء کے مشاغل جاری رہے۔ دور دور سے استفتے آتے رہتے تھے۔ اہم سے اہم ترین اور سخت سے سخت استفتوں کے جوابات دینے کے لیے کبھی بھی کتاب دیکھنے کی حاجت پیش نہ آتی تھی بلکہ فی الفور آپ جوابات لکھ دیا کرتے تھے۔

مذہب فقہیہ

حضرت قاضی ابو سعید مخزمی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا فقہی مذہب حنبلی تھا اور سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے علم کلام علم فقہ اور عقائد خصوصیت کیساتھ حضرت قاضی ابو سعید مخزمی ہی سے پڑھا۔ لہٰذا بعض لوگوں کا خیال ہے کہ غالباً اسی وجہ سے آپ نے بھی حنبلی مذہب اختیار فرمایا

غنیۃ الطالبین میں متعدد مقامات پر سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے اقوال اس طرح نقل کئے ہیں کہ ہمارے امام احمد بن حنبل اس طرح فرماتے تھے۔ آپکے اس انداز تحریر سے تائید ہو جاتی ہے کہ آپ کا رجحان مسلک حنبلی کی طرف زیادہ تھا۔

بعض مسائل میں جمہور سے اختلاف

اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا فقہی مذہب حنبلی تھا۔ تذکرہ نگاروں کا اس امر پر مکمل اتفاق ہے کہ آپ حنبلی مذہب کیمطابق مسائل میں فتویٰ دیا کرتے تھے۔ تاہم عقائد و کلام کے بعض مسائل میں آپکا مسلک بعض حنابلہ کے مسلک کے عین مطابق ہوا کرتا مثلاً مسئلہ جہت واستویٰ وغیرہ میں۔ لیکن امام یافعی رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہ فرماتے ہیں کہ آخر میں تو آپ بالکل جمہور اہلسنت وجماعت کے ہم خیال ہو گئے تھے۔ امام یافعی رحمتہ اللہ علیہ نے خود سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے بعض اقوال

سے بھی اس روایت کی تائید کی ہے۔

کثرتِ عبادت

سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی کثرتِ عبادت کا اندازہ ان روایتوں کے ذریعہ آسانی کیساتھ کیا جا سکتا ہے کہ چالیس سال تک پابندی کیساتھ عشاء کے وضو سے آپ فجر کی نماز ادا فرماتے رہے۔ پندرہ سال تک آپ کے معمولات میں عشاء کی نماز کے بعد پورا قرآن عظیم ختم فرمانا شامل رہا۔ پچیس سال تک جنگلوں میں اس تنہائی کے ساتھ زندگی گذارتے رہے کہ کسی بشر کی صورت تک دیکھنے میں نہ آئی ظاہر ہے کہ جو شخص دنیا والوں سے اسقدر بے نیاز ہو گیا ہو اور اس یکتائی کے ساتھ زندگی بسر کی ہو۔ اس کا شغل عبادت الٰہی و ریاضت کے سوا اور کیا رہا ہوگا؛

مجاہدہ وریاضت

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ، نے مکمل طور پر علوم ظاہری حاصل کرنے کے بعد علوم باطنی کے حصول کی ابتداء کی اور مجاہدہ و ریاضت کی انتہائی مشکل و پُرخار راہوں میں قدم رکھا۔ چنانچہ آپ شہر چھوڑ کر عراق کے ویران وادیوں میں یکتا و یگانہ زندگی بسر کرنے لگے تاکہ کامل یکسوئی ملے جیسے ہی آپ نے اپنی مجاہدانہ زندگی کا آغاز کیا۔ بفضل الٰہی جو ابتدا ہی سے آپ کے ساتھ رہی ہے۔

حضرت خضر علیہ التحیۃ والثناء بھی آپ کے ہمسفر ہو گئے۔ مگر بمشیت ربانی ہنوز آپ نے انھیں نہیں پہچانا۔ بالآخر سیدنا خضر علیہ التحیۃ والثناء نے خود اپنے آپ کو ظاہر فرما کر وعدہ لیا کہ آپ ان کی مخالفت نہ فرمائینگے۔ وعدہ کے

ساتھ ساتھ حضرت خضر علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا کہ اسی جگہ آپ بیٹھ جائیے اور تاوقتیکہ میں واپس نہ آجاؤں اسی مقام پر بیٹھے رہئے گا اتنا فرما کر سیدنا خضر علیہ التحیۃ والثناء چلدیئے اور ایک سال کے بعد واپس لوٹے دوبارہ پھر یہی تاکید کی اور پھر چلے گئے۔ اس عالم میں آپ نے تین سال گذارے۔ سیدنا خضر علیہ التحیۃ والثناء ہر سال تشریف لاتے تھے اور یہی ہدایت فرماکر لوٹ جایا کرتے تھے۔ اس طویل مدت میں دنیا کی بیشمار خواہشات حسین و دلکش انداز میں آپکو اپنی جانب متوجہ کرتی رہیں مگر اللہ کے فضل نے نہایت سے دنیا اور دنیا کی حسین و پرکشش چیزیں آپکو اپنی طرف مائل نہ کرسکیں۔

تین سال کا عرصہ گذر جانے کے بعد آپ نے اپنے نفس کو انتہائی مشقت و جانفشانی کی بھٹی میں ڈالدیا اور ایک سال تک آپ نے قطعی پانی ہی نہ پیا۔ صرف جنگلی ساگ و پات پر قناعت فرماتے رہے پھر ایک سال تک فقط پانی پر گذارا کیا۔ کھانا قطعی ترک فرمادیا۔ تیسرے سال کھانا پینا سونا ہر شئے سے نفس کو محروم کردیا۔

جس زمانہ میں تاجدارِ جیلانی عبادت و ریاضت اور مجاہدہ نفس کے دشوار گذار مراحل طے فرمارہے تھے۔ شیطان کی فتنہ پردازیاں چراغ سحری کی مانند پھڑپھڑ رہی تھیں۔ ابتک ہر موڑ پر شیطان آپ سے شکستیں کھاچکا تھا اور اپنے کسی فریب میں آپکو نہ لاسکا تھا حتی کہ آپ روحانیت کے مقام ارفع و اعلیٰ پر گامزن ہوتے جارہے تھے۔ رفعت و بلندی کی انتہائی منازل تک آپکی رسائی شیطان سے دیکھی نہ جاسکی اور ایک دن پراگندہ صورت بنائے بدبودار لباس اوڑھے ہوئے آپکی خدمت میں آکر کہنے لگا۔ میں ابلیس ہوں میری جماعت کے تمام افراد کو آپ نے

عاجز و ناکام کر دیا ہے اتنے سارے ہتھکنڈے استعمال کر چکا، مگر آپ کے پائے ثبات میں لغزش تک نہ آئی۔ لہٰذا میں نے ہار مان لی۔ اور اب آپ کی خدمت میں رہنا چاہتا ہوں۔

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ط ظالم میں تو کسی طرح تجھ سے مطمئن نہیں ہو سکتا۔ تیری باتیں سراپا فتنہ ہیں جس میں تو مجھے ملوث کرنا چاہتا ہے۔ ابھی آپ کا جواب ختم بھی نہ ہوا تھا کہ پردہ غیب سے ایک ہاتھ نمودار ہوا اور اس شدت کے ساتھ ابلیس کے سر پر پڑا کہ زمین کے اندر دھنستا ہوا غائب ہو گیا۔

دوبارہ ابلیس آگ کے شعلے لے کر آپ کے قریب آیا آپ نے اس تیاری کے ساتھ حملہ آور دیکھا تو تعوذ کیا اور وہ چلا گیا لیکن چند ہی لمحہ بعد پھر پلٹ کر آیا اور فی الفور آپ کے اوپر حملہ آور ہو گیا معاً ایک سوار نمودار ہوا اور شیخ جیلانی کے ہاتھ میں ایک تلوار دیدی جسے دیکھ کر ابلیس غائب ہو گیا۔

سہ بارہ ابلیس مکر و فریب کے نئے جال کے ساتھ آیا۔ آپ نے دیکھا کہ آپ سے دور پریشان حال آفت زدہ خائب و خاسر کی سی صورت بنائے بیٹھا ہوا رو رہا تھا۔ آپکی نظر پڑی تو کہنے لگا اب آپ مجھ کو کیا دیکھ رہے ہیں اب تو میں قطعی آپ سے ناامید ہو گیا ہوں۔ سرکار جیلانی نے پھر تعوذ کیا اور فرمایا کہ میں تجھ سے کسی حال میں مطمئن نہیں ہوں۔ سرکار جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی یہ ثبات قدمی دیکھ کر ابلیس نے شرک خفی کے بیشمار جال آپکے سامنے بچھا دیئے لیکن قدرت کو آپکی حفاظت منظور تھی پورے ایک سال گذر گئے

اور آپ ان میں سے کسی ایک کی جانب ملتفت نہ ہوئے۔ یہاں تک کہ اسکے تمام بچھائے ہوئے جال رائگاں ہو گئے یہ دیکھا تو ابلیس نے مخلوق کی محبت اور دنیوی رشتوں کے تعلقاتی جال بچھا دیئے۔ مگر فضلِ ربانی سے حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے قطعی التفات نہ کیا۔ آخر ایک سال بعد تمام دنیوی رشتوں اور محبتوں کے جال بھی تار تار ہو گئے۔ اور سرکار جیلانی اس کٹھن منزل سے بھی بتمام وکمال گذر گئے۔

حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ دور طالب علمی ہی سے عادتاً ویرانوں میں مصروف عبادت رہا کرتے تھے۔ کبھی کبھی حال وارد ہوتا تو جگر سوز نالے بلند کرتے تھے کتابوں کے اندر سرکار جیلانی کو ابلیس کیجانب سے بہکانے کا ایک عجیب واقعہ ملتا ہے۔

ایکمرتبہ کا ذکر ہے کہ آپ ایک ایسے جنگل میں تشریف لیگئے جہاں کھانے پینے کی چیزوں کا دور دور تک نشان نہ ملتا تھا مسلسل کئی دنوں تک مصروف عبادت وریاضت رہنے کے بعد بھوک وپیاس کا غلبہ ہوا یک بیک دیکھتے ہی دیکھتے ابر چھا گیا اور خوب بارش ہوئی آپ نے جی بھر کے پانی پیا۔ تھوڑی دیر بعد بڑی تیز روشنی ہوئی اور آسمان کے کنارے کنارے پھیل گئی اسمیں سے آواز آنی شروع ہوئی۔

"عبدالقادر میں تمہارا خدا ہوں آج سے میں نے تمہارے لئے حرام چیزیں بھی حلال اور نماز معاف کر دی۔"

آپ نے یہ سنتے ہی اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم اور لاحول

وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ" کا ورد فرمایا فوراً وہ روشنی زائل ہو گئی۔ اور اسکی جگہ پر دھواں پھیل گیا۔ پھر آواز آئی

"عبدالقادر تم کو تمہارے علم نے بچا لیا ورنہ میں تم جیسے نہ جانے کتنے عابد و زاہد کو اس تاریک وادی میں گمراہ کر چکا ہوں۔"

آپ نے جواب دیا کمبخت شیطان مجھ کو میرے علم نے نہیں فضل رب نے بچا لیا ہے۔ یہ سنکر شیطان نے ٹھنڈی سانس لی اور یہ کہتا ہوا چل دیا کہ تم پھر بھی بچ گئے۔ ان خطرناک منازل سے سلامتی کے ساتھ گذرنے کے بعد خداوند قدوس نے آپکے اوپر آپ کا باطن ظاہر فرمایا۔

سو آپ نے اتنے سخت ترین مجاہدات کرنے کے باوجود آپ نے اب بھی اپنے باطن کو بہت سی آلودگیوں سے ملوث پایا۔ یہ صرف انسانی ارادے و اختیار کی آلودگیاں تھیں چنانچہ بہت دنوں تک آپ نے ارادے و اختیارات کیخلاف آپ برسرپیکار رہے یہانتک کہ ماسوا اللہ کی یہ آہنی زنجیریں بھی کٹ گئیں اور آپکی ذات میں ارادے و اختیارات کا تصور تک ناپید ہو گیا۔ بعدہٗ خدائے قدیر نے آپکے اوپر نفس کی کیفیت ظاہر فرمائی تو آپ نے محسوس کیا کہ ہنوز اسکے اندر حیات کی جھلک باقی ہے۔ اس میں روحانی بیماریوں کا وجود ہے۔ اس کی اشتہاء میں زندگی ہے اس کا شیطان سرکش ہے پھر آپ نے ایک سالہ بامشقت و روح فرسا ریاضت فرمائی اور نفس سے زبردست جہاد کیا۔ رب تبارک و تعالیٰ نے آپکو اس پر بھی ظفرمندی عطا فرمائی اسکی ساری بیماریاں جاتی رہیں۔ اسکی خواہشات مٹ گئیں۔

اور عظیم کامیابی حاصل ہوئی کہ آپ کا شیطان بھی مسلمان ہو گیا۔ اس قسم کے بڑے بڑے مجاہدات و ریاضات کرنے کے بعد آپکو احساس ہوا کہ اب اسکے اندر امر ربی کے علاوہ کسی شئے کا وجود نہیں رہا۔ اسوقت آپ اپنی ہستی سے سے علیحدہ ہو چکے تھے اور آپکی ہستی آپ سے علیحدہ ہو چکی تھی۔ اب آپ مرد منفرد بنکر اعلیٰ ترین مقام پر فائز تھے۔ ان منازل سے بتمام و کمال گذر کر آپ نے منزلِ فقر میں قدم رکھا جسے ربِّ کریم نے آپکے لئے آسان فرما دیا۔ یہانتک کہ دنیائے فقر کی آپکو سلطنت عطا کی گئی۔ دربارِ الٰہی سے آپ کو روحانیات کے خزانوں کی بیشمار فتوحات حاصل ہوئیں۔ علوم روحانیت و مقاماتِ عبدیت کے شرف و اعزاز سے آپ نوازے گئے۔

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ ساری منزلیں طے فرماتے۔ اور ویرانوں کی خلوت نشینیوں و صحرا نوردیوں کے بعد جب بغداد مقدس میں قیام پذیر ہوئے تو ماحول کی ناسازگاری فتنہ و فساد کی گرم بازاری طبیعت کیلئے اسقدر گرانباری کا سبب بنی کہ بغداد مقدس سے چلے جانے کا ارادہ فرمالیا چنانچہ ایک دن گلے میں قرآن کریم حمائل کر کے محلہ حلبہ کے دروازے سے نکل پڑے۔ فوراً صدائے غیبی جو ہر آن آپکی رہنمائی کرتی رہی اس خیال سے باز رکھنے کے لئے حرکت میں آئی۔ آپ نے اپنے کانوں سے سنا واپس جاؤ تمہاری ذات سے مخلوق کو بغداد ہی میں فائدہ پہونچے گا۔ آپ نے جواباً کہا مخلوق کا مجھ پر کیا حق ہے کہ میں اسکی خاطر اس دیار فتنہ و فساد میں رہوں میں تو یہاں سے اسلئے جانا چاہتا ہوں تاکہ اپنے دین و ایمان کی حفاظت کر سکوں۔

پھر صدائے غیبی نے پکار کر کہا۔ کُنتُم خَیرَ اُمَّۃٍ اُخرِجَت لِلنَّاسِ تَأمُرُونَ بِالمَعرُوفِ وَتَنھَونَ عَنِ المُنکَرِ" (پارہ ۴، رکوع ۳) مخلوق کا تمہارے اوپر بہت بڑا حق ہے اسکو ہدایت دینا تمہاری ذمہ داری ہے تم اسی جگہ پر رہو۔ خدائے قادر و توانا تمہارے دین و ایمان کی حفاظت فرمائیگا۔ سرکار جیلانی نے عالم قدس کے فرمان کی اطاعت کرتے ہوئے مستقل قیام کا عزم فرمالیا اور باطمینان قلب اسوقت کا انتظار کرنے لگے جمیں آپکی ذات عالیہ سے اللہ تعالےٰ کی مخلوق کو عام فائدہ پہونچنا تھا۔ آخروہ مبارک ساعت آہی گئی۔

ایک دن کا واقعہ ہے کہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ دوپہر کے وقت کھانا کھانے کے بعد مسجد ہی کے ایک کمرہ میں قیلولہ فرمارہے تھے۔ عالم خواب میں جدّ امجد سرکار رحمۃ اللعالمین صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مالامال ہوئے۔ سرکار نے ارشاد فرمایا " شاہزادے عبد القادر لوگوں کو تم وعظ و نصیحت کیوں نہیں کرتے؛

بصد ادب و احترام آپ نے عرض کیا کہ میں عجمی ہوں۔ فصحائے عرب کیسامنے کیونکر لب کشائی کروں۔ مدینۃ العلم مختار کل صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا ذرا اپنا منہ تو کھولو۔ شیخ جیلانی نے تعمیل نبوی میں اپنا منہ کھول دیا۔ سرکار دو عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے سات مرتبہ آپکے منہ میں لعاب دہن ڈالا اور فرمایا اٹھو قوم کو وعظ و نصیحت کرو اور لوگوں کو دین الٰہی کیطرف بلاؤ۔ انتہائی خوشی کے عالم میں بیدار ہوئے اور کیف و سرور میں ڈوبے

ہوئے آپ نے اسی مسجد میں نمازِ ظہر ادا فرمائی فراغتِ نماز کے بعد خود بخود لوگوں کی ایک بڑی جماعت خدمتِ مبارکہ میں حاضر ہوئی۔ آپ نے بیخوف وخطر مجاہدانہ انداز میں انھیں وعظ ونصیحت فرمائی۔

اِسی طرح ایک رات کو باب العلم حضرت علی مرتضےٰ کرم اللہ تعالےٰ وجہہ الکریم کی بھی حالتِ خواب میں زیارت کی۔ باب العلم نے بھی وہی سوال فرمایا جو سرکار رسالتمآب نے دریافت فرمایا تھا۔ آپ نے پوری کیفیت بیان فرمائی۔ سیدنا علیؑ مرتضیٰ نے فرمایا اچھا منہ کھولو آپ نے تعمیل کی اور اپنا منہ کھول دیا۔ حضرت علی مرتضےٰ کرم اللہ تعالےٰ وجہہ الکریم نے بھی شیخ جیلانی کے منہ میں چھ مرتبہ اپنا لعاب دہن ڈالا۔ آپ نے ادب کے ساتھ فرمایا یہ چھ مرتبہ کس مصلحت سے؟ سیدنا علی مرتضےٰ نے فرمایا احترام نبوت کے پیش نظر تعداد میں ایکمرتبہ کم۔ یہ واقعہ ۵۲۱ھ کا ہے اسکے بعد تو قلب غوثیت مآب میں وہ انشراح ہوا کہ رشد وہدایت کی تاریخ میں ایک عظیم الشان باب کا اضافہ ہوگیا۔ پہلی مرتبہ جسوقت سرکار جیلانی منبر پر جلوہ افروز ہوئے۔ تو گو کہ چند ہی کلمات طیبات ارشاد فرمائے تھے لیکن سننے والوں کا عجیب حال تھا وجد وحال سے لوگ بیتاب ہوئے جارہے تھے اور اسکے بعد تو آپکی تاثیرِ تقریر و وعظ کی یہ کیفیت تھی کہ ساٹھ ساٹھ ستر ستر ہزار آدمی محفلِ وعظ وتقریر میں شامل ہوا کرتے تھے۔ ان نورانی محفلوں میں اکثر لوگوں کے دل انابت الی اللہ کی دولت سے مالامال ہوجایا کرتے تھے۔

سرکار جیلانی کے وعظ وتقریر میں بھلا یہ تاثیر کیونکر نہ پیدا ہوتی

جبکہ آپ علوم دینیہ میں مہارت تامہ وکمال تبحر حاصل کر لیا تھا۔ علوم وفنون کی وافر تحصیل کی تھی۔ عبادت وریاضت کے ذریعہ تزکیہ اصلاح نفس فرمائی تھی زہد وتقویٰ۔ روحانی تقدس وبے ریا اعمال صالحہ جیسے صفات عالیہ سے مزین ہو چکے تھے۔

علاوہ ازیں مدینۃ[1] العلم وباب[2] العلم کی نظر میں شفقت ورحمت اور سرپرستی شامل حال تھی ان معنوی علمی وعملی اور روحانی فیضان کے ساتھ آپنے وعظ ونصیحت اور ہدایت خلق کا عظیم الشان تبلیغی کام شروع کیا تھا۔

اسلامی رہبر ورہنما بننے کیلئے سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ نے کچھ شرائط بیان فرمائے ہیں اور وہ یہ ہیں۔ جو علوم دینیہ کا حصول رکھتا ہو۔ رموز تصوف ومعرفت سے واقف ہو بلکہ ان کا مشاہدہ وتجربہ کار بھی ہو۔ ان خصوصیات کے ساتھ اسلام کا سراپا علم وعمل ہو اسی کیلئے خلق اللہ کی رشد وہدایت کا کام کرنا موزوں ودرست ہے۔

جیلانی تاجدار نے ان شرائط کے بیان فرمانے کے بعد مقتدا اولیاء حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کا یہ مبارک قول بھی نقل فرمایا ہے۔

ہماری زندگی قرآن وحدیث کے دائرہ قانون میں محصور ہے۔ جو شخص کلام الٰہی واحادیث نبوی کا عالم ہو دینی فہم وفراست رکھتا ہو۔

---

[1] مدینۃ العلم سے معلم کائنات روحی فداہ محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی ذات گرامی مراد ہے۔ ۱۲

[2] باب العلم سے سیدنا علی مرتضےٰ کرم اللہ وجہہ مراد ہیں۔ ۱۲

شاہکار خلوص عمل و رموز تصوف و معرفت سے باخبر ہو۔ نیز ان تمام مراحل سے گذر چکا ہو۔ صرف اسی کو دینی رہبر و پیشوا کی مسند زیب دے سکتی ہے[1]۔ ان اوصاف و کمالاتِ روحانی فیوض و برکات ربّانی سے دامن قادریت کو لبریز کئے ہوئے سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ مسند ارشاد و ہدایت پر رونق افروز ہوئے تھے۔

خرقۂ ارادت و جانشینی

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ نے آدابِ طریقت و صوفیت و تعلیم و سلوک محمد بن مسلم الدباس رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ سے حاصل کیا۔ ان کے علاوہ وقت کے دوسرے مرشدین کرام سے بھی آپ نے فیوض و برکات حاصل کئے۔ دورانِ تعلیم میں جسقدر آپکو ریاضتیں و مشقتیں کرنی پڑی ہیں اوپر ذکر ہو چکا ہے غرضکہ ایک قابلِ لحاظ مدت گزرنے کے بعد آپکو خرقۂ ارادت و جانشینی حاصل ہوئی۔ یہ خرقہ جن بزرگ سے آپکو ملا ان کا نام نامی حضرت قاضی ابو سعید مبارک مخزمی بتایا جاتا ہے جو فقہ حنبلی کے ممتاز پیشوا مانے گئے ہیں۔ شجرۂ سلسلۂ طریقت۔ منبع روحانیت روحی فداہ محمد رسول اللہ صلے اللہ

---

[1] سرکار غوث اعظم اور حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالےٰ عنہما کے ارشادات گرامی ان حضرات کے لئے لمحۂ فکر ہے جو نہ مولوی ہیں نہ عالم اور بے در یغ علوم دینیہ کا حصول کئے بغیر منبر و عظ و تقریر پر رونق افروز ہو جاتے ہیں۔ یہ لوگ شریعت سے کورے ہو کر حقیقت و معرفت کی جھوٹی نمائش کر کے عوام کو شریعت سے دور کرتے ہیں۔ حالانکہ شریعت ہی اصل ہے۔

علیہ وسلم تک حسب ذیل ہے۔

شیخ جیلانی نے خرقۂ ارادت وجانشینی اپنے پیر ومرشد عارف باللہ شیخ ابو سعید مخزمی مبارک مخزمی سے حاصل کیا اور انھوں نے اپنے شیخ ابوالحسن علی بن یوسف القرشی الہنکاری سے اور انھوں نے عارف باللہ شیخ ابوالفرح طوسی سے اور انھوں نے شیخ ابوبکر شبلی سے اور انھوں نے شیخ ابوالقاسم جنید بغدادی سے اور انھوں نے شیخ سری سقطی اور انھوں نے شیخ معروف کرخی سے اور انھوں نے شیخ داؤد طائی سے اور انھوں نے شیخ حبیب عجمی سے اور انھوں نے سیدنا شیخ حضرت حسن بصری سے اور ان کو امیرالمومنین سیدنا علی مرتضےٰ کرم اللہ تعالےٰ وجہہ الکریم نے پہنایا تھا اور علی مرتضےٰ کو سرکار دوجہاں صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے یہ خرقۂ مبارکہ عطا فرمایا تھا۔

اسطرح بارہ واسطوں کے ذریعہ شیخ جیلانی محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ کو وہ خرقۂ ارادت حاصل ہوا جو ایک مرشد کامل اپنے چہیتے مرید خاص کو صرف اسلئے عطا کرتا ہے کہ اسکے بعد مرشد کے وعظ وارشادات کی تمام تر ذمہ داریاں اب اس کے سپرد ہیں اور وہی اس کا روحانی جانشین ہے۔

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ جس طرح معنوی وروحانی طور پر بارہ واسطوں سے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے دامان کرم وفیض سے وابستہ ہیں اسی طرح نسبی طور پر بھی حضرت شیخ جیلانی بارہ ہی واسطوں کے ذریعہ حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے رشتۂ نسبت میں منسلک ہو جاتے ہیں۔

سلسلہ قادریہ کا اجراء

آپ کے اسم گرامی کی نسبت سے سلسلۂ عالیہ قادریہ کا اجراء ہوا۔ اور آپ کے دریائے فیض کی روانی سے آسمان کے ستاروں کی طرح ساری دنیا میں پھیل گیا۔ تاجدار ولایت ہونے کے سبب سلسلۂ عالیہ قادریہ کو اتنی مقبولیت حاصل ہوئی کہ دوسرے سلسلوں میں اسکی نظیر نہیں ملتی۔ ہندوستان ہی میں نہیں بلکہ عرب وعجم کے تمام ممالک میں سلسلۂ قادریہ کے لاتعداد حلقہ بگوش پائے جاتے ہیں۔ اس سلسلۂ عالیہ کی امتیازی شان یہ ہے کہ دوسرے مختلف سلسلوں میں اس کا دخول ہے مگر خود اس میں کسی دوسرے سلسلہ کا شمول نہیں ہے۔

مسلک تصوف

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں۔

"جب بندہ کا دل حقیقت میں مالک بے نیاز سے وابستہ ہو جاتا ہے تو کوئی شئے اس سے جدا نہیں ہوتی اور نہ ہی اس سے باہر نکلتی ہے۔"

آپ اپنی بے نظیر تصنیف (مخزن تصوف) فتوح الغیب میں ایک مقام پر ارشاد فرماتے ہیں کہ

"تم فضل ربانی اور نعمت یزدانی سے اسلئے محروم ہو کہ تم اپنے طاقتِ بازو کا بھروسہ کرتے ہو۔ مخلوق سے اُمید کی وابستگی تمھیں سنون اکتساب معاش سے روک دیتی ہے۔ اگر تم نے

مخلوق کے دروازوں پر سائل بنکر ہاتھ پسارا تو گویا تم نے خدائے وحدہٗ لاشریک کے ساتھ شرک کیا اور حلال روزی نہ ہونے کے سبب تم عذاب الٰہی میں مبتلا رہو گے۔ اور اگر تم خلق اللہ کی داد و دہش سے بے نیاز ہوکر کسب معاش کرتے ہوئے خالق کائنات کی رزاقیت پر متوکل رہو گے۔ اور اس کو رزاق حقیقی جانو گے تو تمھارے اور رب العالمین کے درمیان جو حجاب ہے وہ ہٹ جائے گا اور اللہ تعالٰے پردۂ غیب سے تمہیں رزق عطا فرمائیگا"

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالٰے عنہٗ فرماتے ہیں۔

"شرک کی دو قسمیں ہیں۔ ظاہرؔ اور باطنؔ۔ شرک ظاہر تو غیر خدا کی پرستش ہے۔ اور شرک باطن غیر خدا پر بھروسہ ہے"

ان تمام تعلیمات پر سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالٰے عنہٗ کا ذاتی عمل تھا اور حضرت کی مقدس زندگی اس آیت ربانی کی مکمل آئینہ دار ہے۔

اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (پارہ ۸، رکوع ۷) میری نماز اور قربانی میری زندگی اور موت سب اللہ ہی کے لئے ہے جو سارے عالم کا پالنے والا ہے۔

وعظ و تبلیغ

آگے یہ بیان کیا جاچکا ہے کہ جس مسجد میں مدینۃ العلم سرکار رسالتمآب صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم و باب العلم علی مرتضےٰ کرم اللہ تعالٰے وجہہ الکریم نے آپکو وعظ و تبلیغ کا حکم

دیا تھا۔ شروع شروع آپ نے اسی مسجد سے تبلیغ کا آغاز کیا تھا۔ لیکن چند ہی دنوں بعد آپ کے پُر خلوص وعظ و تبلیغ کو اس قدر شہرت و مقبولیت حاصل ہوئی کہ خود بخود لوگوں کے قلوب بیتابی کے ساتھ آپکی جانب کھنچنے لگے۔
دور دراز کے لوگ بکثرت آپکی مجلس وعظ میں آکر شامل ہوتے تھے حقائق و معرفت کے اس دریائے ناپید اکنار سے فیضیاب ہونے کیلئے اتنا عظیم اژدہام ہونے لگا کہ مسجد کی تمام جگہ ناکافی ہو گئی تو وعظ کے لئے شہر سے باہر وسیع ترین عیدگاہ کا انتخاب ہوا۔ چنانچہ ساٹھ ساٹھ ستّر ستّر ہزار افراد پر مشتمل اجتماع بیک وقت آپ سے وعظ و تبلیغ سماعت کرتا تھا۔ پھر بھی عیدگاہ کی وسیع ترین جگہ تنگ نظر آتی تھی۔
روایات کی روشنی میں پتہ چلتا ہے کہ محفل وعظ میں کم و بیش چار سو افراد آپکے ارشادات مبارکہ کے لعل و گہر کو صفحۂ قرطاس پر منقش کرنے کیلئے مامور تھے۔ اس طرح اکثر تقریریں دامن حفاظت میں لے لی گئیں۔ ہماری انتہائی فیروز بختی ہے کہ ہم اگر چاہیں تو آج بھی ان میں سے اکثر روح پرور مواعظ سے فیضیاب ہو سکتے ہیں جو فتوح الغیب۔ غنیۃ الطالبین۔ مجالس ستین وغیرہ وغیرہ کے نام سے چھپ کر عام ہو چکی ہیں۔
ہر ماہ آپکے وعظ و تقریر کی چار نشستیں ہوا کرتی تھیں۔ بے پناہ تاثیر ہونے کے سبب حاضرین پر ایسا سکوت طاری ہو جاتا تھا کہ کسی کو جسم و جان تک خبر باقی نہ رہتی تھی۔ ان کثیر الاژدہام مجالس میں دنیائے اسلام کے خواص و عوام اور بغداد مقدس کے علماء، صلحاء و مشائخین کرام بڑی تعداد میں شریک

ہوتے تھے جو دربار غوثیت مآب سے واپس ہوکر خود مخلوق کی ہدایت میں مصروف ہوجایا کرتے تھے ۔ اس طرح ایک شمع ہدایت سے ہزاروں چراغ فروزاں ہوئے جنکی روشنی سے ساری دنیا تابناک ہوگئی اور انشاءاللہ تعالےٰ صبح قیامت تک یہ فیض جاری رہے گا۔

آپکے وعظ کی کوئی نشست ایسی نہ ہوتی تھی کہ جسمیں صدہا اللہ تعالےٰ کے بندے دامن ہوش وخرد نہ کھو بیٹھتے رہے ہوں کسی پر وجد کی کیفیت طاری ہوجاتی تھی کہ جسم وجان تک کی خبر باقی نہ رہتی تھی ۔ کوئی گریۂ آہ وبکا کرنے لگتا کوئی دریائے تحیر میں مستغرق ہوجاتا ۔ کوئی مضطرب اور بیقرار ہوکر دامن تار تار کرکے چیخنے لگتا ۔ کسی کا یہ حال ہوتا کہ آپکے کلمات طیبات اس کے حجاب قلب کو ہٹا کر فی الحقیقت عاشق ربانی بنادیتے ۔ اور اسکے قلب وجگر کے ٹکڑے ٹکڑے ہوجاتے ۔ بالآخر وہ لذت کیف وسرور سے مست ہوکر ابدی وسرمدی نیند سوجاتا۔

آپکے بڑے شاہزادے حضرت عبدالرزاق کا بیان ہے کہ آپ کی ہر مجلس وعظ وتقریر میں دو چار آدمی تو ضرور ہی خدائے ذوالجلال کے خوف سے واصل بحق ہوجاتے تھے ۔ روایت کی شہادت موجود ہے ۔

کہ ایکمرتبہ آپکی مجلس وعظ میں مذہب مسیحی کا ایک عالم آیا اور غوثیت مآب کی مجلس میں حاضر ہوکر بھرے مجمع میں آپکے دست مبارک پر توبہ کی اور مشرف بہ اسلام ہوا ۔ اسکے بعد اپنا ذاتی واقعہ بیان کیا کہ میں یمن کا رہنے والا ہوں ۔ از خود میرے دل میں لگن پیدا ہوئی کہ میں مسلمان ہوجاؤں جذبۂ ایمانی کے تحت میں نے ارادہ کیا کہ سرزمین یمن پر جو افضل ترین مسلمان

ہو اسکے ہاتھ پہ اسلام قبول کروں گا۔ اسی جستجو میں تھا کہ فیروز بختی سے ایک رات کو میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوا۔ آپ نے فرمایا سنان تم بغداد جاکر شیخ عبد القادر جیلانی کے ہاتھ پہ اسلام قبول کرو۔ اسلئے کہ دور حاضر میں وہ نہ صرف بغداد بلکہ روئے عالم کے جملہ افراد سے افضل و بہتر ہیں۔ حضرت شیخ عمر کیمیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ واقعہ نقل فرمانے کے بعد آنکھوں دیکھا ایک دوسرا واقعہ بیان فرمایا ہے۔ کہ

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ اقدس میں تیرہ افراد پر مشتمل ایک جماعت حاضر ہوئی اور آپ کے دست مبارک پہ اسلام قبول کیا۔ ان سبھوں نے خود اپنا واقعہ بیان کیا کہ ہم لوگ نصاریٰ عرب ہیں ہم سب نے قبول اسلام کا قصد کیا تو ہمیں حالت خواب میں کسی رہنمائے کامل نے نشان دہی کی کہ تم سب کے سب سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں جاکر اسلام قبول کرو۔ کیونکہ تمھیں جسقدر فیض شیخ جیلانی کے دربار گہربار سے حاصل ہوگا کسی دوسری جگہ سے ممکن ہی نہیں ہے۔

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود فرماتے ہیں کہ میں بہت خواہش کرتا ہوں کہ پہلے جیسا ویرانوں جنگلوں میں رہا کروں تاکہ نہ میں مخلوق کو دیکھوں اور نہ مخلوق مجھ کو دیکھ سکے۔ لیکن احکم الحاکمین کا حکم ہے کہ میں مخلوق کو نفع رسانی کرتا رہوں اور زیادہ سے زیادہ اسلام کی تبلیغ کروں۔ اسی لئے میں اسقدر دعوت و تبلیغ میں مصروف رہتا ہوں کہ خواب و بیداری ہر حال میں میرے اوپر جذبۂ تبلیغ طاری رہتا ہے حتیٰ کہ مجھ کو گمان ہوتا ہے کہ اگر میں اپنی زبان تبلیغ سے بند

کرلوں تو میرا گلا گھونٹ دیا جائے گا میں اپنی زبان بند کرنے پر قطعی قادر نہیں ہوں۔

چنانچہ خدائے قادر و توانا نے میری زبان میں تاثیر بھی عطا کی ہے میرے ہاتھ پر کم و بیش پانچ ہزار یہودیوں و نصرانیوں نے اسلام قبول کیا۔ لاکھوں سے زیادہ تعداد میں رہزن و مفسد، بدکردار و بداعتقاد و گمراہوں اور مجرموں نے توبہ کی اور دین حق پر انھیں ثبات قدمی میسر ہو گئی ہے۔

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تبلیغی سلسلہ ۵۲۱ھ سے شروع ہوا اور ۵۶۱ھ تک مسلسل جاری رہا۔ اس طرح سے مکمل چالیس۴۰ سال تک برابر آپکی ذات سراپا فیوض برکات سے دنیا کو فائدہ پہونچاتا رہا۔

وعظ و تبلیغ کا یہ بے مثال تاریخی کارنامہ ریاضت و مجاہدانہ زندگی کا ثمرہ ہے، پچیس۲۵ سال تک تو آپ نے عراق کی سنسان وادیوں میں یکتا و تنہا زبردست نفس کشی کی تھی عقل و فہم سے ماوریٰ مجاہدات و ریاضات کے سنگلاخ صحراؤں سے گذرنے کے بعد کہیں آپکو یہ رفعت و بلندی بخشی گئی تھی، یہی وہ مجاہدات و ریاضات ہیں جن کے حصول کرنے میں ہر ولی کامل اپنا سب کچھ لٹا دیتا ہے۔

بشری احساسات و جذبات، فطری خواہشات حتیٰ کہ خود اپنی ہستی کو بھی فنا کر دیتا ہے ان کے اندر اگر کوئی شئے باقی رہ جاتی ہے تو وہ صرف اور صرف امر زبّی و عشق رسالت پناہی ہے، بس اسی عالم میں جیلانی تاجدار کی ذات گرامی سے ان عظیم الشان کارناموں کا صدور ہوا جسے دنیا اپنی آنکھوں

سے دیکھ کر متحیر و متعجب ہو کر رہ جاتی ہے اور بمشکل تمام باور کرنے پر تیار ہوتی ہے۔ یہ انھیں علوم ظاہری و باطنی، ریاضات و مجاہدات اور نسبت توحید و رسالت کا خصوصی اثر ہے کہ سیکڑوں برس گذر کر بشکل حجابات حائل ہونے کے باوجود سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ، کا ذکر لطیف اپنی بھرپور عظمتوں کے ساتھ آج بھی ہمارے سامنے موجود ہے اور لاتعداد انسانوں کے دل بر سہا برس کے بُعد ہوتے ہوئے بھی جیلانی تاجدار کے احترام و عقیدت سے لبریز ہیں۔ یہ آپکی دلی محبت الٰہی و عشق محمد عربی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فیضان ہے۔

آپ نے مکمل زندگی ماسوا اللہ سے اپنا علاقہ جدا کرنے میں گذاری آپکے پیش نظر مقصد زندگی صرف ذات خداوندی رہی توحید کامل و توقیر نبی کے خاص مقام پر فائز تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آج ہر خوش عقیدہ مسلمان ان کی بارگاہ میں عقیدت کے پھول نذر کرتا ہے۔

انھیں صفات عالیہ کی بنیاد پر اس قسم کی مقدس زندگیاں دنیا کے لئے عموماً اور مسلمانوں کے لئے خصوصاً لائق تقلید و مینارۂ نور ہوا کرتی ہیں خدایا ہم خوش عقیدہ مسلمانوں کی طرف سے سرکار غوث اعظم کے مزار انور پر ہزار ہزار رحمتوں کے پھول برسا۔ (آمین)

حیات مقدسہ پر محققانہ تبصرہ

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ عظیم المرتبت روحانی پیشوا، علوم نبوی کے سچے وارث، جلیل القدر عالم دین

ہونے کیساتھ ساتھ ایک عظیم الشان دینی مبلغ، عدیم المثال مصلح اور بیباک قائد بھی تھے۔ آپ انتہائی حق گو وحق پسند تھے۔ جو بات کہنی ہوتی بڑی صفائی ودلیری اور بیخوفی کے ساتھ فرماتے تھے۔ منہیات سے لوگوں کو روکنا اور امور خیر کیجانب مؤثر طریقہ پر لوگوں کے ذہنوں کو بدلنا آپکی مقدس زندگی کا اہم ترین جزو تھا۔ ہزارہا بدکردار انسانوں کو آپ کی تبلیغ وہدایت اور اعلاء کلمۃ الحق کی بدولت جذبۂ دینداری، تقویٰ وپرہیزگاری کی سعادت حاصل ہوگئی۔ آپ ہر کسی کو اس کی اپنی غلط کاری وبے راہ روی پر سختی کے ساتھ روکنے اور تنبیہ کرنے میں ذرہ برابر بھی تامل نہیں فرماتے تھے خواہ وہ دنیوی اعتبار سے کتنے ہی جاہ وجلال اور عزت وجاہ کا مالک کیوں نہ ہو۔ آپکی حیات طیبہ میں ایسی بے شمار مثالیں پائی جاتی ہیں کہ آپ نے اپنی اعلیٰ ترین روحانی طاقت وحکمت عملی سے کام لیکر اُس دور کے بہتیرے مغرور ومتکبر ظالم وجابر سرمایہ داروں کی اکڑی ہوئی گردنیں سیدھی فرمادیں اور انھیں اسلام وبانیٔ اسلام کی جناب میں سر عاجزانہ خم کرنا ہی پڑا۔

تاریخ شاہد ہے کہ پانچویں صدی ہجری کا وہ آخری زمانہ تھا۔ جس میں سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ بغداد مقدس کی سرزمین پر تشریف فرما تھے خاندانِ عباسیہ کے آخری حکمرانوں کا دور تھا جس میں عوام تو عوام خواص کا بھی اخلاقی ودینی معیار روز بروز انحطاط پذیر ہوتا جارہا تھا۔

ایک طرف دولت و سرمایہ کی فراوانی اور اخلاقیات کی کمزوری نے عیش پرستی وتن آسانی کا خوگر بنا دیا تھا دوسری جانب دینی و روحانی بے سروسامانی نے جادۂ اعتدال و صراطِ مستقیم سے انھیں دور کر دیا تھا۔ بالخصوص، اُمراء، دولت و سرمایہ کے نشے میں چور شرابِ انانیت سے مخمور تھے۔ مذہب کے نام پر بھی باہمی جنگ و جدال کا ہنگامہ گرم تھا۔ کہیں بات بات پر مناظرے ہوتے تھے تو کہیں خلقِ قرآن کے فتنے اٹھائے جاتے تھے۔

احکامِ شرعیہ کی جانب سے بالعموم لاپرواہی برتی جا رہی تھی۔ طریقت میراث کی شکل میں نا اہلوں کی جاگیر ہو چلی تھی۔ مبتدعین و معتزلہ شدت سے سر ابھار چکے تھے۔ اصول و مغز کو دیدہ و دانستہ نظر انداز کر کے سطحی و فروعی بحثوں میں نبرد آزمائی کی جارہی تھی ایسے پراگندہ ماحول وانقلابی دور میں کسی مصلح کامل، غوث اعظم، مجدد و پیکر رشد و ہدایت کی شدت سے ضرورت محسوس کی جارہی تھی جو اپنی بے پایاں روحانی طاقتوں کے ذریعہ مخلوق کو قعرِ مذلت و گمراہی سے بچاکر شاہراہ اسلام پر لاکھڑا کر دے جسکے لئے خدائے حکیم و دانا، قادر و توانا نے ہم سب کے مرکز عقیدت جیلانی تاجدار سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو منتخب فرمایا اور یہ اہم ترین خدمت آپ ہی کے سپرد کی گئی۔ آپ نے اس خدمت جلیل کو جس خوش اسلوبی سے انجام دیا۔ تاریخ میں اصلاح و تبلیغ واحیاء دین کی کوئی مثال نہیں ملتی۔

بد مذہبوں کی سرکوبی

اوپر یہ بات بیان کی جا چکی ہے کہ اس دور میں فتنۂ مبتدعین یعنی خوارج و روافض اور معتزلہ وغیرہ زوروں کے ساتھ سر ابھار چکا تھا نیز وقت کے دوسرے بدمذہب و گمراہ کن طبقے بھی خاموش نہ تھے بلکہ سادہ لوح و سیدھے سادے مسلمانوں کو دین سے دور اللہ تعالےٰ اور اسکے پیارے رسول صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے بیگانہ کرنے کیلئے خطرناک اسکیمیں چلا رہے تھے۔ نتیجہ کے طور پر گمراہی بڑی تیز رفتاری سے پھیل رہی تھی۔

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنی بلند پایہ ہمت اور خداداد صلاحیتوں سے انتہائی بخوبی و بیباکی کے ساتھ جرأت مندانہ اقدام کر کے ہر فرقۂ باطلہ کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور جملہ بدمذہبوں کی سرکوبی و تردید فرما کر ہمیشہ کے لئے سر کچل دیا۔ نیز اللہ تعالےٰ کے بندوں کو حق آشنا، توحید و رسالت کا سچا پرستار۔ اولیاء کرام و بزرگان دین کا گرویدہ و عقیدت گذار بنا دیا۔

اے مالک بے نیاز ہم عقیدت
کیشوں کی جانب سے ہمارے مرکز
عقیدت غوثیت مآب کی خوابگاہ پر
ہزار ہا رحمتوں کے پھول برسا (آمین)

خطبات

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خطبات وتقریرات بلا شبہ مسلمانوں کے واسطے اپنی زندگی اسلام کی روحانی تعلیمات سے سنوارنے کیلئے بیش بہا سامان ہیں اور انکے ذریعہ طریقت ومعرفت کے راہرؤں کو حقیقت میں نشان منزل مل سکتا ہے جنھیں اہل علم اردو ترجمہ کرکے کتابوں کی شکل میں مختلف ناموں سے پیش کر چکے ہیں۔ بلا مبالغہ اگر آپکے چند ہی مہینوں کے خطبات و مواعظ پیش کئے جائیں تو وہ بجائے خود ایک ضخیم کتاب ہو جائے اس لئے بخوف طوالت میں اس طرف سے نظر انصراف کرنا چاہ رہا تھا مگر چونکہ یہ بھی آپکی زندگی کا ایک تاریخی کارنامہ ہے اسلئے بہت بڑی کمی رہ جاتی۔ لہٰذا اس کتاب کی افادیت کے لئے چند خطبے بھی پیش کئے جارہے ہیں خداوندا تیری شان کریمی پر کامل بھروسہ رکھتا ہوا التجا کر رہا ہوں کہ دین کے مسیحا غوث زماں تاجدار جیلاں کے مقدس پیغامات سے ہم تمام مسلمانوں کی دنیائے ایمانی وروحانی میں زندگی کی سرمدی لہر پیدا فرمادے۔ آمین

خطبۂ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

بہ مقام مدرسہ معمورہ

۱۵ر شوال المکرم ۵۴۵ھ بروز جمعہ

- اولیاء اللہ کے دل پاک و صاف ہوتے ہیں وہ مخلوق کو بھولتے ہیں خالق کو یاد رکھتے ہیں۔ دنیا کو بھولتے ہیں آخرت کو یاد رکھتے ہیں۔ تم اپنی دنیوی مصروفیتوں کی بناء پر ان کے شان تمکنت کا مشاہدہ نہیں کر سکتے تمھارے اور ان کے بیچ ایک زبردست خلیج حائل ہے۔
- اگر کوئی مومن تجھے نصیحت کرے تو سن کے مخالفت نہ کرو۔ کیونکہ وہ تیرے اندر وہ باتیں دیکھتا ہے جو تو خود نہیں دیکھ سکتا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مومن مومن کا آئینہ ہوتا ہے۔ مومن اپنے بھائی مومن کو سچے دل سے نصیحت کرتا ہے اس میں کیا عیوب ہیں کیا خوبیاں ہیں صاف صاف بیان کر دیتا ہے۔
- پاک ہے وہ ذات ذوالجلال جس نے میرے دل میں بھی اپنے مومن بھائیوں کے نصیحت و خیر خواہی کی آمادگی پیدا کر دی۔ اب یہی میرا دلچسپ مشغلہ ہے کہ میں تم کو وہ سچی سچی باتیں کہتا جاؤں اور بتلاتا چلا جاؤں جو میں سمجھتا ہوں اس کا کوئی دنیوی بدلہ میں نہیں چاہتا۔ نہ

اخروی بدلہ۔ بدلہ تو میرا محبوب خود ہونا چاہئے اور یہی میرا مدعائے حقیقی ہے۔ ہاں مجھے اپنی قوم کی فلاح وکامرانی سے خوشی ہوتی ہے ان کی تباہی میرے دل پر تیریں چلاتی ہیں اگر میں کسی مرید صادق کو کامیاب بامراد دیکھتا ہوں تو میرا دل اپنے خالق کائنات کے آگے مسرت بے پایاں کے ساتھ سربسجود ہوجاتا ہے۔

اے غلام! میں تیری اصلاح کو اپنا مقصد سمجھتا ہوں۔ اپنی ذاتی نفع اندوزی کو نہیں میں نے اس مرحلہ کو طے کرلیا ہے۔ ہاں میں تجھے اس راستہ میں افتاں وخیزاں دیکھ کر تیری دستگیری کرنا چاہتا ہوں تو مجھ سے مدد لے اور کامیابی کی راہ پر تیزی کے ساتھ روانہ ہو۔ تم کو غرور اللہ تعالٰی کے مقابلے میں زیب دے سکتا ہے نہ مخلوق کے مقابلے میں بلکہ تم کو اپنی حیثیت پہچاننا چاہئے تم کیا تھے؟ ایک حقیر نطفہ ایک سیال پانی کے قطروں کی طرح۔ پہچان تمہارا انجام کیا ہوگا۔ ایک مُردار لاش جس کو کیڑے اور کتے کھانے کیلئے بیتاب رہیں گے اس لئے جو تمھیں دنیا کی لالچ وحرص کے لئے دنیا کے مغرور بادشاہوں کی چوکھٹ پر جبہ سائی سکھاتا ہے تاکہ تمھیں سونے چاندی کے کچھ ٹکے مل جائیں جسکو تم اپنی قسمت کے حقیقی اور جائز ٹکڑوں سے زائد سمجھ رہے ہو وہ تمھیں سخت گمراہی میں ڈالنے والا شیطان ہے۔ یاد رکھو! تمہارے لئے اس حرص وطمع کا نتیجہ ذلت ورسوائی کے سوا کچھ نہیں۔

آنحضرت صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے خدا کے پاس وہ

بندہ زیادہ سزا کے لائق ہے جو اپنے مقسوم سے بڑھ کر رزق چاہتا ہے۔ اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ دنیا کے یہ بندے تم کو اتنی وافر عطا دے سکیں گے، کہ حقیقی طلب کا احاطہ ہو جائیگا تو تم تقدیر کے فیصلوں سے غافل ہو۔ یہ وسوسہ تمھارے دل میں شیطان کا ڈالا ہوا ہے۔ تم خدا کے بندے نہیں اپنے نفس و ہوس کے بندے ہو۔ شیطان کے اسیر ہو۔ درہم و دینار سے مسحور ہو کوشش کرو کہ اس قید سے تم کو رہائی ملے۔ رہائی حاصل کرنے کیلئے تمھیں کسی رہنما کی ضرورت ہے۔

اسلئے رہنما کی تلاش کرو۔ لیکن ایسا رہنما ظاہری آنکھوں کے ذریعہ ٹٹولنے سے نہیں ملتا۔ دل اور باطن کی آنکھوں کے ذریعہ ڈھونڈھنے سے مل سکتا ہے۔ اس تلاش کے لئے ایمان ضروری ہے جب ایمان نہ ہو بصیرت بھی نہیں ہوتی۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے

"فَاِنَّھَا لَا تَعۡمَی الۡاَبۡصَارُ وَلٰکِنۡ تَعۡمَی الۡقُلُوۡبُ الَّتِیۡ فِی الصُّدُوۡرِ" (پارہ

ایمان کا فقدان ظاہری آنکھوں کو اندھا نہیں بناتا ہے بلکہ ان دلوں کو بے بصیر بنا دیتا ہے جو سینوں میں ہیں۔ لالچ اور خوشامد کے ذریعہ دنیا حاصل کرنے کی مثال ایسی ہے جیسے سونا ہموزن دے کر گھاس لی جائے۔ گھاس تھوڑی دیر میں جل کر راکھ کا ڈھیر ہو جائے گی اور سونا بھی ہاتھ سے گیا۔

اگر تمھارا ایمان ناقص ہے تو لوگوں سے میل جول رکھ کر کچھ دنیا ضرور

ضرور حاصل کرو۔ اس کا نام معیشت ہے مگر جسقدر جلد ہو سکے اپنی معیشت کی ایسی اصلاح کر لو کہ تم اعلیٰ درجہ کے اصول مقاصد پر آ جاؤ۔ جب تمہارا ایمان قوی ہو جائے گا تو اب تم توکل پیدا کر لو اور اسباب سے بے نیاز ہو جاؤ۔ دنیا والوں سے اختلاط و صحبت کم ہوتے ہوتے آخرکار تم میں وہ روحانی ایقان پیدا ہو جانا چاہئے کہ گویا اب تم ملک الموت کو روح حوالے کر دینے کے لئے تیار کھڑے ہو۔

اس بحر حیات میں قضا و قدر کی موجیں جہاں تمہیں لیجائیں اسی طرف تمہاری توجہ بھی ہونی چاہئے۔ اب اسباب کے تخیلات تمہیں کاٹنے نہیں آئینگے۔ معیشت دنیوی کے تفکرات تمہاری روح میں ذرہ برابر بھی اضطراب پیدا نہ کر سکیں گے۔

اے شخص یہ میری تجھ کو نصیحت ہے اسپر عمل تیری روح کو اعلیٰ درجہ کی بلندی پر پہونچانے کا ذمہ دار ہے اگر تو اسپر کامل طور پر عمل نہیں کر سکتا تو جزوی طور پر ہی سہی۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "لوگو! جتنا بھی تم سے ہو سکے دنیا کی فکروں سے نجات حاصل کرو۔"

(اے غلام) جسقدر جلد غم روزگار سے نجات حاصل کر سکتا ہے۔ کر لے۔ اپنے دل کو اس رحمت نامتناہی کے ایک کنارے سے باندھ لے جو تیرے دل کی ناؤ کو اطمینان حقیقی کے ساحل مراد پر پہونچا دے وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ہر چیز کا عالم ہے اسکے ہاتھ میں سب کچھ ہے۔ اس سے مانگو۔

پہلے اپنے دل کی طہارت مانگو۔ ایمان و معرفت مانگو۔ علم مانگو اور دل میں شانِ استغناء مانگو۔ یقین کی روشنی مانگو۔ اسی ذات سے محبت و انسیت مانگو۔ پھر سب کچھ اس سے مانگو جب یہ چیزیں مل جائیں تو سب کچھ مل سکتا ہے غیر کے آگے ہاتھ پھیلانے کی ضرورت ہی نہیں تمہارا حقیقی معاملہ اس سے ہے مغرور و مخلوق کے در پر پیشانی رگڑنے کی ضرورت نہیں۔

اے غلام! اگر تو نے صرف زبان سے کلمۂ شہادت ادا کر لیا ہے اور دل نے عمل کے ذریعہ اس کا اثر اپنے اندر نہیں لیا ہے تو سمجھ لے کر تو ایک قدم بھی خدا کی طرف نہیں بڑھا ہے۔ روانگی اصلی تو دل کی رفتار پر موقوف ہے۔ قربت اصلی تو روح کی قربت کا نام ہے۔ عمل وہ ہے جسکے اندر روح ہو یعنی اخلاص ہو۔ یہ اخلاص اعضاءِ ظاہری کے حدود شریعت کا تحفظ کئے بغیر پیدا نہیں ہو سکتا۔ یہی اس کا پیمانہ ہے اللہ کے نیک بندوں کی خدمت کئے بغیر پیدا نہیں ہو سکتا جو اپنی ذات کی زندگی کو اس کا معیار بنائے تو یہ جھوٹا معیار ہے۔

لوگوں کو دکھانے کی خاطر عمل عمل نہیں ہے۔ اعمال تو خلوت میں ہوتے ہیں۔ جلوت کے اعمال وہ صرف فرائض ہوتے ہیں جن کا اظہار لازمی ہے اعمال کی اساس توحید و اخلاص ہے اگر توحید و اخلاص نہیں تو اعمال کی عمارت کھوکھلی بنیاد پر ہے وہ جلد زمین پر ڈھیر بن جائے گی۔ پہلے اس بنیاد کو مضبوط کر لو تو پھر عمل کی بلند و بالا عمارات بھی بنانا سزاوار ہے۔ خدا نے چاہا تو یہ کبھی نہیں گریں گی۔ اسی کی قوت اس کی بنیاد کا راز ہے۔

توحید ہی کی وجہ سے تمہارا عمل آسمان صداقت پہ چاند بن کر چمکنے لگے گا اور سورج کی طرح روشنی دے گا

خطبۂ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بہ مقام مدرسۂ معمورہ

۱۹ ر شوال ۵۴۵ھ روز سہ شنبہ بوقت شام

ریاکار کا ظاہر تو صاف مگر دل گندہ ہوتا ہے وہ شرعی مباح چیزوں سے سے بھی زہد کرتا ہے کسب حلال سے اجتناب کرتا ہے ہاں مذہب کو اپنی روٹی کا ذریعہ بناتا ہے اس کی حقیقت گو عوام کی نظروں سے پوشیدہ ہوتی ہے مگر خاص لوگ اس کو برابر دیکھتے رہتے ہیں اس کی ساری زہد وطاعت بناوٹی ہوتی ہے اس کا باطن خراب ہوتا ہے

افسوسناک ہوگا اگر تم نہ سمجھو کہ اللہ کی اطاعت دل سے ہوتی ہے نہ کہ جسم سے یہ ساری چیزیں عبادت کی دل سے باطن سے اور معانی سے تعلق رکھتی ہیں تو اس نعمتِ ظاہری کی کسوتوں سے عریاں ہو جا تاکہ نعمتِ باطنی کی بے بہا خلعت سے سرفراز ہو جائے اس لباس مکر کو اتار دے تاکہ وہ تجھے حقیقت کا ملبوس زیب تن کرا دے اس لباس کاہلی کو اتار دے۔ اس لباس خوشامد و نفاق کو اتار کر پھینک دے۔

ان شہوتوں رعونتوں اور عجب و نفاق کے بھڑکدار پوشاک کو اتار کر

خاکستر بنادے تاکہ تیرے لئے حقیقی محبت کا لباس فاخرہ حقیقی عظمت کا حلۂ بہشتی اس قادر مطلق کی طرف سے انعام میں مل جائے۔

غرضکہ تو دنیا کا لباس اتار دے اور آخرت کا لباس پہن لے۔ اپنی طاقت اپنے وجود اپنے کس بل یا مخلوق کی قوتوں پر گھمنڈ چھوڑ دے۔ اس گھمنڈ سے عاری ہو کر اس کے دربار میں آجا تو تجھے اس کے الطاف بے پایاں اپنی آغوش میں لے لیں گے۔

اس کی رحمت بے کراں تجھے اپنے دامن میں پناہ دے گی۔ بلکہ تو اپنے وجود سے بھی عریاں ہو کر اپنے آقا کے سامنے آجا۔ تو اس کا ہو جائے گا۔ تو وہ تیرا ہو جائے گا اس کی وسیع اور بے پایاں رحمت و عنایت کے سایہ میں تیری آرام گاہ ہوگی۔ تیرے سم کے لئے وہی تریاق ہے۔ تیری شکستگی کے لئے وہی مومیائی ہے۔ تیرے ہر درد کا علاج اسی کے پاس ہے۔ تیرے ہر دکھ کا مداوا وہی کر سکتا ہے۔ تو اپنے کو اس کے لئے توڑے گا تو وہی اسے جلد جوڑے گا تو اس کے لئے کٹ جائے گا تو آخر کار وہی تجھ سے جڑ جائے گا۔

اب اس سے بڑھ کر تیرے لئے کون سی نعمت ہو جائے جب وہ تیرے ٹوٹے کو جوڑے گا تیرے درد کا خود مداوا ہوگا تو ساری دنیا مل کر بھی تجھے ضرر نہ پہونچا سکے گی اگر وہ تیرا دوست ہو جائے گا تو دنیا کی ساری بلاؤں کے مقابلے میں بھی تیرے لئے بہرہ رہیگا

جو توحید کو زندہ کر کے مکزور مخلوق کی نارِ امجت کو فنا کر دیتا ہے جو زہد کو زندہ کر کے دنیا کی طمع کو مردہ کرتا ہے۔ اپنے خالق کی رغبت کو اپنے

دل میں زندہ کر کے ماسوا کی لعنتی محبت کو ٹھکرا دیتا ہے تو وہی ہے جو صلاحیت کی چوٹی پر پہونچ گیا۔ اپنی فلاح وکامرانی کی ضمانت حاصل کرلی۔ دین و دنیا کی سعادتوں سے بہرہ ور ہونے کا راز اس نے معلوم کرلیا۔ اس لئے ضروری ہے کہ تمہیں موت آنے سے پہلے یہ موت اپنے اوپر طاری کرلو۔ جو کہ نفس کی موت ہے اور ہوس کی موت ہے تمہارے شیطان لعین کی موت ہے۔ یہ خاص موت ہے وہ موت جسے عرف عام میں موت کہتے ہیں عام موت ہے۔

اے قوم میری استدعا کو قبول کرلو۔ کیونکہ میں تم کو خدا کے راستہ کی طرف بلا رہا ہوں۔ اس کی اطاعت کی دعوت دے رہا ہوں۔ میں تم کو اپنے نفس کی طرف تو نہیں بلا رہا ہوں۔ منافق لوگوں کو اللہ کی طرف نہیں بلکہ اپنے نفس کی طرف بلاتا ہے۔ وہ طالب حظوظ ہے۔ وہ طالب دنیا ہے۔

اے جاہل! تو بزرگوں کی نصیحتوں سے پنبہ بر گوش ہو جاتا ہے کیونکہ حرم توحید میں معتکف رہنے سے عار آتا ہے۔ ہاں، تو صنم خانہ کا دیرنشین بننا چاہتا ہے تاکہ تو اسیر اپنی آزادی ضمیر کو بھینٹ چڑھاوے مگر یہ تیرے لئے سامان ہلاکت ہے۔ اس لئے میری ہمدردانہ نصیحت یہ ہے کہ تو بزرگوں کی صحبت اختیار کر۔ پیر دانا کے نقش قدم پر چل۔ نفس خبیث کے پھندے سے گلو خلاصی کرلے۔ مرشدوں کا دامن مضبوطی سے تھام لے۔

ہاں ، اگر مجھ میں کمال پیدا ہو جائے تو ان سے الگ اپنی ایک مستقل شان حاصل کر سکتا ہے تاکہ دوسرے دلوں کے اندھیرے میں اپنی تابناکی سے اجالا پیدا کرے ۔ روحانی معالج بنکر دوسرے کے دلوں کا درمان کرلے ۔

اگر زہد و تقویٰ کی تعریفیں ہی زبان پر رہیں ۔ مگر دل فسق و فجور میں مبتلا ہو تو ایسی صورت میں انسان ظاہری مسلمان ہے ۔ مگر باطن میں کافر ہے ظاہر میں موحد ہے مگر باطن میں مشرک ہے ۔ مومن باطن کی تعمیر سے ابتدا کرتا ہے تو پھر ظاہر کی تعمیر کرتا ہے ۔ جیسے کوئی ہوشیار مہندس گھر کی تعمیر عمدگی سے کرتا ہے تو پھر دروازہ بھی اچھا بناتا ہے ۔

خطبۂ غوث اعظم

بہ مقام مدرسہ بغداد بوقت عشاء

۱۲ رجب المرجب ۵۴۵ھ سہ شنبہ

جناب رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا من حسن الاسلام ترکہ مالا یعنیہ اسلام کی ایک خوبی یہ ہے کہ وہ ان چیزوں کو چھوڑنا سکھلاتا ہے جو بے مقصد و بے معنی ہیں جس شخص نے اپنے اچھے اسلام کا ثبوت دیا وہ مقصدی کام کرتا ہے اور غیر مقصدی کاموں سے دور رہتا ہے کیونکہ جن کاموں کا کوئی اصولی مقصد نہ ہو وہ بے کاروں اور بوالہوسوں کے کاروبار ہیں وہ شخص رضائے مولا سے محروم ہے جو ایسے کام نہیں کرتا جن کا حکم دیا گیا ہے اور وہ کام کرتا ہے جن کا حکم نہیں۔ یہ یقیناً محرومی ہے بلکہ یہ تو موت ہے اور ایک قسم کی در رب سے دوری ہے۔ دنیا کے کاموں میں مصروفیت کے لئے نیت صالح شرط ہے ورنہ تباہی ہے پہلے تو تم دل کی صفائی کا کام کرو۔ کیونکہ یہ تو فرض ہے پھر کہیں معرفت کی طرف جانا۔ اگر تم جڑ ہی کھو دو تو بھلا ڈالیوں سے کیا ملے گا؟ دل تو نجس ہو اعضاء طاہر ہوں تو فائدہ؟ اعضاء بھی اسی وقت پاک ہونگے جبکہ تم کتاب وسنت پر عامل ہوگے۔ دل محفوظ تو اعضاء بھی محفوظ رہیں گے برتن میں جو ہوتا ہے وہی نکلتا ہے دل میں تمھارے جو ہوگا وہی تمہارے

اعضاء سے صادر ہوگا۔ ہوشیار ہو! یہ عمل اس کا نہیں جو موت کا یقین رکھتا ہے۔ یہ عمل اس کا نہیں جو بقائے الٰہی پر ایمان رکھتا ہے اور روزِ حساب سے ڈرتا ہے۔ قلب صحیح تو وہ ہے جس کے اندر توحید و توکل و یقین و توفیق و علم و ایمان و قرب الٰہی کی شراب ہو اور ساری مخلوق کو وہ اسکے آگے عاجز و ذلیل و نقیر سمجھے۔ اسکے باوجود ایک چھوٹے بچے کے مقابل بھی غرور نہ کرے۔ جب کفار و منافقین اور خدا کے نافرمانوں سے مقابلہ ہو تو شیر کی طرح ڈٹ جائے مگر رضائے الٰہی کے سامنے کٹے ہوئے گوشت کی طرح گر جائے۔ صالح و متقی اور ارباب ورع کے مقابل منکسر اور ذلیل بن جائے۔ ایسے ہی لوگوں کی تعریف میں خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔

اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ (پارہ ۲۶ رکوع ۱۲)

"کافروں کے مقابلہ میں سخت آپس میں رحم دل"

مگر افسوس ہے تجھ پر اے بدعتی۔ خدا کے سوا کس کی مجال ہے کہ اتنے آپکو الٰہ رب العالمین بولے ہمارا رب کلام کرتا ہے وہ گونگا نہیں ہے اس نے موسیٰ سے باتیں کی تھیں۔ "وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا۔ اس کا کلام سنا جاتا ہے سمجھا جاتا ہے۔ اس نے موسیٰ سے کہا یَا مُوْسٰى اِنِّيْ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اے موسیٰ میں خدا ہوں پروردگار سارے جہانوں کا یعنی اس نے یہ بتلا دیا یہ نہ سمجھو میں کوئی فرشتہ ہوں یا جن ہوں یا آدمی ہوں۔ نہیں نہیں میں رب العالمین ہوں۔ گویا اس نے فرعون کو جھٹلایا۔ جس نے کہا تھا "اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى"۔ میں تمھارا بلند پروردگار ہوں۔ خدا کوئی نہیں

میرے سوائے اس لئے موسیٰ کو خدا نے بتلا دیا کہ میں ہوں خدا، فرعون نہیں نہ کوئی اور۔ حضرت موسیٰ یہ سُن رہے تھے اور بڑی پریشانی تھی ان کو۔ اس وقت اندھیری رات تھی، فکروں کا ہجوم ہے۔ ایک طرف حاملہ بی بی دردِ زہ میں مبتلا ہے۔ مگر اس تاریکی میں نور کا جلوہ ہوا۔ جو باری تعالیٰ نے ظاہر فرمایا تھا۔

انھوں نے بیوی کو اسباب سمیت وہیں ٹھہرا دیا یہ کہتے ہوئے کہ اُمْكُثُوْٓا اِنِّیْٓ اٰنَسْتُ نَارًا (پارہ ۱۶ ع ۱۰) ذرا ٹھہرو مجھے آگ نظر آرہی ہے۔ مجھے ایک روشنی دکھائی دے رہی ہے وہ روشنی جو میرے دل میں، میری روح میں، میری روح کی گہرائی میں اثر کر رہی ہے میرے اندر ہدایت کی چمک پیدا کر رہی ہے ________ جس کی وجہ سے میں ساری دنیا میں مستغنی ہو رہا ہوں۔

یہ میرے لئے ولایت و خلافت کا پیغام ہے اس میں میرے لئے اصلی زندگی ہے جس نے میری فرعی زندگی کو رخصت کر دیا۔ اس نے مجھے وہ حاکم دیا جس نے مجھے محکومی سے بے نیاز کر دیا۔ اب خوف و ہراس میرے دل سے رخصت ہو رہا ہے۔ اب یہی خوف میرے دشمن (فرعون) کے دل میں گھر کرے گا۔ موسیٰ نے یہ کہا اور اپنی بیوی کو جو اسوقت متاعِ زندگی تھی رب کی حفاظت میں دے کر آگے بڑھ گئے۔ لامحالہ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ رب ہی نے انکی حفاظت کا ذمہ لیا۔ اسی طرح مومن جب اللہ کے قریب ہونا چاہتا ہے اور خدا اس کو باب قربت کی دعوت دے رہا ہے

تو وہ چوکنا ہو کر چاروں طرف دیکھنے لگتا ہے اس کی ظاہری نظروں میں ایسا دکھائی دیتا ہے کہ ہر جہت مسدود ہے بس ایک جہت کھلی ہے جو اس کے مولا کی ہے اتنے ظاہری تعلقات کی بیوی سے مخاطب ہو کر کہتا ہے اِنِّی اٰنَسۡتُ نَارًا امادیکھو وہ مجھے روشنی نظر آرہی ہے اب میں ادھر جا رہا ہوں تمھارا خدا حافظ اگر ہے قسمت میں لوٹنا تو لوٹ ہی جاؤں گا ورنہ تم ادھر اور ہم اُدھر۔ اس طرح وہ دنیا ومافیہا کو وداع کہہ دیتا ہے مصنوعات کو چھوڑ کر وہ صانع کے درِ فیض کی طرف لپک جاتا ہے۔ اب جب وہ مل جاتا ہے تو اسکو سب کچھ مل جاتا ہے۔ بیوی بھی، بچے بھی، مال واسباب بھی سب محفوظ ہو جاتا ہے۔ احوال کی باتیں دور والوں سے چھپائی جاتی ہیں نزدیک والوں سے نہیں چھپائی جاتی ہیں۔ دوستوں سے نہیں دشمنوں سے چھپائی جاتی ہیں۔ خاص لوگوں سے نہیں عوام سے چھپائی جاتی ہیں۔ یہ دل تو وہ ہے جب اسکے اندر صحت اور صفائی پیدا کی جاتی ہے تو شش جہت سے مولا ہی کی آوازیں اس کے کانوں میں آنے لگتی ہیں۔ ہر نبی ہر ولی، ہر صدیق کی آوازیں اسے سنائی دینے لگتی ہیں اسوقت وہ مولا سے قریب ہو جاتا ہے اب اس کے حق میں اس کا قرب زندگی ہے اس سے دوری موت ہے۔ مناجات میں اسکو تسکین ملتی ہے۔ اس کے ذکر میں اسکو راحت، دنیا ہاتھ سے نکل جائے اس کی بلا سے۔ بھوک پیاس اور دنیا کی سختیاں اپنی ڈراونی شکل اس کے آگے پیش کریں وہ خوفزدہ نہ ہو وہ مرید ہے۔ اس کی مسرت کا سرمایہ طاعت ہے وہ عارف ہے اس کی مراد اسکے قریب ہے بس اس سے بڑھ کر کیا کرنا۔

مگر تو اے بناوٹی شیخ کیا یہ نعمت تجھے حاصل ہے؟ کیا دن بھر روزہ رکھ لینے رات بھر نمازیں پڑھ لینے، صوفیوں کا لباس پہن لینے سے تجھے یہ درجہ حاصل ہوگا؟ کہاں سے حاصل ہوگا جبکہ تو نے اپنے نفس و ہوس ہی کو نہیں ٹھکرایا اپنی طبیعت اور عادت کو تو نے رام نہیں کیا۔

جہالت وصحبت خلق ہی میں رہا۔ نہیں یہ نعمت تیرے لئے نہیں ہے لیکن اگر لینا ہے تو توبہ کرلے۔ خلوص و صدق کو دعوت دے۔ تجھے بھی رتبہ مل جائیگا۔ قرب و وصال کی دولت سے تو بھی مالا مال ہوجائے گا۔ ہمت بلند کرلے اوج بلند تیری منتظر ہے۔ اسلام پیدا کرلے سلامتی تیری آغوش میں ہے۔ اس سے راضی ہوجا وہ بھی تجھ سے راضی ہوجائے گا۔ کام شروع کرنا بس تیرا کام ہے اسکو تمام کردینا اس کا کام ہے۔

اے اللہ تو دنیا و آخرت میں ہمارا کارساز ہوجا۔ ہم کو اپنی مخلوق کے ہاتھ میں نہ دے۔ اپنے ہاتھ میں رکھ لے۔ خود ہم کو ہمارے ہاتھ سے بچا۔

نبیؐ کریم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔ اللہ تعالےٰ جبرئیل علیہ السلام سے کہتا ہے۔ جبرئیل فلاں آدمی کو آرام سے سلادو۔ فلاں شخص کو اٹھادو۔ کس کو، اس کو جس نے محبت کا دعویٰ کیا ہے۔ اب میرا اس سے مقابلہ ہے میں اس کو آزماؤں گا اس کو چین نہیں لینے دوں گا۔ سلادو اس کو جس نے میری محبت کا ثبوت دیدیا اس نے پوری محنت اٹھائی اب اس کے دل میں میرے سوا کسی کا وجود نہیں اس کی دوستی مجھ سے متحد

ہو گئی۔ وہ اپنی وفاداری میں پکا نکلا اب وہ میرے گھر میں مہمان ہے۔ میرا کام ہے کہ اس کی مدارات کروں۔

مہمان کو کوئی تکلیف نہیں دی جاتی ہے وہ میری مہربانی کر کے گہوارہ میں سوئے گا میرے فضل کے دستر خوان پر سے نعمتیں کھائے گا۔ میرے اُنس کے قریب ہو گا۔ غیر کی نظروں سے اس کو چھپایا جائے گا۔ وہ سچا محبوب جس نے محبت کو سچ کر دکھایا اس کی تکلیف دور ہو گئی۔

دشمن کی آواز سے مجھے نفرت ہے دوست کی آواز میرے لئے نغمۂ شیریں ہے کون ہے یہ دوست جس نے دل کو صاف کر لیا ماسوا اللہ کو یہاں سے آزاد کر دیا۔ اسی سے توحید و توکل و معرفت میں کمال پیدا ہوتا ہے اور وہی دوست ہو جاتا ہے اسی کو شفاء حاصل ہوتی ہے ہر مرض سے۔ کوئی شخص جو دنیا کے کسی بادشاہ کا دوست بن گیا تو کیا تکلیفیں اسکے ملنے کے لئے اٹھاتا ہے اسکے لئے گھر چھوڑ کر نکل جائے تاکہ اسکے شہر کو پہونچے۔ دن کو دن نہیں رات کو رات نہ سمجھ کر لگاتار چلتا رہے گا۔ یہاں تک کہ درِ محبوب پر پہونچ جائے گا اسکے بغیر اسے کھانا اچھا لگے نہ پینا۔

اِدھر بادشاہ کو بھی اسکے حال سے خبر ملتی ہے کہ فلاں شخص دور سے یہاں آرہا ہے تو وہ کیا کرتا ہے؟ اپنے خادموں کو اس کے استقبال کے لئے بھیجتا ہے خوش آمدید کہتے ہوئے اُسے محل میں لایا جاتا ہے جس کو وہ بیٹھنے کا حکم دیتا ہے اس سے میٹھی میٹھی باتیں کرتا

ہے ، مزاج پوچھتا ہے ۔ حسین وجمیل لونڈیاں اس کے نکاح میں دیتا ہے ملک کا ایک حصہ انعام میں دیتا ہے ۔ اب کیا اس کا خوف یا تکان باقی ہے ؟ کیا اسے وطن کو لوٹنے کی دھن ہے ۔ ایسے ولیٔ نعمت کی جدائی وہ کیسے چاہے گا ۔ اس کے پاس تو وہ اب مکین امین کا رتبہ حاصل کر چکا ہے ۔ یہی وہ تمہارا دل ہے جو عاشق کا رتبہ حاصل کر چکا ہے اور اس بادشاہ کو طلب کرتے ہوئے آگے بڑھ سکتا ہے ۔ جب وہ اس سے وصال حاصل کر سکتا ہے تو اس کو اتنا بل جاتا ہے کہ اب اسے اس دیس لوٹنے کی کوئی تمنا نہیں رہتی ۔

عاشق کا اس رتبہ تک پہونچنا ادائی فرض کے بغیر ممکن نہیں ۔ نہ شہوت حرام سے پرہیز کئے بغیر ممکن ہے بلکہ اس کے لئے تو ان مباحات کو بھی ترک کرنا پڑیگا جو ہوا و ہوس کے دائرہ میں ہیں اور اپنے وجود سے بھی دست بردار ہونا پڑے گا ۔

غرضکہ زہد و ورع ترک ماسواء مخالفت نفس وشیطان کے امتحان میں کامیاب ہونا پڑے گا اس صنم (خلق) کی محبت سے دل کو خالی کر دینا پڑے گا ۔ اس درجہ پر پہونچ جانا جہاں مدح وذم برابر ہو جائیں مخلوق کے منع وعطا یکساں ہو جائیں ۔ سونا اور پتھر ایک ہی نظر سے دیکھے جائیں جس کا دل صحیح ہو گیا ۔ اسکے پاس ہیرا اور کنکر ایک ہی ہیں ۔ دنیا کے اقبال و ادبار اس کے پاس ایک ہی سطح پر ہیں جس کو یہ کمال حاصل ہو گیا اس کا دشمن زیر ہو گیا دنیا اور اہل دنیا اس کی نظروں میں ہیچ ہو گئے پھر آخرت اور اس کے الگ اسکی

نظروں میں تک چھپنے لگے۔ مگر اسکے بعد تو وہ درجہ آتا ہے کہ آخرت بھی اسکی نظر میں ہیچ ہو جاتی ہے اسکے دل میں مولا ہی مولا رہ جاتا ہے اور ختم شد۔ اسطرح وہ مخلوق کی صفوں کو چیرتا ہوا اپنے مولا تک پہونچ جاتا ہے اور یہ صفیں اسے راستہ بھی دیدیتی ہیں وہ اسکی صدق کی آگ اور باطن کی ہیبت سے بھاگ جاتے ہیں جسکے اندر یہ بات پکی ہو گئی تو پھر کوئی اسکی ترقی کو روک نہیں سکتا اس کا جھنڈا نیچا نہیں ہو سکتا اس کی فوج شکست نہیں کھا سکتی۔

وہ ایک پرندہ ہے جیسا تارے گا وہ ایک شمشیر کا مالک ہے جو کند نہیں ہو گی۔ اس کے اخلاص کے قدم تھکنے کا نام نہیں لیتے اس کا مقصد اٹل ہے۔ اسکے محبوب کے دروازے پر کوئی پاسبان اس کے لئے نہیں۔ وہاں کوئی قفل اسکے لئے نہیں۔ دروازے خود بخود اسکے لئے کھل جائیں گے۔ قفل خود بخود گر جائیں گے۔ اسطرح معشوق کے اور اس کے درمیان کوئی چیز آڑ نہیں بن سکتی ہے نہ بنے گی وہ اس کو اپنی محبت کی گود میں سلالے گا۔ اور وہیں اسکو تسکین ملے گی وہ اس کے فضل و انس کا دعوتی ہے اسکے کھانے و پینے کی وہ نعمتیں حاضر ہیں کہ لَا عَیْنٌ رَأَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ ان کی لذت کسی کان نے سنی نہ ان کا تصور کسی انسانی دل پر آسکا۔ یہ بندہ پھر مخلوق کی طرف رجوع بھی ہو گا تو ان کی ہدایت کے مقصد سے تاکہ دوسرے کھوئے ہوئے کو بھی اس در تک لے آسکے اور اس دربار کا قاصد بن کر ان کی رہنمائی کا فرض انجام دے۔

اسطرح عالم ملکوت میں اسکی عظمت کا ڈنکا بج گیا اس کے دل کی

حکومت کے سایہ میں سارا جہان آگیا مگر تو اے مدعیٔ ولایت کی جھوٹی شیخی بگھار رہا ہے۔ ابھی تیرے لئے دلّی دور ہے ابھی تو تیرے دل پر نفس چھایا ہوا ہے مخلوق چھائی ہوئی ہے دنیا کا تجھ پر قبضہ ہے۔ دنیا کی فکریں پاس ہیں اللہ کی یاد سے بڑی ہیں ابھی تو ان بزرگوں کی صف میں نہیں آسکتا۔

اگر تیرا دل واقعی چاہتا ہے اس رتبہ پر آنا تو آ دل کو طاہر کر لے ماسواء کی جڑ بیسٹر وہاں سے اکھاڑ کر پھینک دے۔ احکام رب کے سامنے گردن خم کر دے۔ تقدیر الٰہی کے آگے ہتھیار رکھدے اس کے بعد آ۔ اب تو مجھ سے منہ لگانے کے قابل ہے تجھے معلوم ہو جائے گا کہ وہاں کیا بات ہے۔ جب تو ایسا کرے گا تو اب تیرے من کی مراد مل جائے گی۔ اس سے قبل باتیں تیری بکواس ہیں۔

مگر افسوس تیری تو یہ حالت ہے کہ ذرا ذرا سی باتیں تجھے برہم کر دیتی ہیں تو آپے سے باہر ہو جاتا ہے۔ تجھ کو اپنے اوپر قابو نہیں رہتا۔ ایک لقمہ تیرا کم ہو جائے ایک پیسہ تیرا گم ہو جائے تیری جھوٹی عزت میں ذرا سا بال آجائے تو تیرے ہوش ٹھکانے نہیں رہتے۔ غصہ سے تیرے منہ میں جھاگ آنے لگتا ہے کبھی بیوی پر ہاتھ چلانے لگتا ہے تو کبھی بیٹے پر۔ کبھی مذہب کو کوسنے لگتا ہے تو نعوذ باللہ کبھی بانیٔ مذہب پر افتراء کرنے لگتا ہے اگر تجھے ہوش ہو تو تیرے حواس درست ہوتے۔ تو کیا ایسے پاگل پن کی حرکتیں کرتا بلکہ تو تو اسکے آگے اپنے کو گم سم پاتا۔ اس کے کاموں کو اپنے حق میں نعمت سمجھتا کوئی جھگڑا نہ کرتا۔ بجائے مومن ہونے کے کافر نہ بنو۔ تاکہ

تاکہ شکر گذار ہوتا۔ بجائے غضب آلود ہونے کے راضی برضا ہوتا۔ بجائے آہ و فغاں کے تیرے لبوں پر مہرِ سکوت ہوتا کیونکہ تجھے تو کہا گیا۔ اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ۔ کیا اللہ اپنے بندے کیلئے کافی نہیں" اے جلد باز صبر کر۔ تجھے وہ ملے گا تیری باچھیں کھل جائینگی تو کیا جانتا ہے اللہ کو اگر جانتا ہوتا تو یوں گلے شکوے نہ کرتا۔ اگر جانتا ہوتا صُمٌّ بُکْمٌ بنجاتا۔ تڑپ تڑپ کے مانگتا تو کجا مانگتا ہی نہیں اور مانگنے کی تجھے ضرورت ہی کیا ہے۔ تجھے بس صبر کرنا چاہئے اور ہوش میں رہنا چاہئے کہ اس کا کوئی کام مصلحت سے خالی نہیں وہ تو تجھے پیا پیا کر دیکھ رہا ہے کہ تو کھرا ہو بھی یا نہیں وہ دیکھ رہا ہے کہ تجھے اس کے وجود کا اس کی نظروں کا یقین ہے بھی یا نہیں۔ تجھے معلوم نہیں کہ مزدور اگر قصر شاہی میں کام کر رہا ہے تو اس کا کام کر کے مزدوری مانگنا پرلے درجہ کی حماقت ہے۔ بلکہ اگر ایسا کرے گا تو ممکن ہے محل سے باہر کر دیا جائے کیونکہ اسے مانگنے کی ضرورت ہی کیا ہے بادشاہ کو خود خیال ہے مومن کا ایمان جب ہی کامل ہوتا ہے جبکہ اس کے دل میں حرص و طمع کی آگ بجھ جائے۔ مخلوق سے خوف و رجاء ختم ہو جائے۔ اس کے لئے فکر دائم کی اور اصول و فروع پر نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔

انبیاء و صالحین کے حالات معلوم کرنے سے معلوم ہوگا کہ خدا تعالٰی نے کس طرح ان کو دشمنوں کے چنگل سے نجات دی کس طرح نصرتِ غیبی ہو کر انکی زندگی فرحت و انبساط سے معمور ہو گئی۔ فکر صحیح سے توکل بھی صحیح ہوتا ہے اور دنیا دل سے نکل جاتی ہے۔ جن و انس فرشتہ سب بھول جاتے ہیں۔ صرف یاد خدا دل میں آجاتی ہے۔ یہ قلب ایسا بن جاتا ہے گویا کہ اسکے سوا کوئی مخلوق ہی نہیں

گویا ساری مخلوق میں سے وہی اطاعت پر معمور ہے۔ اسی پر اس کے انعامات ہوئے ہیں اور ساری تکالیف کا بوجھ اسی کی گردن پر ہے مختلف قسم کی تکلیفوں کو پہاڑوں کو وہ خداوند کے پیغام سمجھ کر اٹھا لیتا ہے۔ اس طرح اپنی سچی بندگی کا ثبوت دیتا ہے۔ مخلوق کا بار اٹھا لیتا ہے خدا اس کا بار اٹھا لیتا ہے۔ اور مخلوق کا طبیب بنتا ہے خدا تعالیٰ اس کا طبیب بنتا ہے۔ یہ مخلوق کو خدا کے در تک پہونچانے کے لئے سفیر بن جاتا ہے۔ وہ ایسا سورج بن جاتا ہے جس سے اس راہ میں سب ستارے کسب ضیاء کرتے ہیں وہ مخلوق کا آب ودانہ بن جاتا ہے اور ان سے الگ نہیں ہوتا اسکی ساری توجہ مخلوق کے فائدہ پر رہتی ہے وہ اپنی ذات کو بھلا دیتا ہے گویا اس کو نفس ہی نہیں اس راہ میں وہ کھانا پینا بھول جاتا ہے۔ ہاں وہ نفس کو بھول جاتا ہے اسکی ساری جستجو مخلوق کو نفع پہونچانے کیلئے ہوتی ہے اس نے اپنی ذات کو قضاءِ الٰہی کے ہاتھوں سونپ دیا اور اپنی ذات سے الگ تھلگ ہو گیا۔

یہ ہے تعریف اس قائد کی جو درِ حق تک مخلوق کو لے آنے کا فرض انجام دیتا ہے۔ مگر تو اے بوالہوس اللہ سے ناواقف۔ اسکے رسولوں سے ناواقف۔ اس کے ولیوں کے مرتبہ کو بھولا ہوا، مخلوق کی حقیقت وماہیت سے بیخبر ہے اور اسپر زہد کا دعویدار ہے۔ حالانکہ دل میں دنیا بھر کے حرص کا انبار لگا ہوا ہے۔ تیرا یہ زہد لنگڑا ہے۔ اس کے پاؤں نداردہیں۔ تجھے شوق تو ساری دنیا کا ہے یا مخلوق کا ہے۔ تجھے رب سے ملنے کا شوق ہی کب ہے؟ تھوڑی دیر میرے

حسن ظن وادب کیساتھ ٹھہر تو سہی تو میں بتلادوں تجھے کہ رب کا راستہ کون سا ہے۔ اتار پھینک یہ شیخی کا لباس، وہ لباس پہن جس میں شان نہ نظر آئے ذلیل بن تو عزت ملے گی۔ نیچے اتر آ تو اوپر کیا جائے گا۔ جس حالت میں کہ تو ہے وہ تو سراپا ہوس ہے۔ اس طرح تو اللہ تعالیٰ کی نظر ہی نہیں پڑتی۔ یہ رتبہ بلند فقط مادی زندگی میں ڈوبے رہنے سے نہیں مل سکتا۔ اسکے لئے تو روحانی اعمال کی ضرورت ہے پھر کہیں جسم کے کام کرنا۔

ہمارے نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں زہد یہاں ہے، تقویٰ یہاں ہے، اخلاص یہاں ہے"۔ یہ آپ نے سینہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔

جو فلاح چاہتا ہے اسکو مشائخ کے قدموں تلے خاک بننا چاہئے۔ مگر کون سے مشائخ، جو تارکِ دنیا و خلائق ہوں جنھوں نے عرش سے لیکر تحت الثریٰ تک ساری کائنات کو الوداع کہہ دیا ہو۔ جنھوں نے اپنی ذات اور اپنے وجود کو بھی الوداع کہہ دیا ہو۔ اب ہر حال میں انکا وجود رب تعالےٰ کے ساتھ ہے جو شخص رب کو طلب کرتا اور وجود ذات کا بھی طالب ہے تو وہ دو متناقض چیزوں کو طلب کر رہا ہے جو سراسر حماقت ہے۔

بناوٹی زاہد اکثر و بیشتر تو وہ ہیں جو مخلوق کے پجاری ہیں انھیں شرک کرنا بجائے اسباب پر تکیہ کرنا مخلوق پر سارا اعتماد رکھنا کیا ہے؟ شرک ہی تو ہے یہی تو خدا کے غضب کا نشانہ بناتا ہے مسبب الاسباب پر تمھاری نظر نہیں جو ان سارے اسباب کی چوٹی اپنے ہاتھ رکھتا ہے اور اس کا خالق ہے جو کتاب وسنت کو مانتے ہیں ان کا اعتقاد یہ ہے کہ تلوار بھی

بالطبع قاطع نہیں ۔ آگ بھی بالطبع جلانے والی نہیں بلکہ خدا نے یہ صفت اسکے اندر رکھی ہے کھانا ـــــــ پیٹ نہیں بھرتا بلکہ خدا کے حکم سے پیٹ بھرتا ہے پانی سے پیاس نہیں بجھتی بلکہ خدا کا حکم تمہاری پیاس بجھاتا ہے اسیطرح سارے اسباب ہیں ۔ جنس و ماہیت سب کی مختلف ہے مگر حقیقت متحد اصلی تصرف سب کے اندر خدا کا ہے ۔ یہ اشیاء آلات ہیں ذرائع ہیں جو اسکے ہاتھ میں ہیں ۔ فاعل حقیقی تو وہ ہے پھر تمہارا ادھر ادھر دیکھنا بیکار ہے کسی دوسرے کو حاجت روا سمجھنا یا کسی اور کو ملزم ٹھہرانا باطل ہے توحید اسی کا نام ہے کہ ہر چیز میں اسی کو مقتدر مانا جائے ۔ یہ اتنی کھلی بات ہے کہ ہر دانا اس سے متفق ہے مثل مشہور ہے "عاقل را اشارہ کافی ست" نادان را عصا باید" عقلمند کو اشارہ کافی ست ۔ ہاں بیوقوف کو لاٹھی سے سمجھانے کی ضرورت ہے ۔

بہر حال اطاعت کرو کہ اسی میں عزت ہے نافرمانی چھوڑو کہ اس میں ذلت ہے ۔ نصرت و مدد وہی دیتا ہے ۔ رسوا و نامراد تم کو وہی کرتا ہے

وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ ط

قرب عطا کرتا ہے تو عزت ہوتی ہے دور کرتا ہے تو ذلت ہو جاتی ہے ۔

تعلیمات

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ

زہد و ورع سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ زہد و ورع یہ ہے کہ آدمی تمام چیزوں سے پرہیز کرنے لگے۔ شریعت مطہرہ جس چیز اور جس کام کی اجازت دے اسے اختیار کرے اور جن کاموں اور جن چیزوں سے روکے اسے چھوڑ دے۔ زہد و ورع کے تین درجے ہوتے ہیں۔

ورعِ عوام • ورعِ خواص • ورعِ خواص الخواص

- عوام کا زہد یہ ہے کہ حرام و مشتبہ چیزوں سے پرہیز کیا جائے۔
- خواص کا زہد یہ ہے کہ خواہشات نفسانی کی تمام چیزوں سے پرہیز کیا جائے۔
- خواص الخواص کا زہد یہ ہے کہ بندہ ہر اس شے سے جس کا وہ قصد کر سکتا ہے پرہیز کرتا رہے۔

ورع کی دو قسمیں ہیں۔ ورعِ ظاہری۔ ورعِ باطنی

- ظاہری ورع تو یہ ہے کہ امر الٰہی کے سوا کوئی کام اور کوئی بات نہ کرے۔
- باطنی ورع یہ ہے کہ قلب کے اوپر سوا پروردگار عالم کے کسی دوسرے کا خیال بھی نہ گذرے۔

جس شخص کے پیش نظر ورع کی یہ باریکیاں نہیں ہیں وہ ان مراتب عالیہ تک نہیں پہونچ سکتا۔ زہد و ورع کی پہلی منزل ہے جیسے قناعت کہ رضا کی منزل اولیٰ ہے۔ ورع کا دائرہ اثر اتنا وسیع ہے کہ کھانے پینے اٹھنے بیٹھنے تمام چیزوں سے متعلق ہے۔ چنانچہ متقیوں کا کھانا پینا بھی عام انسانوں کے کھانے پینے کے برعکس ہوتا ہے۔

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں

حصول ورع

اسوقت تک ورع کامل نہیں ہو سکتا جب تک اپنے لئے ان دس صفات جلیلہ کی پابندی ضروری نہ قرار دے لی جائے۔ زبان کو قابو میں رکھنا۔ غیبت سے احتراز کرنا اللہ کا فرمان ہے وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا (پارہ ۲۶) کوئی تم میں سے ایک دوسرے کی غیبت نہ کرے۔ کسی بھی آدمی کو اپنے سے حقیر نہ جانے۔ اللہ تعالٰی کا فرمان ہے لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ (پارہ ۲۶، رکوع ۱۴) ایک قوم دوسری قوم کی ہنسی نہ اڑائے کہ شاید وہ اس سے بہتر ہو۔ محارم پر نظر نہ ڈالے۔

اللہ تعالٰی کا فرمان ہے قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ (پارہ ۱۸، رکوع ۱۰) کہدیجئے پیغمبر مسلمانوں سے اپنی اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں۔

۵۔ سبحانہٗ اللہ کا فرمان ہے وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا (پارہ ۸) جب تم کوئی بات کہو تو سچ اور انصاف کی کہو۔ انعامات و احسانات الٰہی کا اعتراف کرتا رہے تاکہ نفس عجب و غرور میں مبتلا ہونے سے محفوظ رہے اللہ کا فرمان بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمَانِ (پارہ ۲۶ سورہ حجرات) اللہ ہی نے تمھارے اوپر یہ احسان

فرمایا ہے کہ اس نے تمہیں ایمان کی ہدایت دی۔ ہمارے اوپر اللہ کا احسان عظیم ہے کہ اس نے ہمیں دولت ایمان بخشی۔ مال و متاع راہ خدا میں صرف کرتا ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ وَالَّذِیْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا وَلَمْ یَقْتُرُوْا (پارہ ۱۹ رکوع ۴)
"وہ لوگ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ اسراف کرتے ہیں اور نہ بخل کرتے ہیں۔

وہ اپنا مال گناہ و معصیت میں نہیں خرچ کرتے۔ البتہ نیک راستہ میں خرچ کرنے سے باز نہیں رہتے۔" اپنی ہی ذات کے لئے بھلائی کا خواہاں نہ رہے اور کبر و غرور سے پاک رہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِیْنَ لَا یُرِیْدُوْنَ عُلُوًّا فِی الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا (پارہ ۲ رکوع ۱۲)
"جنت میں انہیں لوگوں کو جگہ دونگا جو دنیا میں اپنی برتری کے خواہاں نہیں ہوتے اور فساد کرنے والے کام نہیں کرتے۔

پنجوقتہ نماز کی پابندی کرنا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِیْنَ ۔ نمازوں کی حفاظت کرو۔ خاصکر نماز عصر کی اور کمال عاجزی کے ساتھ رب کی بارگاہ میں کھڑا (پارہ ۲ رکوع ۱۵) ہوا کرے۔ سُنّتِ نبوی اور اجماع مسلمین کا احترام کرے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۔ بیشک یہ میری سیدھی راہ ہے تم اسکی پیروی کرتے رہو۔

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ دس صفات ورع کے کامل ہونے کے بیان فرمائے ہیں۔ یہی وہ اہم صفات ہیں جن پر اسلامی تصوف کی مستحکم بنیاد قائم ہے جن کے حاصل ہو جانے کے بعد ایک انسان

انسان کامل بن جاتا ہے۔ خداوند دورِ حاضر کے صوفیاء کرام کو توفیق عطا فرما کہ ان ہدایات پر عمل کر کے اپنے زہد و ورع کو مکمل فرمالیں۔

پیرِ کامل

پیر کامل وہ ہے جو اپنے سامنے تمھیں خاطر جمع اور اپنی غیبت میں تمھیں محفوظ رکھے اور اپنے آداب و اخلاق کے ذریعہ تمھاری تربیت کرتا رہے نیز تمھارے باطن کو روشن کرے۔ مرید وہ ہے جو ہر حال میں تواضع اختیار کرے فقراء کے ساتھ اُنس رکھے۔ صوفیاء کرام کے ساتھ ادب و حسن اخلاق سے، علماء اسلام کے ساتھ تعمیل ارشاد سے، اہلِ معرفت کیساتھ سکون وقار اور اہل مقامات کے ساتھ توحید سے پیش آئے۔

وجدِ حقیقی

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں جو وجد مشاہدہ سے خالی ہو وہ کذب و دروغ ہے۔ واجدین کی روحیں نہایت پاکیزہ و لطیف ہوتی ہیں ان کا کلام مُردہ دلوں کو زندہ اور عقل کو زیادہ کر دیتا ہے۔ مکانات متعددہ کو مکان واحد و ایمان مختلفہ کو عین واحد بنا دیتا ہے۔ وجد کی ابتدا حجابات کا اٹھ جانا ہے۔ وجد کرنے والے کو جمال حق کا مشاہدہ و اسرار غیب کا ملاحظہ میسر ہوتا ہے۔ وجد یہ ہے کہ اس کے سبب اوصاف بشریت منقطع ہو جائیں جس وجد سے بشریت کا فقدان نہ ہو وہ وجد نہیں ہے۔

وجد کے دو مقام ہیں (۱) مقام ناظر (۲) مقام منظور الیہ۔ مقام ناظر سے مقام مشاہدہ مراد ہے۔ مقام منظور الیہ سے مقام غیب مراد ہے۔

معرفت اور محبّت ربّانی

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ جو شخص شرابِ محبت الٰہی پی لیتا ہے اس کا نشہ مشاہدۂ محبوب کے بغیر نہیں اترتا۔ گویا محبت الٰہی ایک ایسی شب ہے جسکی صبح مشاہدۂ جمال محبوب ہے جیسے صدق ایک ایسا درخت ہے جس کا پھل مجاہدہ وریاضت ہے۔

محبت کے تین اصول ہیں وفا۔ ادب۔ مروّت۔ وفا یہ ہے کہ اللہ کی وحدانیت میں مشغول رہے اپنے دل کو سب سے جُدا کرلے اور صرف اسی کے نور ازل سے دل مانوس ہو جائے۔

ادب یہ ہے کہ حفظ اوقات وما سویٰ سے انقطاع کرتا رہے مروّت یہ ہے کہ قولاً وفعلاً صدق وصفا کے ساتھ ذکر اللہ پر قائم ہو جائے ظاہر و باطن میں اغیار سے روگردانی کرلے۔ جب بندہ میں یہ تینوں خصلتیں جمع ہو جاتی ہیں تو لذت وصال پانے لگتا ہے اور اس کے اندر آتش شوق بھڑک اٹھتی ہے۔ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ فرماتے ہیں۔

فکر معرفت الٰہی ذات وصفات الٰہی کی معرفت کا راستہ ہے۔ عقل و فہم میں ذات الٰہی کی کنہ (حقیقت) دریافت کرنے کی مطلق طاقت نہیں ہے رب ذوالجلال کی قدرتیں وحکمتیں اگر متناہی و محدود ہوتیں اور انسان کے علم وعقل وفہم میں سما سکتیں تو یہ عظمت الٰہی وقدرت ربانی کا بہت بڑا نقص ہوتا جس سے وہ پاک ومبرا ہے تعالیٰ اللہ علواً کبیراً ط تمام مخلوق الٰہی از فرش تا عرش معرفت الٰہی کے راستہ کی علامتیں اور اسکی قدرت و

عظمت کی مضبوط دلیلیں ہیں پوری کائنات بزبان حال اللہ رب العزت کی وحدانیت کی گواہی دے رہی ہے سارا عالم معرفت کا سبق ہے اس سبق کو صرف وہی لوگ پڑھ سکتے ہیں جنھیں بصیرت عطا ہوئی ہے۔

قرب حق کی ابتدا و انتہا

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ خواب میں مجھ سے ایک بوڑھے شخص نے سوال کیا کہ وہ کون سی چیز ہے جس کے ذریعہ بندہ اللہ تبارک وتعالیٰ سے قریب ہو جائے میں نے جواب دیا اسکی ابتداء وانتہا ہے ابتدا تقویٰ وپرہیزگاری ہے انتہا رضا وتسلیم وتوکل ہے۔

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا ہے۔ مومن کیلئے ضروری ہے کہ پہلے فرائض میں مشغول ہو جب اس سے فارغ ہو جائے تو سنتوں میں مشغول ہو۔ اس کے بعد نوافل وفضائل میں مشغول ہو۔ جب تک فرائض سے فارغ نہ ہو سنتوں میں مشغول ہونا حماقت ورعونت ہے۔ اگر فرائض سے پہلے سنن ونوافل میں مشغول ہوگا تو یہ عبادت قبول نہ ہوگی۔ اور وہ ذلیل کیا جائے گا اس کی مثال اس شخص کی سی ہے کہ جس کو بادشاہ نے اپنی خدمت کے لئے بلایا ہو۔ لیکن وہ بادشاہ کیطرف آنے کے بجائے اس امیر کی خدمت میں جاکر کھڑا ہو جائے جو بادشاہ کا غلام وخادم ہے اور بادشاہ کی قدرت وولایت کے تحت میں ہے۔

سیدنا حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ نفل پڑھنے والا

جس پر ابھی فرض باقی ہے اس کی مثال اس حاملہ عورت کی ہے جس کی مدت حمل پوری ہو چکی ہو نفاس کا وقت آگیا ہے اور اسقاطِ حمل کر دے اب تو وہ صاحب حمل رہی اور نہ ہی صاحب اولاد۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ اس نمازی کے نوافل قبول نہیں فرماتا۔ جب تک وہ فرائض نہ ادا کرے۔ نمازی ایک تاجر کیطرح ہے۔ جب تک تاجر راس المال نہیں حاصل کر لیتا۔ اُسے نفع نہیں ملتا۔ اسی طرح نوافل کا پڑھنے والا بھی ہے کہ اسکی عبادات نوافل قبول نہیں کی جاتیں جبتک وہ فرائض نہ ادا کرلے

ایسے ہی وہ شخص بھی ہے جو سنتوں کو چھوڑ کر نوافل میں مشغول ہو گیا فرائض میں سے یہ ہے کہ حرام چھوڑ دے۔ خدا کے ساتھ اس کی مخلوق کو شریک کرنے، اسکی قضا و قدر پر اعتراض کرنے۔ اللہ تعالیٰ کے امر و اطاعت سے اعراض کو ترک کر دے کہ یہ سب کے سب فرائض ہیں باقی نوافل ہیں رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی تابعداری جائز نہیں ہے۔

خواب اور بیداری

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا ہے۔ بیداری کے مقابلہ میں جو ہوشیاری و آگاہی کا سبب ہے جس شخص نے نیند کو اختیار کیا اس نے ناقص دادنیٰ شئے کو اختیار کیا وہ مُردوں سے جا ملا مصالحِ خیر سے اس نے غفلت برتی۔ نیند موت کی بہن ہے۔ اسی لئے اللہ تعالےٰ کے لئے خواب جائز نہیں

مانا گیا۔ اسی طرح فرشتوں سے بھی نیند دور ہے کیونکہ وہ اللہ کے قریب ہیں اسی طرح اہل جنت سے بھی نیند دور کر دی گئی ہے اسی لئے تو تمام بھلائیوں میں بہتر بھلائی شب بیداری میں ہے اور تمام برائیوں میں بدتر برائی سو جانے اور نیک کاموں سے غفلت برتنے میں ہے۔

جو شخص خواہشات نفس کی بنا پر کھائیگا پیئے گا وہی سوئے گا اسکی بہت سی بھلائیاں و نیکیاں فوت ہو جائینگی جس شخص نے حرام غذا میں سے قدر قلیل بھی کھایا اس کی مثال اس آدمی جیسی ہے جس نے ہوائے نفس سے مباح چیز زیادہ کھالی کیونکہ حرام غذا نور ایمان کو ڈھانک لیتی ہے اور دل کو تاریک کر دیتی ہے۔ جیسے شراب عقل کو ڈھانک لیتی ہے اور اسے تاریک کر دیتی ہے۔ جب ایمان ہی تاریک ہوگیا تو پھر نہ نماز ہے نہ عبادت اور نہ اخلاص۔ جس نے امر الٰہی کے ساتھ حلال غذا میں سے تھوڑا کھایا اور اس لئے کھایا کہ عبادت میں ذوق اور قوت پائے اسے ایک نور ملا۔ حرام غذا ظلمتوں میں سے ایک ظلمت ہے۔ حرام میں نہ کوئی نیکی ہے نہ بھلائی نہ خیر۔ پھر امر الٰہی کے بغیر خواہش نفس سے اکل حلال بھی حرام کی مانند ہے اس لئے کہ یہ بھی نیند لانے والا ہے بس اسمیں بھی کوئی بھلائی و خیر نہیں رہجاتی۔

قرب خدا کا راستہ

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا ہے تمہارا معاملہ دو طرح سے خالی نہیں ہے یا تو اللہ عزوجل سے تم دور ہو گے یا اللہ تعالےٰ سے قریب ہو گے اگر تم اللہ تعالےٰ سے غائب و دور ہو تو پھر کیا وجہ ہے دین و دنیا کی نعمت،

دائمی عزت، نفع عظیم، عافیت کبریٰ سلامتی و تونگری حاصل کرنے میں تمھاری سستی کرنے کا؟

تم فوراً اٹھو اور اللہ کی طرف جلد پرواز کرو۔ ایک بازو حرام مباح لذات وشہوات اور آسائش سب کو چھوڑ دیتا ہے اور دوسرا بازو مکروہات و تکالیف کو برداشت کرتا ہے۔ فرائض کا ادا کرنا۔ عمل میں سختی اٹھانی خواہش نفس وارادہ دنیا و آخرت سے نکل جانا ہے۔

یہانتک کہ تم وصولِ الی اللہ کے معرکہ میں فتحیاب وظفر مند ہو جاؤ۔ پھر اسوقت جس شئے کی تمنا کرو گے اسے حاصل کر لو گے اور تمھیں کرامت عظمٰے و عزت کبریٰ حاصل ہو گی اور ممکن ہے کہ تم ان مقربین وواصلین میں شامل ہو جاؤ جنکو عنایت ربانی نے پایا ہے، مہربانی حق جن کے شامل حال ہو گئی ہے محبت الٰہی نے جنھیں کھینچ لیا ہے اور اسکی رحمت و بخشش نے جن کو گھیر لیا ہے تم نے خواہش وارادہ اور اختیار و تدبیر سے جس چیز کو چھوڑ دیا ہے اسکی طرف مائل نہ ہو قلب کی حفاظت کرو، بلا نازل ہونے کے وقت صبر و رضا اور موافقت حق کو نہ چھوڑ دے۔ اللہ تعالےٰ کے سامنے تم گیند کی طرح بن جاؤ۔ غسال کیسامنے مردے کی طرح بن جاؤ اور ماں و دایہ کی گود میں شیر خوار بچہ کی طرح بن جاؤ۔

اللہ تعالےٰ کے سوا جو کچھ ہے سب سے اندھے ہو جاؤ ضرر و نفع عطا و منع کے معاملہ میں حق کے سوا کسی کو نہ دیکھو۔ تکلیف و بلا کے ہنگام میں تمام مخلوق اور اسباب کو اللہ تعالےٰ کا تازیانہ سمجھو جس تازیانہ سے وہ تمھیں مارتا ہے اور نعمت

وعطا کیوقت ان ہی اسباب سے ہمیں اللہ تعالےٰ اس طرح کھلاتا ہے جیسے کہ اپنے ہاتھ سے ہمیں لقمہ کھلا رہا ہے۔

زاہدین کی فضیلت

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ نے فرمایا ہے کہ زاہدین کو دو مرتبہ ثواب دیا جائیگا اوّل تو دنیا کو ترک کرنے کی وجہ سے۔ اسلئے کہ وہ اپنی خواہش سے دنیا کو قبول نہیں کرتے ہیں بلکہ محض اسے حکم خدا سے لیتے ہیں زاہدین سے جب اپنے نفس کی دشمنی وخواہش کی مخالفت ثابت ہوجاتی ہے اور وہ محققین واہلِ ولایت میں شمار کرلئے جاتے ہیں زمرۂ ابدال اور عارفین باللہ میں وہ داخل ہوجاتے ہیں تو زاہدین کو ان اقسام نعم کو لینے اور اوران سے تعلقات قائم کرنے کا حکم دیا جاتا ہے اس لئے کہ اب اس حال میں ان کے لئے نعمتوں کے حصے ضروری ہیں۔ کیونکہ وہ ان کے سوا کسی غیر کے لئے نہیں پیدا کئے گئے ہیں۔ زاہدین جب قبول نعم کے اس حکم کو بجا لاتے ہیں اوران نعمتوں سے بہرہ ور ہوتے ہیں ان سے تعلقات پیدا کرلیتے ہیں بغیر اس کے کہ اس میں ان کے ارادے وخواہش وہمت کا کوئی لگاؤ ہو تو زاہدین کو اس بلا قصد وارادہ لینے کے سبب دوہرا ثواب دیا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ اس حال میں فعلِ حق کی موافقت وامر حق کی بجا آوری کررہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ ثواب انھیں محض اپنے فضل وکرم سے عطا فرماتا ہے اور انھیں اپنی نعمتوں کے سایہ تلے رکھتا اپنے لطف ومہربانی و رحمت اوربیحساب بخشش سے پرورش کرتا ہے اسلئے کہ انھوں نے اپنی

ذات کیلئے جلبِ منفعت و دفع مضرت کرنے سے دنیا میں اپنے ہاتھ روک لئے ہیں۔ وہ شیرخوار بچوں کی طرح ہو گئے ہیں جنہیں نفس کی مصلحتوں کیلئے کوئی جنبش نہیں ہے۔ جیسے خدا کے فضل اور ماں باپ کے ہاتھوں پہنچنے والے رزق کے ساتھ ناز و نعم میں لکھا گیا ہے اور ماں باپ خدا کی طرف سے اس بچے کے وکیل و ضامن بن گئے ہیں۔

جب اللہ تعالٰی اپنے ان زاہدین کو نفس کی خواہشوں سے بے نیاز اور یکسو کر دیتا ہے تو مخلوق کے دلوں کو ان کی طرف جھکا دیتا ہے ان پر مخلوق کو مہربان کر دیتا ہے اور ان کیلئے لوگوں کے قلوب میں رحمت و شفقت پیدا کر دیتا ہے۔ ہر شخص انکے اوپر مہربانی کرتا ہے اور انکی طرف مائل ہو جاتا ہے ان کے ساتھ احسان ہی کرتا ہے۔ ہر اس شخص کی یہی حالت ہو جاتی ہے جو اللہ تعالٰی کے ماسوا سے فانی ہو گیا جسے اللہ تعالٰی کے امر و فعل کے سوا کوئی بھی حرکت و جنبش نہیں ہے سکتا۔ یہ بندے دنیا و آخرت میں اللہ تعالٰی کے فضل سے واصل ہو جاتے ہیں اور دونوں عالم میں ناز و نعم کے ساتھ رکھے جاتے ہیں ان سے تمام تکالیف دور کر دی جاتی ہیں ہر حال میں اللہ تعالٰی ان کا کفیل ہو جاتا ہے۔

اللہ تبارک و تعالٰی نے پیغمبر سے ارشاد فرمایا ہے کہ کہد تیجئے اللہ میرا مددگار ہے جس نے قرآن کو نازل فرمایا اور صالحین کو دوست رکھتا ہے

وجہِ نزول بلا

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے

ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ مومنین میں سے ایک گروہ کو جو اہلِ ولایت و معرفت میں سے ہوتے ہیں بلاؤں میں مبتلا کرتا ہے مگر اس لئے کہ ان کو بلا کی وجہ سے سوال (دعا) کی جانب متوجہ کرے پھر جب وہ سوال کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے سوال کو پسند فرماتا ہے اور ان کے سوال کے بعد ان کے سوال کی قبولیت کو دوست رکھتا ہے تاکہ ان پر کامل طور پر جود و کرم کی بارش فرمائے۔ کیونکہ مومن اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہے تو جود و کرم خود اللہ تعالیٰ سے قبولیت دعائے مومن کی استدعا کرتے ہیں۔

بندہ کو چاہئے کہ نزولِ بلا کے وقت ادب الٰہی کو ملحوظ رکھے۔ ترک اوامر وارتکاب نواہی کے ظاہری و باطنی گناہوں کو سوچے۔ اس لئے کہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ گناہ کے سبب بلا میں مبتلا کر دیا جاتا ہے اگر وہ بلا دور ہو گئی تو مقصود حاصل ہو گیا۔ ورنہ چاہئے کہ دعا و تضرّع اور عذر خواہی میں ہمیشہ مشغول رہے اس پر مداومت کرے کیونکہ ممکن ہے کہ اس کا ابتلا اسی لئے ہو کہ خدا سے سوال کرتا رہے۔ قبولیتِ دعا میں تاخیر ہونے پر ایسا نہ کرے کہ خدا پر تہمت لگائے۔ جیسا ہم نے ذکر کیا بلکہ قبولیت دعا کا امیدوار رہے کہ دعا ضرور قبول ہو گی۔

راحتِ کبریٰ اور جنّتِ عالیہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے رضا بالقضا طلب کرو۔ کہ راحت کبریٰ۔ جنت عالیہ اور قرب الٰہی کا یہی باب عالی ہے۔

بندۂ مومن کے لئے یہی محبت الٰہی کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالےٰ اسے اپنا دوست بنا لیتا ہے دنیا و آخرت میں اس پر عذاب نہ فرمائے گا۔

رضا و فنا کیا ہے ؛ خدا سے ملنا خدا کی طرف پہونچنا خدا کے ذکر سے آرام پانا ان نعمتوں کی تلاش میں مشغول مت ہو جاؤ جو یا تو تمہارے لئے تقسیم ہی نہیں کی گئیں ہیں یا تقسیم کر دی گئی ہیں اور ان میں تمہارا حصہ رکھدیا گیا ہے اور اگر تمہارے لئے نہیں تقسیم کی گئیں تو ان کی تلاش میں مشغول ہونا حماقت و جہالت ہے جیسا اور عقوبات میں سے یہ بھی ایک سخت ترین عذاب ہے جیسا کہ فرمایا گیا ہے کہ عذابوں میں سے سخت عذاب اس چیز کی طلب ہو جو تمہارے مقسوم میں نہیں ہے۔ اگر وہ نعمتیں تمہارے لئے ہیں بھی تو انکی تلاش و طلب میں مشغول ہو جانا سراسر لالچ و حرص ہے جو عبودیت و محبت اور حقیقت کے مرتبہ میں شرک ہے اس لئے کہ یہ ماسوی اللہ ہو اور اللہ کے ماسوی میں مشغول ہونا شرک ہے۔

اعمالِ صالحہ

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا ہے جو بندہ اپنے مالکِ حقیقی سے سچائی و راستبازی اختیار کر کے تقویٰ و پرہیزگاری کو اختیار کرتا ہے وہ شب و روز اسکے ماسوا سے بیزار رہتا ہے۔ میرے دوستو! جو بات تمہارے اندر نہ ہو اس کا دعویٰ نہ کرو۔ خدا کو ایک جانو کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ۔ جس شخص کا راہِ خدا میں کچھ تلف ہو جاتا ہے۔ خدائے کریم اس کا نعم البدل ضرور دیتا ہے۔ یاد رکھو دل کی کدورت نہیں جا سکتی تاوقتیکہ نفس کی کدورت

نہ چلی جائے۔ جبتک نفس اصحاب کہف کے کتے کی مانند باب رضا پر نہ بیٹھ جائے اس وقت تک دل میں صفائی نہیں پیدا ہوسکتی اسیوقت تمہیں یہ خطاب ملے گا۔ یٰاَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً "اے نفس مطمئنہ لوٹ جا اپنے رب کی طرف خوشی (پارہ عم) ورضا کے ساتھ" اسی وقت وہ بارگاہ قدس میں بھی باریاب ہوگا اور مقام اعلیٰ سے اُسے یہ پیغام سُنائی دینے لگا یَا عِبَادِیْ اَنْتَ لِیْ وَ اَنَا لَکَ "اے میرے بندے تو میرے لئے ہے اور میں تیرے لئے ہوں"۔ جب اس حال میں مدت تک اسے قرب الٰہی حاصل رہے گا تو خاصان خدا میں شامل ہوجائے گا۔ خلیفۃ اللہ علی الارض کہلانے کا مستحق ہوگا اب یہ خدا کا امین ہوگا۔

خدائے تعالےٰ نے اسے دنیا میں اس لئے بھیجا ہے کہ دریائے معصیت میں ڈوبنے والوں کو غرق ہونے سے بچائے۔ گمراہی کے بیابانوں میں راہ حق سے گمشدہ لوگوں کو راہ حق پر لگائے۔ پھر اگر کسی مردہ دل پر اسکی نظر پڑ جاتی ہے تو وہ اسے زندہ کر دیتا ہے۔ اور اگر کسی گنہگار انسان پر اسکی توجہ ہوتی ہے تو اسے نصیحت کرتا ہے اور بدبخت کو نیک بخت بنا دیتا ہے۔

مقام فنا

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا ہے تم خدا کو مدِ نظر رکھ کر مخلوقات سے صرف نظر کرلو۔ تو اسوقت تم علم الٰہی کے لائق ہوسکو گے۔ مخلوق سے فنا ہوجانے کی علامت یہ ہے کہ اس سے تمہارا تعلق بالکل منقطع ہوجائے اسکے نفع

سے اپستدوار اور اسکے ضرر سے بےخوف ہو جاؤ اور خود اپنی ہستی اپنے نفس و خواہش سے منقطع ہو جانے کی علامت یہ ہے کہ نفع حاصل کرنے اور ضرر دفع کرنے میں اسباب ظاہری سے نظر اٹھالو اور سب کچھ اللہ تعالٰی ہی کے سپرد کر دو اور سمجھ لو کہ جس ذات الٰہی نے اوّلاً ہم میں تمام امور کا تصرف کیا ہے وہی ہم میں اب بھی تصرف فرمانے والا ہے اپنے ارادہ سے فنا ہو جانے کی علامت یہ ہے کہ مشیت الٰہی کے سامنے تمھارا ارادہ کچھ بھی نہ ہو بلکہ اسی کا فعل تمھارے اندر جاری رہے تمھارے اعضاء جس کے حکم سے خاموش ہوں اور دل مطمئن و خوش رہے ذرا بھی منغض نہ ہو تمھارا باطن نور سے معمور اور تمام باتوں سے مستثنٰی رہے اور تم قدرتِ الٰہیہ کے ہاتھ میں آجاؤ جو کچھ بھی وہ تم پر اپنا تصرف کرے۔ زبان ازلی اس وقت تمھیں پکارے گی علم لدنّی تمھیں حاصل ہوگا تم نورِ جمال الٰہی کا لباس پہن لوگے اور جب ارادۂ الٰہی کے سوا تمھارے اندر کچھ نہ رہے گا تو اس وقت تصرفات اور خرق عادات تمھاری طرف منسوب ہوں گے۔ مگر یہ بھی ظاہر میں ہے ورنہ درحقیقت وہ فعل الٰہی ہوگا۔

اسوقت اپنے دل میں جب تم کوئی ارادہ پاؤ تو خدا کی عظمت و بزرگی کا خیال کرو اور اپنے وجود کو حقیر جانو۔ یہانتک کہ تمھارے وجود پر قضائے الٰہی وارد ہو اس وقت تمھیں بقا حاصل ہوگی کیونکہ فنا حد ہے اور وہ یہ کہ صرف خدا تعالٰی ہی باقی رہے جیسا کہ خلق پیدا کرنے سے پہلے بھی وہی تنہا تھا یہی حالتِ فنا ہے جب تم خلق سے جدا ہو جاؤ گے

تو کہا جائیگا۔ رَحِمَكَ اللّٰهُ تعالیٰ وَحَيَّاكَ خدا تعالیٰ تجھ پر اپنی رحمت نازل کرے اور حقیقی زندگی نصیب ہو اور اسی وقت تمھیں حقیقی زندگی نصیب ہوگی۔

صداقت اور سچائی

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ سچائی و راستبازی اختیار کرو۔ اگر یہ دونوں صفتیں نہ ہوتیں تو کسی شخص کو بھی قرب الٰہی حاصل نہ ہوتا۔ اگر اخلاص و راستبازی کا عصائے موسوی تمھارے دل کے پتھر پر مار دیا جائے تو اس سے حکمت کے چشمے پھوٹ نکلیں۔ عارف اسی اخلاص و سچائی کے بازوے عالم کون و فساد کے قفس سے نکل کر فضائے نور قدس میں پہونچ سکتا ہے اور مقام اعلیٰ پر بیٹھ سکتا ہے۔ جس کسی کے دل پر بھی نور صدق و یقین ظاہر ہو جاتا ہے۔ عالم مکنون میں فرشتے اس کا نام پکارتے ہیں۔ اور قیامت کے دن وہ صدیقین کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔ یاد رکھو خواہشات نفسانی سے اجتناب کرنا آتش عشق کے شعلوں کو صاف کرتا ہے کہ اغیار کے قرب سے کسی طرح بھی لذت نہیں حاصل ہو سکتی وہ عاشقوں کے دل کی وحشت ہے جو انھیں محبت کے بیاباں میں لئے پھرتی ہے۔

یاد رکھو! راہ حق پر آنا صدق و سچائی کے بغیر ناممکن ہے اور جب عارف کی نظر عالی ہو جاتی ہے تو اسکے مقام سر پر تجلیات و انوار نمایاں ہونے لگتے ہیں۔

تنزیہ ربانی

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ ہم سے قریب و خالق کل ہے اس نے

اپنی حکمت کاملہ سے تمام امور مقدر کر دیئے ہیں اس کا علم ساری چیزوں پر حاوی ہے اسکی رحمت سب پر عام ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ لوگ جھوٹے ہیں جو اسکی مخلوقات میں کسی کو بھی اس کے برابر سمجھتے ہیں کسی کو اس کا شریک جانتے ہیں یا کسی کو بھی اس کا شبیہ و نظیر ٹھیراتے ہیں سُبْحَانَ اللّٰہِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ط اللہ تعالےٰ ان تمام باتوں سے پاک و برتر و بالا ہے وہ مالک علے الاطلاق ہے، تمام عیوب سے مبرّا ہے، سب پر غالب ہے، سب سے زیادہ حکمت والا ہے وہی تنہا ہے نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے نہ وہ خود کسی کو پیدا ہوا اور نہ اس سے کوئی پیدا ہوا اور نہ اس کا کوئی ہمسر ہے۔ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ وَّ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ کوئی بھی شے اس جیسی نہیں ہے وہ سب کی سنتا ہے اور سب کچھ دیکھتا ہے نہ اس کا کوئی معاون و مددگار ہے نہ کوئی وزیر و نائب ہے وہ کوئی شے نہیں ہے جسے کوئی چھو سکے نہ جوہر ہے کہ جلا پائے اور نہ عرض ہے کہ فنا ہو جائے نہ ذی ترکیب و تالیف ہے نہ ذی ماہیت ہے کہ محدود ہو سکے نہ وہ طبائع میں سے کوئی طبیعت ہے نہ طلوع ہونیوالی چیزوں میں سے کوئی طالع چیز ہے تمام چیزیں اسکے علم میں حاضر ہیں وہ سب کو دیکھ رہا ہے وہی سب کا معبود ہے ہمیشہ سے زندہ ہے ہمیشہ زندہ رہے گا نہ اسے موت ہے نہ فنا ہے۔ وہ حاکم ہے۔ عادل ہے۔ بندوں کے عیب سے چشم پوشی کرنے والا ہے اور خالق و رازق ہے۔ اسی کی سلطنت ابدی ہے اسکی عظمت و جلالت دائمی ہے نہ وہ کسی کے وہم و خیال میں آسکتا ہے اور نہ کسی کے وہم و خیال میں سما سکتا ہے۔

اللہ تعالےٰ کی حقیقت معلوم کرنے سے ساری دنیا عاجز ہے اور اذہان اسکی کنہؓ معلوم کرنے سے قاصر ہیں نہ وہ تشبیہ دیا جا سکتا ہے نہ کسی شئے کی طرف منسوب کیا جا سکتا ہے تمام سانسیں اسکے شمار میں ہیں اور سب کے اعمال و افعال اسکو گنتی میں ہیں وہ کھلاتا ہے خود نہیں کھاتا وہ سب کو روزی دیتا ہے خود اسے روزی کی حاجت نہیں وہ جو چاہے کرے اس سے کوئی پوچھنے والا نہیں ہے اس نے بلا کسی نظیر و مثال محض اپنے ارادہ سے یہ ساری مخلوق پیدا کی ہے جیسا کہ قرآن پاک میں فرماتا ہے ذُوالْعَرْشِ الْمَجِیْدُ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ ط (پارہ ۳۰) بزرگ و برتر عرش والا ہے پس جو چاہتا ہے کرتا ہے جو کچھ اس نے مقدر کر دیا ہے وقت معینہ پر اسے جاری فرماتا ہے۔ اس کی تدبیر مملکت میں کوئی اس کا معین و مددگار نہیں وہ عالم الغیب ہے۔ قادر مطلق ہے اس کی قدرت کی کوئی انتہا نہیں وہ مدبر ہے اس کا کوئی ارادہ ناقص نہیں ہے وہ یاد رکھتا ہے بھولتا نہیں۔

تخلیق انسانی

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ فرماتے ہیں سبحان اللہ اس خالق کون و مکاں نے انسان کو کس عمدہ اور بہترین صورت میں پیدا کیا اس ضعیف البنیان کے وجود میں اپنی کیا کیا حکمتیں دکھلائیں۔ اگر انسان میں اپنی خواہشوں کی پیروی کرنے کی عادت نہ ہو تو وہ اپنی فضیلت کی وجہ سے بہت ہی اکمل و اعلیٰ ہے۔ اگر انسان میں کثافت طبعی نہ ہوتی تو وہ ایک ایسا خزانہ ہے جس میں

ؓ حقیقت

اسرار و غائب اور جمیع اصنافِ کمالات و دیعت کئے گئے ہیں اس کا وجود ایک مکان ہے جو نور و ظلمت دونوں سے بھرا ہوا ہے۔ فرشتوں پر اسکی فضیلت نے اسے لَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْ آدَمَ کا لباس پہنایا ہے اس کے جسم کا صدف روحانی موتیوں سے بھرا ہوا ہے۔ وجود کے دریا میں علم کی کشتیاں لدی ہوئی ہیں اور وہ کشتیاں ہوائے روح کے ذریعہ ریاضت و مجاہدہ کیطرف جاری ہیں۔ اس کے میدانِ وجود میں سلطان عقل سلطان نفس کے اوپر کھڑا ہوا ہے اور دونوں لشکر فضائے صدر میں بڑی جواں مردی سے ایک دوسرے کے مقابلہ کے لئے تیار ہیں۔ سلطان نفس کے لشکر کا سردار شیطان ہے۔ اور سلطان عقل کے لشکر کا سردار روح ہے۔ ان دونوں لشکروں کی تیاری کے بعد حکم الہٰی کے مؤذن نے پکار کر کہدیا ہے۔ اے لشکر الہٰی کے جوانمردو آگے بڑھو اور اے لشکر سلطانِ نفس کے بہادر سامنے آؤ پھر لڑائی شروع کردو یہ حکم الہٰی صادر ہونے کے بعد دونوں لشکر لڑنے لگتے ہیں اور جانبین سے ایک دوسرے پر فتح پانے کی غرض سے طرح طرح کے مکر و حیلے کئے جاتے ہیں۔ اسی وقت توفیق الہٰی بھی زبان حال سے پکار کر دونوں لشکروں سے کہلا دیتی ہے کہ میں جسکی مدد کروں گی۔ فتح کا میدان اسی کے ہاتھ ہوگا اور دنیا و آخرت میں وہی سعید کہلائے گا۔

مسلمانو! عقل کی پیروی کرو تاکہ تمھیں سعادتِ ابدی حاصل ہو۔ نفس کی پیروی کو چھوڑ دو اور قدرتِ الہٰی پر غور کرو۔ کہ جسم کے ساتھ روح جو سماوی اور عالم شہود سے آئی ہے یکجا کر دیا ہے۔ تمھیں ایسی زندگی بسر

کرنی چاہئے کہ روح کا یہ طائر لطیف عنایت الٰہی کے بازوؤں سے اڑتا ہوا جسم کے پنجرۂ کثیف کو چھوڑ کر شجرۂ حضرت القدس میں اپنا آشیانہ بنالے اور تقرب الٰہی کی شاخوں پر بیٹھ کر لسان شوق سے چہچہائے۔ معارف کے میدان سے جواہرات حقائق چگنے اور جسم کو ظلمت وجود میں پڑا رہنے دے پھر جسم خاکی فنا ہو جائے گا اور اسرار قلب ظاہر ہونے لگیں گے اگر توفیق الٰہی ایک لمحہ بھی تمہارے شامل حال ہو جائے تو اسکی ایک نظر توجہ ہی تمھیں مقام عرش تک پہونچادے اور تمہارے دل میں حقائق علوم بھر کر اسے اسرار معرفت کا خزانہ بنادے، اُسوقت تمھیں دل کی آنکھوں سے جمال ازل نظر آئے گا۔

اسم اعظم

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ، نے فرمایا ہے اسم اللہ ہی اسم اعظم ہے مگر اس کا اثر اس وقت ظاہر ہوتا ہے کہ پڑھنے والے کے دل میں بجز اللہ کے اور کچھ نہ ہو۔ عارف کی بسم اللہ بمنزلہ حکم کُنْ کے ہے۔ اللہ تعالےٰ جب کسی شئے کو موجود کرنا چاہتا ہے تو اس کی نسبت فرماتا ہے کُنْ (ہو جا) پس وہ موجود ہو جاتی ہے۔ یہی حال عارف کی بسم اللہ کا ہے۔

اللہ وہ کلمہ ہے جو ہر مہم کو آسان اور ہر غم کو دور کر دیتا ہے یہ وہ کلمہ ہے جو زہر کے اثر کو بھی زائل کر دیتا ہے۔ یہ وہ کلمہ ہے جس کا نور عام ہے۔ اللہ ہر غالب پہ غالب ہے۔ اللہ مظہر العجائب ہے اللہ کی سلطنت تمام سلطنتوں سے زبردست ہے۔ اللہ تمام بندوں کے حالات سے

باخبر اور ان کے دلی بھید سے واقف ہے۔ اللہ تمام سرکشوں کو پست کرنیوالا تمام زبردستوں کو توڑنے والا ہے۔ اللہ عالم الغیب والشہادۃ ہے اللہ سے کوئی چیز چھپی نہیں ہے جو اللہ کا ہے وہ اللہ کی حفاظت میں ہے جو اللہ کو دوست رکھتا ہے وہ غیر اللہ کو دوست نہیں رکھتا۔ جو اللہ کی راہ میں قدم رکھتا ہے وہ اس تک پہونچ جاتا ہے اور اسکے سایۂ رحمت میں زندگی بسر کرتا ہے جو اللہ کا مشتاق ہوتا ہے وہ اللہ کے ساتھ انس رکھتا ہے جو اغیار کو چھوڑ دیتا ہے اسکے اوقات خدا کے ساتھ گذرتے ہیں وہ خدا ہی کے در پر اسی سے التجا کرتا ہے خدائے تعالےٰ سے بھاگنے والو اب بھی خدا کی طرف آؤ۔ تم اس کا نام اسکی عظمت اس سرائے فانی میں سن رہے ہو تو عالم باقی میں اسکے جمال کا کیا حال ہوگا۔ دارالمحنت میں تمہارے لئے یہ سب کچھ ہے تو دارالنعمت میں کیا کچھ نہ ہوگا؟ خدا کا نام لو اور اس کے در پر آکر اسے پکارو اور جب حجاب اٹھ جائے تو دیکھو گے کہ تم مشاہدہ میں رہو گے اور وصال کے دریا تمہارے اوپر سے بہہ رہے ہونگے۔

عِلم اور عمل

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ نے فرمایا ہے کہ پہلے علم حاصل کرو پھر گوشہ نشین بنو۔ جو علم دین کے بغیر عبادت الٰہی میں مشغول ہو جاتا ہے اسکے جملہ کام بہ نسبت سدھرنےکے زیادہ بگڑ جاتے ہیں پہلے اپنے ساتھ شریعت الٰہی کا چراغ لے لو پھر عبادت الٰہی کرو۔ جو شخص اپنے علم پر عمل کرتا ہے خدا یتعالےٰ اسکے علم کو وسیع کر دیتا ہے اور اسے علم لدنی عطا فرماتا ہے تم اسباب اور تمام مخلوق

منقطع ہو جاؤ اللہ تعالےٰ تمھارے دلوں کو مضبوط کرے گا۔ عبادت و پرہیزگاری کیطرف دل میں میلان پیدا ہو جائیگا ماسوا اللہ سے جدا رہو اور اپنی رُوح کے چراغ گل ہونے سے ڈرتے رہو۔ خدائے تعالےٰ سے ڈرتے رہو۔ چالیس دن اگر تم اس کی یاد میں بیٹھے رہے تو تمھارے دل سے زبان کی راہ حکمت کے چشمے پھوٹ نکلیں گے۔ اور تمھارا دل اسوقت موسیٰ علیہ السلام کی طرح آتش محبت الٰہی میں دہکنے لگے گا۔ آتش محبت دیکھ کر تمھارا نفس تمہاری خواہش، تمھارا شیطان، تمھاری طبیعت تمھارے اسباب کہنے لگیں گے ٹھہر جاؤ میں نے آگ دیکھی ہے اور مقام سِر سے ندا ہو گی میں ہوں تیرا رب تو میرے غیر سے تعلق نہ رکھ مجھے پہچان لے اور ماسوا کو بھول جا۔ مجھ ہی سے علاقہ رکھ اور سب سے علاقہ توڑ دے۔ میرا ہی طالب بنا رہ اور باقی سب سے اعراض کر لے۔ میرے علم سے میرا تقرب حاصل کر۔ پھر جب بقا تمام ہو جائے گی، تو تمھیں بہت کچھ حاصل ہوگا۔ اور جو کچھ حاصل ہوگا الہام ہوگا۔ حجابات اٹھ جائینگے کدورت دور ہو جائیگی۔ نفس بھی ساکن ہو جائیگا اور الطاف کریمانہ ہونے لگیں گے اور تم سے خطاب ہوگا اے قلب فرعون نفس و خواہش شیطان کے پاس جاؤ اور انھیں میرے پاس لے آؤ۔ میں انھیں ہدایت کروں گا اور ان سے کہنا تم میری پیروی کرو۔ میں تمھیں نیک راہ دکھلاؤں گا۔

اتباعِ سُنّت

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ نے فرمایا ہے کہ سنّت کی پیروی کرو۔ دین الٰہی میں گمراہی والی بدعت نہ نکالو۔ خدا اور اسکے رسول کے ہر قول پر عمل کرو۔ خدا کو ایک جانو

اس کا کسی کو شریک نہ بناؤ. خدا کو جملہ عیوب و نقائص سے پاک جانو اسکے اوپر کسی قسم کی تہمت نہ لگاؤ دین اسلام کو سچا دین جانو اس میں کوئی شک نہ کرو. مصیبتوں میں صبر کرو. بے صبری کی راہ نہ اختیار کرو. اپنی جگہ پر ثابت قدم رہو. بھاگو مت خدا کا فضل مانگو اور مانگنے میں غمناک نہ ہو اپنے مطلب کے پورا ہونے کا انتظار کرو. امیدوار ہو، ناامید نہ ہو. ایک دوسرے کے بھائی بنو. آپسی دشمنی نہ رکھو. اکٹھے ہو تو آپس میں پھوٹ نہ ڈالو. باہمی محبت پیدا کرو. ایک دوسرے کو اپنی خواہشات کی بنا پر دشمن نہ بناؤ.

گناہوں سے پاک رہو. معصیت سے آلودہ نہ ہو. اپنے رب کی طاعت کے ساتھ زینت و آراستگی حاصل کرو. اور توبہ کرنے میں تاخیر نہ کرو.

ترکِ دنیا کا غلط مفہوم

الفاظ کے سر پہ اڑتے نہیں معنی
الفاظ کے سینے میں اتر کر دیکھو

کا عجیب عالم ہے لوگ معنی سے زیادہ ظاہری الفاظ اور مغز سے زیادہ چھلکے یا بالفاظ دگر حقیقت سے زیادہ خیال کے پرستار ہیں بہت کم لوگ ایسے ملیں گے جو حقیقت شناس و نکتہ رس دماغ کے مالک اور صاحب نظر مستقیم ہوں. اگر حقیقت بینی و نکتہ رسی عادت بن جاتی تو علم و عمل کی اس پستی سے ہرگز انھیں دوچار نہ ہونا پڑتا اور کبھی بھی ذلت و رسوائی نہ ہوتی. ہماری جملہ کمزوریوں اور پستیوں کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہم حقیقت میں مزاج اسلام سے ناآشنا ہیں خود اپنی کم فہمی غلط روی جہل و غفلت شعاری کی وجہ سے اسلام کو بازیچۂ اطفال بنا ڈالا ہے اسلام

کے اندر منجملہ ان عقائد کے جو مسلمانوں کی غفلت و جہالت کا تختۂ مشق بنے ایک عقیدہ ترک دنیا کا بھی ہے بالعموم ترک دنیا کا یہ مفہوم تصور کیا جاتا ہے کہ انسان جائز لذتوں اور خواہشوں کو چھوڑ کر دنیا سے قطعی علیحدہ ہو جائے اور دنیا کی ہر شئے سے اپنا تعلق ختم کر دے نام نہاد صوفیاء اور واعظین نے ترک دنیا کا مفہوم سمجھے بغیر ہی ترک دنیا کی تعلیم اور وعظ شروع کر دیا جسکے نتیجہ میں سطحی نظر رکھنے والوں کی نظر میں اسی کو بزرگ و ولی سمجھا جانے لگا جو معاملات دنیا سے علیحدگی اختیار کر لے اور ہر لحہ تسبیح کے دانے پھراتا رہے اور شادی بیاہ خاندان و برادری سے کوئی رابطہ نہ رکھے لیکن اگر ترک دنیا کا یہی معنی ہے تو اس میعار پر بڑے بڑے صوفیا بھی ولی نہیں ثابت کیے جا سکتے۔ اور تو اور ہیں خود معلّم کائنات بانی اسلام صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے بارے میں کیا کہا جائے گا جن کا ہر قول و فعل مسلمانوں کے لئے مکمل قانون اور نمونۂ عمل ہے آپکے دامن کرم کے سایہ میں تو گیارہ بیویاں تھیں اور دنیا کے بہت سے امور و معاملات سے بھی آپکا تعلق رہا۔

ترک دنیا کا صحیح مفہوم

زہد و ترک دنیا کی وہ تعلیم جو اسلام نے دی ہے اور تمام صوفیاء کرام میں پائی جاتی ہے اس میں دنیا سے مراد دنیا کے تعلقات کا منقطع کر دینا نہیں ہے، بلکہ اس سے ہر وہ چیزیں مراد ہیں جو خدا سے غافل کر دیں اور اگر کسی ولی نے غلبۂ حال کے سبب دنیا کو ترک کر دیا ہے تو یہ اسکی خدا طلبی کا کمال ہے۔ لیکن یہ فعل دوسروں کے لئے دلیل یا قانون نہیں ہے دراصل زُھد اور ترک دنیا سے

مقصود یہ ہے کہ سالک اپنے دل سے ماسوی اللہ کی محبت نکال دے اور نفس سرکش کو مغلوب کر لیا جائے۔ اگر دنیوی تعلقات رکھتے ہوئے یہ صفت حاصل ہو جاتی ہے تو پھر اس سے بڑھ کر کمال اور کیا ہو سکتا ہے؟ بجائے اسکے کہ دنیوی تعلقات کو ختم کر کے منزل سلوک طے کیجائے اس سے بدرجہا بہتر اور کمال یہ ہے کہ دنیوی تعلقات کو قائم رکھتے ہوئے معبود حقیقی کا قرب و وصال حاصل کیا جائے اچھی طرح ذہن نشین کر لیجئے کہ ترک دنیا میں حقیقت و معرفت کا وہ راز پنہاں ہے جو روحانی زندگی کا قیمتی جوہر ہے۔ یہ امر مسلم ہے کہ دنیا اور دین کی ہر کامیابی کا راز نفس کُشی میں مضمر ہے آرزو مندی اور خواہشات ہی انسان کو دنیا میں ذلیل و خوار کرتی ہیں۔ مطالب دین کے حصول میں رکاوٹیں پیدا کرتی ہیں اور دنیا کو ہزارہا پریشانیوں اور رنج والم کا گہوارہ بنا دیتی ہیں۔ دنیا کی جس چیز کی طرف آپ کا دل راغب ہو اور اس رغبت کو آپ اپنے دلمیں جگہ دے لیں تو بس یہی ناکامی کی بنیاد بن جاتی ہے کیونکہ جب اپنی محبوب چیز یا مطلوب ذات نہیں ملتی یا مل کر جدائی اختیار کر لیتی ہے تو دل میں غم والم کے شعلے بھڑک اٹھتے ہیں لیکن۔ بخلاف اسکے جس چیز کی آرزو ہو اور اس سے استغناء برتا جائے تو دنیا میں کسی قسم کے رنج و غم کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا اور اسکے سامنے ہفت اقلیم کی شہنشاہی کی بھی کوئی وقعت نہیں۔ جہاد نفس اور ترک دنیا کا یہ مطلب نہیں ہے، کہ آپکو بھوک لگے مگر کھانا نہ کھائیں۔ پیاس معلوم ہو اور پانی نہ پیئیں۔ سردی لگے مگر کپڑے نہ پہنیں نکاح کی طاقت و خواہش ہوتے ہوئے شادی نہ کریں۔

بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ اس دنیا میں قناعت صبر و شکر اور تحمل و برداشت کے ساتھ زندگی بسر کریں۔ دین کے مسیحا امت کے روحانی پیشوا سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ نے اس مفہوم کا درس زہد اور نفس کُشی کے متعلق دیا ہے اس ضروری اور مناسب تمہید کے بعد اب ہم سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کے نکاح اور گھریلو زندگی کے مختصر حالات پیش کریں گے۔

نکاح و ازواج مطہرات غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ

کتابوں میں بیان کیا جاتا ہے کہ کسی شخص نے سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ سے دریافت کیا کہ آپ نے نکاح کیوں کر کیا؟ آپ نے فرمایا کہ میں نکاح نہیں کرتا تھا لیکن جد کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ تم نکاح کرو۔ چنانچہ اس ارشاد کے مطابق میں نے نکاح کیا ہے۔ میں اس خیال سے از خود نکاح کرنے کی جرأت نہیں کرتا تھا کہ کہیں میرے اوقات میں کدورت نہ پیدا ہو جائے مگر جب یہ وقت آیا تو خدائے قدیر نے مجھے اپنے فضل و کرم سے چار بیویاں عطا کیں۔ جنہیں ہر ایک مجھ سے بے پناہ محبت کرتی تھی۔ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ کے نکاح میں چار بیویاں تھیں۔ تاہم پہلے سے عبادت و ریاضت کے جو اوقات مقرر تھے ان میں کوئی کمی اور تکدر پیدا نہ ہوا۔ یعنی جس طرح حالت تجرّد میں آپ اعلیٰ درجہ کے عابد و زاہد تھے۔ ٹھیک ویسے ہی نکاح کرنے کے بعد بھی عبادات اور ریاضت کے بلند مقام پر آپ قائم رہے اور یہی راہ سلوک کا سب سے بڑا کمال ہے کہ دنیوی تعلقات سے پورے طور پر وابستہ رہنے کے باوجود

ان سے نے تعلق رہے ۔

یوں تو آپکی تمام بیویاں تقویٰ وطہارت کی مجسمہ تھیں جن کے تقدس سے گھر کے در و دیوار جگمگا رہے تھے ۔ مگر آپکے شاہزادے حضرت شیخ عبدالجبار رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہ اپنی والدہ ماجدہ کی نسبت فرماتے ہیں ۔ کہ میری والدہ جب کسی تاریک جگہ میں جاتی تھیں تو وہ جگہ فوراً روشن ہو جایا کرتی تھی ۔

ایکمرتبہ ایسے ہی موقعہ پر میرے والد محترم بھی تشریف فرما ہو گئے اور جونہی اس روشنی کے اوپر آپکی نظر پڑی بس وہ روشنی معدوم ہو گئی اسکے بعد آپ نے والدہ محترمہ سے فرمایا کہ یہ روشنی اچھی نہیں تھی اسلئے میں نے اسکو معدوم کر دیا اور اب اسے اچھی روشنی میں تبدیل کئے دیتا ہوں اسکے بعد سے جب کبھی میری والدہ ماجدہ کسی اندھیرے یا تاریک مکان میں تشریف لے جاتی تھیں تو وہ روشنی چاند کی طرح معلوم ہوتی تھی ۔

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی اولاد

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے شاہزادے سیدنا عبدالرزاق رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے والد ماجد کی کل اولاد انچاس ۴۹ تھیں جن میں سے ستائیس ۲۷ لڑکے تھے اور بائیس ۲۲ لڑکیاں تھیں ۔

حضرت عبداللہ جبائی رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہ بیان فرماتے ہیں

کہ ہمارے شیخ سرکار عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ جب میرے گھر کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے تو میں اسے اپنے ہاتھوں میں لیتا ہوں اور یہ کہہ کر کہ یہ مردہ ہے اس کی محبت اپنے دل سے نکال دیتا ہوں پھر اگر وہ مر بھی جاتا ہے تو مجھے اس کی موت سے کوئی رنج نہیں ہوتا۔

چنانچہ ایکمرتبہ کا واقعہ ہے کہ عین مجلس وعظ کے وقت آپکے ایک بچہ کا انتقال ہوگیا مگر اس وقت بھی آپکے معمول میں قطعی فرق نہیں آنے پایا اور آپ بدستور مجلس میں وعظ فرماتے رہے اور جب بچے کو غسل وکفن دیکر آپکے پاس لایا گیا تو خود آپ نے بچے کی نماز جنازہ پڑھائی۔ یہ ہے ترک دنیا کا حقیقی مفہوم۔ آپ کثیر الاولاد تھے لیکن اولاد کی محبت کسی حال میں خدا کی محبت پر غالب نہ آسکی اور آپکے سفر راہ سلوک میں چار بیویاں اور انچاس اولاد نے کوئی خلل نہ کیا۔ اب سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی اولاد کے مختصر حالات پیش کئے جاتے ہیں۔

سیدنا شیخ عبد الوہاب
رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے سب سے بڑے شاہزادے سیدنا شیخ عبد الوہاب رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ ماہ شعبان المعظم ۵۲۲ھ میں بغداد مقدس کی سرزمین پر پیدا ہوئے اور پچیس ۲۵ شعبان المعظم ۵۹۳ھ میں آپکی وفات ہوئی اور بغداد ہی میں مدفون ہوئے آپنے علم فقہ وعلم حدیث اپنے والد ماجد ہی سے حاصل کیا علم طب کیلئے آپنے بلاد عجم کا بھی سفر کیا ہے۔ ۵۴۳ھ میں جبکہ آپکی عمر شریف بیس ۲۰ سال سے متجاوز تھی

آپ نے والد محترم کے سامنے ہی نیابت درس وتدریس کا کام نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام دیا۔ آپ نے والد ماجد کی وفات کے بعد وعظ فرماتے رہے فتاویٰ دیتے رہے بہت سے لوگوں نے آپ سے علم وفضل بھی حاصل کیا۔ آپکے تمام بھائیوں میں علوم ظاہری وباطنی اور فضل وکمال میں آپ جیسا کوئی بھی نہیں ہوا گویا سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے آپ ہی حقیقی جانشین تھے۔ آپ ایسے بامروّت کریم النفس صاحب جودوسخا اور بااخلاق تھے کہ خلیفہ ناصر الدین نے آپکو ستم رسیدہ اور مظلوموں کی معاونت اور فریادرسی پر مامور کیا تھا آپ نے اس عظیم الشان وعظیم المرتبت خدمت کو اس حد تک مناسب طور پر انجام دیا کہ آپکو عام مقبولیت حاصل ہوگئی۔ آپ اعلیٰ درجہ کے فقیہہ بڑے زبردست فاضل ومتین ادیب اور شیریں کلام واعظ تھے۔ تصوّف میں آپ نے دو کتابیں جواہر الاسرار اور لطائف الانوار تصنیف فرمائی ہیں انکے علاوہ اور بھی آپکی تصنیفات پائی جاتی ہیں۔

سیدنا شیخ عیسےٰ
رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہ

آپ نے بھی اپنے والد بزرگوار حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ہی علوم کا حصول کیا اور حدیثیں بھی سماعت فرمائیں۔ آپنے درس بھی دیا ہے اور حدیثیں بھی بیان فرمائی ہیں فتاویٰ بھی دیتے رہے اور وعظ ونصیحت کا فرض بھی انجام دیا ہے۔ علم تصوف میں کئی کتابیں آپ نے لکھی ہیں آپ مصر بھی تشریف لے گئے اور وہاں کے لوگوں کو فیض پہونچایا۔ آپکو شعروسخن سے بھی دلچسپی تھی۔

سیدنا شیخ عبدالجبار
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ نے بھی اپنے والد ماجد ہی سے علم حاصل کیا اور آپ ہی سے حدیثیں بھی سماعت فرمائیں۔ آپ بڑے زبردست درویش تھے ہمیشہ فقراء کی صحبت میں رہتے تھے۔ آپ اعلیٰ درجہ کے خوشنویس بھی تھے۔ عین عالم شباب میں ۹ ذی الحجہ ۵۷۵ھ میں آپکا انتقال ہوا اور مقام حلبہ میں اپنے والد محترم کے مسافر خانہ میں مدفون ہوئے۔

سیدنا شیخ عبدالرزاق
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

۱۸ ذی قعدہ ۵۲۸ھ میں رات کے وقت آپکی ولادت ہوئی اور ۷ شوال المکرم ۶۰۳ھ کو سنیچر کے دن بغداد مقدس میں وفات ہوئی اور باب حرب میں دفن کئے گئے جب آپکی نماز جنازہ کا اعلان ہوا تو مخلوق کا اتنا زبردست اژدہام ہوگیا کہ شہر کے باہر لیجا کر نماز جنازہ پڑھائی گئی۔ اسکے بعد آپ کا جنازہ جامع رصافہ میں لیجایا گیا اور یہاں پر بھی آپکی نماز جنازہ پڑھی گئی۔ اسطرح متعدد جگہوں پر آپکی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ آپ نے بھی اپنے والد گرامی سے علم حاصل کیا اور حدیثیں سنیں۔ علوم و فنون کے درس کے علاوہ آپ مناظرہ کا بھی شغل رکھتے تھے۔

آپ حافظ حدیث اور جید فقیہہ تھے۔ آپکی صداقت و ثقاہت تواضع و انکساری صبر و شکر اور اخلاق حسنہ کی جگہ جگہ شہرت تھی۔ زیادہ تر آپ عوام سے کنارہ کش رہتے تھے۔ مگر علوم دینیہ کے طلبہ سے بے پناہ اُنس و محبت رکھتے تھے۔

سیدنا شیخ ابوبکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ ۲۸ر شوال المکرم ۵۳۶ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۰ ربیع الاول شریف ۶۰۲ھ میں مقام جبال میں آپکی وفات ہوئی

آپ بہت بڑے عابد وزاہد محدث وفقیہہ بہترین واعظ اور صاحب فضل وکمال تھے بہت سے علماء وفضلاء آپ سے مستفید ہوئے۔ آپ نے ۵۸۰ھ میں جبال جاکر سکونت اختیار فرمالی تھی اور وہیں آپکی وفات ہوئی۔ ابتک وہاں پر آپکی نسل موجود ہے۔

سیدنا شیخ ابراہیم رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ

آپ نے بھی اپنے والدِ محترم سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے علوم وفنون سیکھا اور حدیثیں سنیں۔ آپ واسط چلے گئے اور وہیں پر ۵۹۰ھ میں آپکی وفات ہوئی۔

ایک حیرت انگیز کرامت

سیدنا شیخ عبدالوہاب رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہمارے والد محترم بہت علیل ہو گئے حتیٰ کہ آپکی صحت کی امید منقطع ہو گئی ہم لوگ آپکے ارد گرد بیٹھے آبدیدہ ہو رہے تھے کہ اچانک آپکو قدرے افاقہ ہوا اور آپ نے اطمینان دلایا کہ گھبراؤ مت میں ابھی نہیں مروں گا۔ میری پشت میں ابھی یحییٰ باقی ہے اس کا پیدا ہونا ضروری ہے۔ اس وقت تو ہم لوگوں نے یہ خیال کیا کہ شاید آپ بیہوشی کے عالم میں ایسا فرما رہے مگر واقعتاً آپ صحتیاب ہو گئے اور حضرت شیخ یحییٰ پیدا ہوئے۔

سیدنا شیخ یحیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ ۵۵۵ھ میں اپنے والد ماجد کی وفات سے گیارہ سال پیشتر پیدا ہوئے۔ ۶۰۰ھ میں وفات پاکر اپنے والد ماجد کے مسافرخانہ میں اپنے برادر مکرم حضرت شیخ عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں دفن ہوئے۔

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصاف حمیدہ و اخلاق حسنہ

عادت مبارکہ

عادت مبارکہ خلیفۂ وقت یا کسی صاحب ثروت کے یہاں جانے کی نہ تھی۔ کبھی امراء کی تعظیم نہ فرماتے تھے جب خلیفۂ وقت کی آمد سنتے فوراً مکان کے اندر چلے جاتے پھر باہر تشریف لاتے تھے۔ تاکہ خلیفۂ وقت کے لئے بالقصد وارادہ نہ اٹھنا پڑے اور جب کبھی خلیفۂ وقت کے پاس نامۂ مبارک لکھنے کی حاجت ہوتی تو آپ یوں تحریر فرمایا کرتے تھے یہ عبدالقادر کا حکم ہے ارشاد ہے اور اس کا ارشاد تمہارے اوپر نافذ ہے۔ خلیفۂ وقت ان تحریرات کو بعد ادب واحترام اپنے سر اور آنکھوں پر جگہ دیتا تھا۔

اخلاق حسنہ

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اخلاق حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے اخلاق اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ کا پرتو اور اِنَّكَ لَعَلٰى هُدًى مُّسْتَقِيْمٍ ط کا مجموعہ تھا۔ آپ اتنے جاہ وجلال عزت

عزّت و مرتبہ، عُلوِ شان، وسعت علم کے باوجود بلا جھجک غریبوں کے ساتھ بیٹھ جاتے۔ فقیروں کے ساتھ عجز و انکساری سے پیش آتے۔ بڑوں کی عزت کرتے چھوٹوں پر نظر عنایت فرماتے اور کسی سے ملتے تو پہلے سلام کرتے۔ مہمانوں اور طلباء کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آتے اور ان کی لغزشوں کو معاف فرمادیتے جب کوئی شخص قسم کھاکر کوئی بات کہتا تو خواہ کتنی ہی جھوٹی کیوں نہ ہو آپ اسے قبول فرمالیتے اور اپنے علم و کشف کو اس سے پوشیدہ رکھتے۔

مہمانوں اور ہمنشینوں کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آتے۔ تھے متکبر۔ ظالم۔ نافرمان۔ مالدار کے یہاں آپ ہرگز قیام نہ فرماتے۔ اور کبھی بھی بادشاہِ وقت اور وزیروں کے یہاں نہ جاتے آپکے ہمعصروں میں حسن اخلاق جود و کرم۔ عفو و درگذر میں کوئی بھی آپکا ہم پلہ اور مقابل نہ تھا۔

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالٰے عنہ، اللہ تبارک و تعالٰے کے کابل طاعت گذار نبی محترم رحمتِ عالم صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے مطیع و فرمانبردار اور تعلیماتِ اسلام کے حقیقی وفادار تھے۔ اس لئے آپکا ہر کردار و عمل اسلامی تعلیمات کے عین مطابق ہوا کرتا تھا۔

مشیتِ ربانی یہ ہے کہ انسانیت کا ہر فرد کائنات کی ہر مخلوق سے محبت و ہمدردی شفقت اور مروت کے ساتھ پیش آئے۔ بجا طور پر سید الانبیاء صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم رحمۃ للعلمین ہیں کیونکہ پروردگار عالم

کی ہر مخلوق سے محبت و عنایت رحمت و نوازش کا سلوک کرنا آپ کی حیات مقدسہ کا لازمہ تھا۔ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے اپنی زندگی کی روش کو اسی آفتاب جمال سے تابناک بنائی تھی یہی وجہ ہے کہ اللہ کے بندوں کے ساتھ محبت سے پیش آنا جیلانی تاجدار کے معمولات لیل ونہار میں شامل رہا۔ بلا امتیاز مذہب وملت امیر وغریب ہر فرد انسانی کے دکھ درد کا مداوا کرنا آپ نے اپنے لئے ضروری قرار دے لیا تھا بلکہ انسان ہی نہیں اللہ تعالیٰ کی ہر مخلوق کو آرام پہونچانا آپ کی فطرت ثانیہ بن گئی تھی۔

کوئی فرد بشر خواہ کتنا ہی صاحب ظرف کیوں نہ ہو لیکن صرف وعظ وتقریر اور عمدہ عمدہ نصیحتوں سے اچھے کردار وخصائل کا سراپا نہیں بن سکتا یہ تو پہلی منزل پر والدین، اساتذہ، اور مرشد ہوا کرتے ہیں جو انسان کے اندر اپنی پاکیزہ تربیت اپنے نمونۂ عمل۔ اپنی سعی اور حکیمانہ تدبّر سے خصائل حسنہ واخلاق حمیدہ کی روح پھونک دیتے ہیں جو معراج انسانیت ہے

تاریخ شاہد ہے کہ دنیا میں جن قوموں نے اپنے اخلاق وکردار بگاڑ لئے، ان کا انجام انتہائی افسوسناک وعبرت خیز بن کر سامنے آیا اور اسی زمین کے اوپر وہ بری طرح نیست ونابود کردی گئیں۔ دور حاضر کے مسلمانوں ہی پر ایک نظر ڈال کر دیکھئے ابھی تاج شاہی کھوئے ہوئے ایک صدی بھی تو نہیں گذری ہے لیکن یہ ملک کی سب سے پس ماندہ قوم بنگئے ہیں۔

میرے نزدیک کارلائل کا یہ نظریہ بالکل درست ہے کہ حکومت وہی کرتے ہیں جنکے اخلاق اچھے ہوں۔

موسیتو لیبان (مصنف تمدن عرب) اور (تمدن ہندیہ) کا یہ مقولہ بھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ "یہ تو ممکن ہے کہ تمام قوم فلاسفر اور حکماء کی پوری جماعت سے بے نیاز ہو جائے لیکن کوئی قوم اخلاق کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی۔

قرآن کریم نے جگہ جگہ اخلاق کی تعلیم دی ہے اور بانیٔ اسلام حضور صلے اللہ علیہ وسلم اخلاق انسانی کے مجسم پیکر، زبردست مبلغ، اعلیٰ ترین نمونہ تھے اللہ تبارک وتعالےٰ نے اخلاق کو فضیلت انسانی کا معیار قرار دیا ہے۔ اور واضح طور پر ارشاد فرمایا ہے اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ۔ بیشک اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ بزرگ اور معزز وہ لوگ ہیں جو زیادہ متقی اور نیک کردار ہیں۔ خدائے قدیر نے پیغمبر کی جس صفت عالیہ کا نمایاں طور پر ذکر کیا ہے وہ سرکار کا اخلاق کریمہ ہے۔ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالےٰ کو بندے کا بہتر اخلاق زیادہ پسند ہے معلم کائنات صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ میزان عدل پر سب سے زیادہ وزنی چیز انسان کے اچھے اخلاق ہونگے۔

دوسرے مقام پر آپ ارشاد فرماتے ہیں خَصْلَتَانِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی اَلسَّخَاءُ وَحُسْنُ الْخُلُقِ اللہ کے نزدیک دو خصلتیں زیادہ پسندیدہ ہیں۔ سخاوت اور حسن خلق۔ کسی سے خوشروئی و خندہ پیشانی کے ساتھ بات کرنا بھی نیکی ہے۔

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں مجھے دو چیزیں بنیادی اور پسندیدہ نظر آتی ہیں۔ حسن اخلاق اور بھوکوں کو کھانا کھلانا۔

اگر مجھکو ساری دنیا کی دولت مل جائے تو میں اسے فاقہ کشوں کے کھانا کھلانے میں صرف کردوں اور ہر شخص سے اچھے اخلاق کے ساتھ پیش آتا رہوں۔

آپکے اسی قول کی وضاحت کر کے میں بتلانا چاہتا ہوں کہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا مرتبہ کتنا اونچا تھا اور اخلاقی اعتبار سے آپکی شخصیت کتنی بلند تھی۔

الطاف ونوازشات

انسانیت کی یہ معراج ہے، کہ آدمی اللہ کے بندوں کو فائدہ پہونچانے کی اپنے دل کے اندر تڑپ رکھتا ہو۔ جس انسان کے دل میں رحم وکرم کا جذبہ نہ ہو ضعیف وناتواں مصیبت زدہ اور ستم کے ماروں کو دیکھنے کے بعد جس کا دل بیقرار نہ ہو جائے وہ انسان کامل نہیں ہوتا۔ اللہ کے رسول ارشاد اِرْحَمُوْا مَنْ فِی الْاَرْضِ یَرْحَمْکُمْ مَنْ فِی السَّمَآءِ "تم زمین والوں پر رحم وکرم سے پیش آؤ۔ آسمان والا تمھارے اوپر رحم وکرم فرمائیگا۔

کرو مہربانی تم اہل زمیں پر تو خدا مہرباں ہوگا عرش بریں پر

رحم وکرم ایثار وکرم گستری کی جائے اور بلا غرض کیا جائے تو معبود حقیقی بیحد خوش ہوتا ہے۔ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی ذات ستودہ صفات میں غریبوں ضعیفوں کے لئے رحم وکرم کا خاص قسم کا جذبہ اور تڑپ پائی جاتی تھی۔ ضعفاء پروری وغرباء نوازی میں آپ فرحت روحانی محسوس فرماتے تھے۔ اور اسمیں آپکو ایک گونہ لطف آتا تھا۔

حضرت عبداللہ جبائی کا بیان ہے کہ آپ اکثر یہ فرمایا کرتے تھے کہ

میں نے اپنے سارے اعمال کا تجزیہ کیا. غور و فکر کو بروئے کار لا کر ساری نیکیوں کی چھان بین کی تو نتیجہ کے طور پر یہ بات معلوم ہوئی کہ بھوکوں کو کھانا کھلانے اور اہل دنیا کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آنے سے بڑھ کر نہ کوئی نیکی ہے نہ عمل. میرے پاس دنیا بھر کے خزانے ہوتے تو بس میں بھوکوں کو کھانا کھلاتا رہتا.

دوسرے لفظوں میں سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دلی جذبات کا اظہار فرمایا کہ آپکی تمام تر تحقیق اور نیکی و عمل کا نچوڑ یہ ہے کہ اللہ کے بندوں میں سے کسی فرد کو بھوکا نہ رہنے دیا جائے اور اسکی تمام مخلوق کی خدمت اپنی زبان اور عمل سے پورے طور پر کیجائے.

حضرت ابو عبد اللہ محمد بن خضر حسینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ ایکمرتبہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر ایک پریشان حال و کبیدہ خاطر فقیر کے اوپر پڑی. ایک انسان کو اس عالم میں دیکھ کر آپکا دل تڑپ اٹھا اور بلا تاخیر دریافت کیا. ناشادنگ تمھارا کیا حال ہے؟ اظہار مجبوری کے ساتھ فقیر نے جواب دیا مجھے دریا کے اس پار جانے کیحاجت ہے لیکن پیسے نہ ہونیکے باعث بسیار عاجزی کے باوجود ملاح نے اپنی کشتی پر بٹھلانے سے انکار کر دیا جس سے میرا دل ٹوٹ گیا کہ اگر میرے پاس بھی کچھ ہوتا تو آج یہ محرومی کیوں کر ہوتی؟

حسن اتفاق کہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھی اسوقت کچھ نہ تھا مگر اسکی پریشانی آپ سے برداشت نہ ہو سکی اور خدائے

قادر وقدیر کی بارگاہ میں دست بدعا ہوئے۔ متعًا ایک شخص نے آکر آپ کی خدمت میں اشرفیوں سے بھری ہوئی تھیلی پیش کی۔ آپ بہت خوش ہوئے اور فوراً اس فقیر کو بلاکر فرمایا کہ لو یہ تھیلی لیجاکر ملاّح کو دیدو۔ اور کہدینا کہ اب کبھی بھی کسی فقیر و نادار کو کشتی میں بٹھلانے سے انکار مت کرنا۔

قاضی القضاۃ حضرت ابو نصر رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ بیان فرماتے ہیں کہ میرے والد شیخ عبدالرزاق رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے مجھ سے بیان فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ حج کو تشریف لے گئے۔ منازل سفر طے فرماتے ہوئے جب قصبۂ آجلہ کے قریب پہونچے تو آپ نے قیام کا ارادہ ظاہر فرمایا اور خادم کو حکم دیا کہ اس قصبۂ آجلہ میں جاکر معلوم کرو کہ یہاں سب سے زیادہ غریب و پریشان حال کون ہے؟ اور یہ معلوم ہونے کے بعد آپ اس کے مکان پر تشریف لے گئے۔ دیکھا تو ایک بوسیدہ مکان ہے جسمیں ایک گدڑی کے علاوہ دوسری کوئی چیز نظر نہیں آتی اور ایک بڑے میاں ایک ضعیفہ اور ایک لڑکی بیٹھی ہوئی ہے۔ اسلامی رسم ورواج کی پابندی کرتے ہوئے سب سے پہلے سلام کرکے آپ نے بڑے میاں سے اس ٹوٹے ہوئے مکان میں ٹھہرنے کی اجازت چاہی اور اسی جگہ فروکش ہوگئے سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی ایسی نہ تھی کہ کسی مقام پر آپکی آمد ہو اور تشریف آوری کی خبر پوشیدہ رہجائے۔ چنانچہ قیام کے ساتھ ہی آجلہ کے رؤسا و مشائخ کی لگاتار حاضری شروع ہوگئی اور دیکھتے ہی دیکھتے زبردست اژدہام ہوگیا۔ سبھوں نے عاجزانہ طور پر استدعا کی۔ کہ

یہاں تو آپ کو بہت تکلیف ہوگی ۔ یا تو آپ ہمارے یہاں قیام کریں یا کسی اور دوسری معقول جگہ کو قیام کے لئے پسند فرمائیں مگر آپ نے کسی کی درخواست قبول نہ فرمائی بالآخر سارے امراء و مشائخ آجلہ نے وہیں پر آپ کی خدمت بسارک میں نذریں پیش کرنی شروع کر دیں اور آن کی میں سونے، چاندی، کپڑں، اور مویشیوں کے انبار لگ گئے ۔ اور خلق کا اتنا بڑا اجتماع ہو گیا کہ گھر کے اندر تل رکھنے کی جگہ باقی نہ رہا خصوصًا مشائخین زمانہ اور عمومًا مسلمانوں کو سرکار غوث اعظم کے اس رحم وکرم کے بھرپور عمل سے درس لینا چاہئے کہ جب سرکار جیلانی کو اتنی عظیم شخصیت کے مالک ہوتے ہوئے ایک غربت و افلاس کے مارے ہوئے شخص کے یہاں قیام فرمانے میں عار نہیں اور آپ کی عظمت و شانِ تمکنت کو کوئی نقصان نہیں تو پھر کسی اور کو یہ خیال کرنے کا کیا حق پہونچتا ہے کہ وہ یہ سوچے کہ عزت تو کسی مالدار کے یہاں یا بڑی ہی جگہ پر ٹھہرنے میں ہے بہرحال غرباء نوازی کا یہ زبردست مظاہرہ ہے ۔ حضرت شیخ عبداللہ بن شیبب رحمۃ اللہ تعالٰے علیہ بیان فرماتے ہیں کہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالٰے عنہ، غریبوں ، ضعیفوں اور مسکینوں سے بے پناہ محبت کرتے تھے اور اکثر فرماتے تھے کہ امیروں سے تو سبھی محبت کرتے ہیں وہ جہاں کہیں جاتے ہیں لوگ ان کی عزت کرتے ہیں بیچارے غریبوں کا کون پرسان حال ہوتا ہے کیا میں بھی ان سے محبت نہ کروں ۔

متعدد روائیتیں شاہد ہیں کہ آپ بے انتہا غرباء پرور تھے اور آپ کے دربار عالیہ میں مساوی طور پر امراء و غرباء کی عزت کیجاتی تھی ۔ اس امر میں بھی آپ حضور صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم ہی کے مطیع و فرمانبردار اور پیروکار تھے ۔

رحمت اور کرم گستری

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کے رحم و کرم کا دریائے بیکراں ہر آن موجزن رہتا تھا رحمت و رافت کے چشمے ہمہ لمحہ جاری رہتے تھے اتفاقاً کبھی آپکو غصہ آجاتا اور حالتِ جلال میں زبان پر کوئی سخت بات آجاتی جس سے کسی کی دل شکنی ہوتی تو فی الفور آپ کا دل رحم و کرم بھرے جذبات سے لبریز ہو جاتا اور اسے کبیدہ خاطر دیکھ کر بیقرار ہو جاتے۔

ایکمرتبہ آپ وعظ فرمارہے تھے کہ ایک چیل آکر مجلس وعظ میں شور مچانے لگی اور وعظ میں مسلسل خلل واقع ہونے لگا لیکن اس کا شور نہ بند ہوا۔ بس آپکو جلال آگیا اور قہر آلود نظر سے جو آپنے دیکھا تو تڑپتی ہوئی آکر زمین پر مرگئی۔ فوراً آپ منبر سے نیچے اتر آئے اور محبت سے اسکے اوپر ہاتھ پھیر کر خدا کی بارگاہ میں اسکی دوبارہ زندگی کے لئے دعا فرمائی حکم الٰہی سے وہ زندہ ہوگئی آپنے فرمایا اڑجا فوراً ہی وہ فضا میں اڑگئی۔

اسی طرح شیخ ابوالمظفر بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ اپنے مکان میں تشریف رکھتے تھے اور کچھ لکھ رہے تھے کہ اچانک چھت سے مٹی گری آپنے کوئی توجہ نہ کی۔ دوبارہ مٹی پھر گری پھر بھی آپ کچھ نہ بولے۔ سہ بارہ مٹی گری تو سر مبارک اٹھا کر ملاحظہ فرمایا کہ ایک چوہا چھت میں سوراخ کر رہا تھا عالم جلال میں ارشاد فرمایا سرش زتن جدا باد" آپکا اتنا فرمانا تھا کہ چوہے کا سر اسکے جسم سے جدا ہوکر زمین پر گر پڑا۔ اب غوثیت مآب کی دردمندی و چارہ گری کا نظارہ

یکیجئے۔ چوزے کی یہ حالت غیر دیکھ کر آپ کا دل مضطرب اور بیقرار ہونے لگا۔ آنکھوں سے آنسو چھلک آئے اور انتہائی متاسف ہو کر فرمایا کہ اب مجھے اندیشہ ہو رہا ہے کہ خدانخواستہ اگر کسی مسلمان کو مجھ سے کوئی اذیت پہونچی اور جوش میں اسکے لئے میری زبان سے کچھ نکل گیا تو کہیں اس کا بھی یہی انجام نہ ہو۔

شیخ ابوالقاسم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ مدرسہ میں بیٹھے وضو فرما رہے تھے۔ حالت پرواز میں ایک چڑیا نے آپکے اوپر بیٹ کردی۔ آپ نے سر اٹھا کر نگاہ غیظ وغضب سے جو دیکھا تو فضا سے زمین پر گر پڑی اور تڑپ کر اسی وقت مرگئی۔ وضو سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے کپڑے اتار کر خادم کو دیئے اور فرمایا کہ انھیں لیجاؤ بازار میں بیچ کر جو قیمت ملے وہ فقیروں کو تقسیم کردو میرے اس فعل کا یہ کفارہ ہے کہ یہ بیچاری مفت میں میری نگاہِ غیظ وغضب کا شکار ہوگئی۔

سخاوت اور فیاضی

خود تو کھاتے نہیں اوروں کو کھلا دیتے ہیں
کیسے صابر ہیں محمد کے گھرانے والے

سیدالرسل مختارکل صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بڑھ کر فیاض و سیر چشم بھلا اللہ کی اس زمین کے اوپر کون پیدا ہوا ہے؟ اہلبیت کرام کی ایثار و قربانی اور فیاضی کو دیکھ کر انسانیت کو حاتم طائی کی داستانہائے سخاوت اپنے دل و دماغ سے بھلانے پر مجبور ہونا پڑتا ہے۔

خود آپ تو بھوکے رہجاتے تھے مگر دوسروں کا پیٹ بھر دیا کرتے تھے۔ ایسا بھی ہوا کہ دو دو مہینے گذر گئے اور کاشانۂ نبوت میں چولھے سے دھواں نہیں اٹھ سکا۔ گھر کا تو یہ حال لیکن پیغمبرانہ شان یہ ہے کہ صبح سے شام تک دست نبوت کے ذریعہ ہزار ہا بکریاں تقسیم ہوتی ہیں۔ مدینہ کی گلیوں میں من برس رہا ہے۔ مصطفےٰ کی رحمتوں کی چھاؤں میں ایک دنیا آرام و آسودگی کے ساتھ موج کر رہی ہے تو پھر سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اندر یہ صفات کیوں کر نہ پیدا ہوتے۔ چنانچہ آپ بھی بڑے مہماں نواز۔ بہت بڑے سخی۔ اعلیٰ ترین سیر چشم بے لاگ فیاض تھے آپکی بخشش و عطا کی کوئی انتہا نہ تھی کروڑوں روپئے دست مبارک سے تقسیم فرما دیئے۔ عموماً مہمانوں کے ساتھ کھانا تناول فرماتے تھے۔ آپکا دسترخوان بہت وسیع تھا۔

ویسے تو آپ فراخی و تنگی ہر حال میں دریادلی کے ساتھ خرچ کرنیکے عادی تھے اور بے دریغ راہ مولا میں خرچ کیا کرتے تھے۔ لیکن بفضل الٰہی جب وہ وقت آیا کہ آپ کیخدمت میں لوگوں کی جانب سے نذور و فتوحات کی آمد شروع ہوئی پھر تو کوئی حصر و شمار ہی نہیں تھا۔ ہزاروں لاکھوں روپئے نذرانے میں یومیہ آتے تھے مگر اللہ رے آپکی فیاضی اور دریادلی کہ ساری کی ساری رقم اسی دن راہ مولا میں بانٹ دیتے تھے۔ بڑی سے بڑی رقمیں نذرانہ میں آتی تھیں بالکل معمولی درجہ پر کم سے کم پندرہ بیس ہزار روپیہ یومیہ آمدنی تھی مگر ہاتھ میں آیا نہیں کہ غریبوں، مسکینوں اور محتاجوں کے پاس پہونچ گیا۔ روزانہ دن کی آمدنی دن کے اجالے ہی میں تقسیم ہوجاتی۔

تھی۔ سخاوت اور فیاضی کا ایک دریا تھا جو ہر وقت موجیں مار رہا تھا۔ ایک دنیا آستانۂ غوثیت مآب سے فیضیاب ہو رہی تھی۔ ہر چہار جانب آپکی بخشش وعطا کی دھوم مچی تھی۔ دور دور سے لوگ سنکر آتے اور دینی و دُنیوی ہر مراد سے شادکام ہوکر لوٹتے تھے۔ دنیا و آخرت ظاہری و باطنی ہر دولت یہاں تقسیم ہو رہی تھی۔ کسی سوالی کو آپ نے محروم نہیں واپس کیا اور دیا بھی تو فیاضی کے ساتھ اتنا دیا کہ دامن مراد بھر گیا بلکہ تنگیٔ داماں کی شکایت ہو گئی مانگنے والے نے جو کچھ بھی مانگا اُسے ملا ہمیشہ آپکی نظر سوال پر جاتی سوالی پر نہ جاتی تھی۔ مستحق وغیر مستحق کی تمیز کئے بغیر سوال ہوا نہیں کہ دست سخا اپنا کام کر گیا۔ اکثر و بیشتر طلب سے پہلے ہی عطا فرماتے تھے۔ سوال رد کرنا آپکی فطرت کے خلاف تھا۔ آپ فرمایا کرتے تھے۔

"مستحق وغیر مستحق رابدہ کہ مولےٰ تعالےٰ ہر دو را بدہد"۔

حضرت ابو عبد اللہ محمد بن خضر حسینی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کی روایت ہے ایک دن ایک بہت بڑا تاجر آپ سے آکر کہنے لگا کہ میرے پاس بمدِ زکوٰۃ ایک بھاری رقم موجود ہے جو بہ نیت تقسیم الگ رکھی ہے۔ میری خواہش ہے کہ راہ مولا میں اسے تقسیم کردوں مگر کوئی مستحق نہیں ملتا۔

سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا مستحق وغیر مستحق کی تمیز کئے بغیر دونوں کو دیدو تاکہ پروردگار عالم تم سے راضی ہوکر تمھیں وہ عنایت فرمائے جسکے تم مستحق ہو اور وہ بھی عطا فرمائے جسکے تم مستحق نہیں ہو۔

آپکی فیاضی وسخاوت پر ان واقعات سے کتنی زبردست روشنی

پڑتی ہے جس سے عام مسلمانوں کو متاثر ہو کر درس لینا چاہیئے۔ آج کے دور میں ہر کس وناکس کو دینا تو کجا۔ کسی کو بھی دینا لوگ پسند نہیں کرتے اور یہ کہدیتے ہیں کہ خیرات زکوٰۃ ہی نے بیکاری وگداگری میں اضافہ کر رکھا ہے اور قوم وملت وملک کے اندر غفلت وسستی اور بیکاری عام ہوتی جارہی ہے بایں وجہ روز بروز جذبۂ خدا پرستی کمزور سے کمزور تر ہوتا جارہا ہے۔

اگر ایسے لوگ خود اپنے کو اسی پوزیشن میں تصور کر کے اللہ تبارک وتعالےٰ کے سامنے اپنی محتاجی کا تصور رکھتے تو میرا خیال ہے کہ کبھی بھی اپنے ذہن وفکر میں یہ رائے نہیں قائم کر سکتے تھے۔ کہیں معطی حقیقی پروردگار عالم بھی عطا فرمانے میں۔ اسی طرح مستحق وغیر مستحق کی تمیز فرمانی شروع کر دے تو یقین جانئے کہ ہمیں ایک وقت کی بھی روٹی ملنی مشکل ہو جائے گی۔ جب اسکی عطاہائے عام میں مستحق وغیر مستحق کا کوئی سوال نہیں اور برابر عطا فرما رہا ہے پھر ہمیں بندۂ محتاج ہو کر اسکی مخلوق کے درمیان کسی قسم کی تمیز کرنے کا کیا اختیار ہے۔

کسقدر افسوسناک بات ہے کہ ہم اپنے کو بغیر اسکی عطاؤں کا مستحق بنائے ہوئے اس سے ہر نعمت کے طلبگار ہیں اور جب ہم سے اسکے بندے کچھ سوال کرتے ہیں تو جھٹ ان کے درمیان ہم تمیز کرنے لگ جاتے ہیں۔ یہ بات مسلّم ہے کہ حاجت کے بغیر حرص وہوا سے مغلوب ہو کر دستِ سوال دراز کرنا انتہائی معیوب وممنوع ہے۔ مگر یہ تو مانگنے والے کی خود اپنی ذمہ داری ہے۔ دینے والے کے اوپر کسی قسم کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔

حضرت ابو الخیر رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کا بیان ہے کہ ایک دن میں اور چند

دوسرے مشائخین کرام سرکار غوث اعظم کی بارگاہ میں حاضر تھے۔ بیساختہ آپ نے حاضرین کو مخاطب کرکے فرمایا اسوقت میں مظہر سخا ہوں۔ جسکے دل میں جو بھی خواہش ہو مانگ لے جو طلب کرے گا دیا جائیگا۔ یہ سنکر شیخ ابو سیعد نے ترکِ دنیا۔ شیخ قائد نے قوتِ مجاہدہ۔ شیخ عمر بزاز نے خوفِ خدا۔ شیخ حسن قادری نے احوال باطنی میں ترقی۔ شیخ جمیل نے حفظ اوقات۔ شیخ ابوالبرکات نے عشقِ غوثیت مآب۔ اور شیخ خلیل نے مرتبہ قطبیت کے حصول کی استدعا کی دو شخص ایسے بھی تھے جنھوں نے دنیوی مناصب رفیعہ کے حصول کی خواہش ظاہر کی سب کے سوالات اور حاجتیں سننے کے بعد آپ نے فرمایا۔ كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا حضرت ابو الخیر ہی کا بیان ہے کہ واللہ دیدم کہ ہر کہ ہر چہ طلب کرد بداں رسید او مگر شیخ خلیل کہ ہنوز وقتش نرسیدہ بود۔

جذبۂ ایثار و اخلاص

خلوص و ایثار ہی وہ صفات ہیں جو فی الحقیقت انسان کو انسان بنا دیتی ہیں۔ خلوص کے یہ معنیٰ ہیں کہ جو کام کیا جائے اس میں اپنی کوئی ذاتی غرض نہ شامل ہو اور جذبۂ للٰہیت کامل طور پر کار فرما ہو۔ فرض کو فرض ہی سمجھ کر کرنا چاہئے۔

ایثار یہ ہے کہ اپنے مفاد کے اوپر دوسروں کے مفاد کو مقدم رکھا جائے۔ درسگاہ نبوت کے تربیت یافتہ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین کے اندر خلوص و ایثار کی وہ ضو فشانیاں پیدا ہو گئی تھیں کہ

شدید حاجت ہونیکے باوجود اگر کوئی بھوکا دروازہ پر آگیا تو سارے کا سارا اٹھا کر اُسے دیدیا اور خود بھوکے رہ گئے۔ دوسرے کی ضرورت کے مقابلہ میں اپنی ضرورت کو قطعی اہمیت نہ دیتے تھے۔

تاریخ اسلام کا ایک اہم ترین واقعہ ہے۔ جنگ یرموک میں ایک مجاہد صحابی زخموں سے چور ہو کر زمین پر گر پڑے۔ شدتِ تشنگی سے مغلوب ہو کر پانی مانگا۔ ایک شخص پانی لیکر پہونچے ہی تھے کہ دوسری جانب سے العطش کی آواز آئی۔ سنتے ہی فرمایا کہ پہلے انھیں پلاؤ۔ ان کے قریب گئے۔ ابھی گلاس لبوں تک پہونچا تھا کہ تیسری طرف سے بھی العطش کی آواز آئی فوراً منہ سے گلاس ہٹا کر فرمایا پہلے ان کو پلاآؤ۔ اسی طرح سات آوازیں آئیں ساتویں صحابی کے قریب چھٹے مجروح تڑپ رہے تھے۔ انھوں نے اصرار کے ساتھ کہا پہلے انھیں پلاآؤ۔ یہ ادھر جو آئے انھیں اجل بحق پایا دوبارہ پلٹ کر ادھر گئے تو وہ بھی شہادت کے چھلکتے ہوئے جام سے سیراب ہو چکے تھے غرضکہ ساتوں صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پیاسے ہی اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ اللہ اللہ یہ صحابۂ کرام کتنے نیک نفس تھے۔ ان قدسی صفات انسانوں میں کتنا پاکیزہ جذبہ پیدا ہو گیا تھا انکے دلوں میں کس حد تک انسانی درد جگہ پا چکا تھا۔ قرآن عظیم کے اندر "یُؤْثِرُونَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ" میں ان نیک نفس صحابہ کی اسی صفت ایثار کی تعریف کی گئی ہے

ع خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان ہی نیک نفس حضرات کے

مطیع و پیرو کار تھے اور آپکی مقدس زندگی میں بھی خلوص و ایثار کے یوں ہی جلوے نظر آتے ہیں۔

سرزمین بغداد پر ایک مرتبہ اتنا زبردست قحط پڑا کہ مخلوق خدا کو انتہائی پریشانیوں سے دوچار ہونا پڑا کئی کئی دن غرباء و مساکین کی آب و دانہ سے ملاقات نہ ہو پاتی تھی۔ دجلہ کے قریب اور امراء کے دروازوں پر سبزی بازار و دیگر مارکیٹوں میں فاقہ کشوں کے گروہ تلاش و جستجو میں چکر لگایا کرتے تھے کہ شاید پھینکی پھانکی سڑی گلی ترکاریاں و فروٹ ہی مل جائیں یا سبزیوں اور پھلوں کے چھلکے ہی مل جائیں گھاس پات ہی نظر آجائیں تو پیٹ میں ڈال لیں لیکن یہ چیزیں بھی بغداد کی دنیا میں ناپید ہو چکی تھیں۔ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کی عمر شریف اسوقت کل بائیس ۲۲ سال کی تھی (عین عالم شباب) آپکی طالب علمی کا دور تھا۔ دن بھر محنت و دماغ سوزی آپکا مشغلہ تھا خرچ کیلئے والدہ ماجدہ کچھ رقم نہ بھیج دیا کرتی تھیں اور آپکی یہ حالت تھی خرچہ آیا نہیں کہ غریبوں مسکینوں کی تکالیف نہ برداشت کر کے تقسیم فرما دیا اور خود آپ نے فاقے شروع کر دیئے۔

ایک روز کا ذکر ہے کہ کئی وقت فاقے سے تھے کہیں آپ جا رہے تھے اثنائے راہ میں بھوک لگنے کے سبب سر چکرانے لگا مجبوراً لڑکھڑاتے ہوئے قریب کی مسجد میں پہونچ کر ایک گوشہ میں لیٹ گئے۔ ناگاہ ایک عجمی نوجوان کچھ روٹیاں اور بھنا ہوا گوشت لیکر مسجد میں داخل ہوا اور آپکے پاس بیٹھ گیا کھانے سے پہلے اس نے آپکو آواز دی اور اصرار پیہم کے ساتھ اپنے ساتھ بٹھالیا

دوران طعام میں گفتگو کے ذریعہ یہ بات واضح ہوگئی کہ آپ جیلانی طالب علم ہیں تو عجمی نے دریافت کیا کہ آپ عبدالقادر کو بھی جانتے ہیں؛ پھر جب اسے یہ معلوم ہوا کہ عبدالقادر یہی ہیں تو کھاتے کھاتے نوجوان آبدیدہ ہوگیا اور کہنے لگا کہ میں کئی دن سے آپکی تلاش میں سرگرداں تھا زادراہ ختم ہوجانے کے باعث تین دن فاقوں سے گذارنے کے بعد آج آپکی والدہ کے بھیجے ہوئے آٹھ دیناروں میں سے یہ کھانا لایا ہوں اب آپ میری طرف سے نہیں بلکہ میں آپکی جانب سے کھا رہا ہوں لہٰذا آپ مجھے اس خیانت کے لئے معاف فرمادیں آپکا دریائے کرم تو ہمہ وقت موجزن رہا کرتا تھا سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا نادم و پشیمان ہونے کی کیا ضرورت ہے مال تو خدائے قدیر کا ہے ہم اور تم دونوں ہی اسکے بندے ہیں تم کو حاجت تھی اگر خرچ کرلئے تو اسمیں برائی کیا ہے۔ پھر آپ نے نہ صرف یہ کہ اس کی خوب اچھی طرح خاطر و تواضع کی بلکہ ان آٹھ دیناروں میں سے چند دینار بھی عطا فرمادیئے۔ یہاں تک کہ ان آٹھ اشرفیوں میں سے تیسرے ہی دن جو سال ڈیڑھ سال تک آپکے اخراجات کیلئے کافی تھیں ایک بھی نہ بچی۔ جو بھی غریب نظر آیا اسے دیدیا۔ سوچئے کہ ناداری کے سبب کسقدر تکلیف برداشت فرما چکے تھے مگر جب دینار ہاتھ آئے تو سب کچھ بھول گئے اور دوسروں کی تکالیف کے سامنے اپنی کوئی تکلیف یاد نہ رہی۔ یہ مادہ پرست دنیا جو صرف اپنے ہی آرام و فائدہ کو مد نظر رکھتی ہے۔ اس کردار کو دیکھ کر اتنا ضرور ہی کہے گی کہ یہ سراسر انجام ناشناسی ہے لیکن سچ اگر پوچھئے تو انسانیت کی بنیاد یہی ہے۔ اگر انسان اپنے ہی جیسے انسانوں کی تکلیف و راحت کا احساس نہ

کرے تو انسانوں اور جانوروں کے درمیان فرق ہی کیا ہے ، اسلام بتلاتا ہے کہ جو شخص خدا کی راہ میں دیتا ہے وہ کبھی محروم نہیں ہوتا ہے ۔ زندگی کے لیل ونہار میں تکالیف و پریشانیاں کسی نہ کسی نہج سے انسان کے اوپر آتی رہتی ہیں مرنے کو تو سبھی مرجاتے ہیں بڑے بڑے اس دنیا میں مر گئے ، مرنے والا مرجاتا ہے کوئی بھول کر بھی اس کا ذکر نہیں کرتا مگر ایک مرنیوالا جب اس دنیا سے رخصت ہوتا ہے تو ہمیشہ کے لئے لوگوں کے دلوں میں اپنی یادوں کا چراغ جلا کر جاتا ہے آپکا یہ ایثار یادگار زمانہ بن گیا ۔ پوری زندگی خلوص وایثار سے لبریز ہے ۔ ہوش وخرد کی منزل میں آنے سے لیکر وقت آخر تک دوسروں کو فائدہ پہونچاتے رہے اور آج وصال فرمانے کے بعد بھی دریائے کرم کی روانی وفیض بخشی کا وہی عالم ہے ۔ اب بھی ایک دنیا آپکی عطاؤں سے دامن مراد بھر رہی ہے ۔

حضرت شاہ ابو المعالی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ شیخ ابو محمد طلحہ بن مظفر رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے خود بیان فرمایا ہے کہ بغداد مقدس میں ایک زمانہ میرے اوپر ایسا بھی گذرا ہے کہ بیس دن تک مجھے اس قسم کی کوئی چیز نہیں ملی کہ جسے میں غذا کے طور پر کھا لیتا ۔ جب بھوک نے بہت زیادہ بیقرار کیا تو اس خیال سے ایوان کسریٰ کے کھنڈرات میں گیا کہ شاید وہاں کوئی حلال چیز مل جائے جسے میں کھا سکوں چنانچہ جب میں وہاں پہونچا تو دیکھا کہ مجھ سے پیشتر ستر درویش موجود ہیں اور ان سب کی آمد کا بھی وہی مقصد ہے جو میرا مقصد تھا ۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ مروت کے خلاف ہے کہ میں بھی ان کے ساتھ شامل ہو جاؤں ۔

انھیں لوگوں کو یہ کچھ مل جائے تو بہتر ہے یہ سوچ کر میں وہاں سے چلا آیا شہر میں پہونچا تو جانے پہچانے والوں میں سے ایک شخص سے ملاقات ہوئی اور سونے کا ایک ٹکڑا دیتے ہوئے اس نے کہا یہ آپکی والدہ محترمہ نے آپ کیلئے بھیجا ہے میں نے سونے کا وہ ٹکڑا لینے کے بعد تھوڑا سا اپنے لئے رکھ لیا اور بقیہ سونا لے کر دوبارہ ایوانِ کسریٰ کے کھنڈرات میں گیا اور ان ستر درویشوں کو برابر تقسیم کر دیا۔ انھوں نے متعجب ہو کر پوچھا یہ کیا ہے؟ میں نے جواب دیا والدہ محترمہ نے میرے اخراجات کے لئے بھیجا تھا مجھے یہ بات مناسب نہ معلوم ہوئی کہ میں سب سونا خود رکھ لیتا میں نے اسمیں آپ سب حضرات کو شامل کر لینا بہتر سمجھا وہاں سے واپس آکر اپنے حصے کے سونے سے کھانا خریدا پھر بہت سے فقیروں کو بلا لایا اور ان کے ساتھ میں نے بیٹھ کر کھانا کھایا۔ اس کے بعد اس سونے میں سے میرے پاس کچھ بھی نہ باقی رہا میں نے اللہ تبارک وتعالےٰ کا شکر ادا کیا

یہ معمولی بات نہیں ہے کہ بیسؔ دن برابر بھوک اور فاقوں کی تکلیف برداشت کرنے کے بعد تلاش قوت لا یموت کی خاطر جانا اور صرف اس بنیاد پر لوٹ آنا کہ وہاں درویشوں کی ایک جماعت اسی تلاش میں مشغول ہے۔ خلوص وایثار کا یہ شاندار مظاہرہ آج کی دنیا میں کہیں نظر نہیں آتا۔ مروّت کا بلند و بالا درجہ یہ ہے کہ انسان اپنی انتہائی تکلیف کو بھی دوسروں کی تکلیف کے مقابلہ میں کوئی اہمیت نہ دے ۔ مالکِ بے نیاز اس مروت اور خلوص وایثار کا بہترین بدل عطا فرماتا ہے۔ اس کے لئے جو کچھ بھی خرچ کیا جاتا ہے۔ اس کا صلہ ضرور ملتا ہے۔ سرکار غوثؔ اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کو واپس آتے ہی والدہ

کیطرف سے بھیجا ہوا سونا ملا۔ اب ذرا شان غوثیت تو دیکھئے کہ اسی وقت اسے لئے ہوئے ایوان کسریٰ پہونچے اور بقدر ساری اپنے لئے رکھ کر برابر ستر درویشوں کو تقسیم فرما دیا پھر اپنے حصّے کے سونے سے کھانا خرید کر بہت سے فقراء کو بلایا اور اپنے ساتھ بٹھا کر سب کو کھلایا اور شام تک آپکے حصّہ سونا میں سے کچھ باقی نہ بچا۔

دوستو! اس واقعہ کی اہمیت کسقدر بڑھ جاتی ہے جبکہ اس چیز کو پیش نظر رکھ کر سوچا جائے کہ اسوقت آپکی اوائل عمری اور دور طالب علمی تھا لیکن اس زمانہ میں بھی بلا دوسروں کو کھلائے خود نہ کھاتے تھے اور جب بھی یہ کچھ میسر آجاتا، کبھی دوسروں کو تقسیم کئے بغیر اور لوگوں کو بغیر ساتھ بٹھائے نہ کھاتے تھے یہی آپ نے تعلیماتِ نبوی سے سیکھا تھا۔ آپکے دست مبارک میں پیسہ رکنا جانتا ہی نہ تھا۔ جذبۂ مروت کبھی اکیلا کھانے پر آپکو آمادہ ہی نہیں ہونے دیتا۔ ساری زندگی یہی کیفیت رہی از صبح تا شام ہزارہا دینار آتے تھے لیکن تاریکیٔ شب کی آمد سے پہلے پہلے ایک پیسہ باقی نہ بچتا تھا۔ غرباء پروری کے لئے لنگر علیحدہ جاری تھا دستر خوان الگ کشادہ تھا۔ مہمانوں کو ساتھ بٹھائے بغیر زندگی بھر کبھی کھانا نہ کھایا۔ مہمانوں میں طلباء و فقراء بھی کافی تعداد میں ہوا کرتے تھے اکثر و بیشتر آپکے خادم خصوصی حضرت مظفر رحمۃ اللہ علیہ کھانا کھانے کے وقت پکار پکار کر لوگوں کو بلاتے تھے۔ مسافرین کے لئے طعام کے ساتھ قیام کا بھی معقول انتظام کیا جاتا تھا۔ آپکے مدرسہ و خانقاہ میں ہر وقت مسافروں

لہ مسلمانوں کو آپکی طرز زندگی سے سبق لے کر عمل کرنا چاہئے۔

مہمانوں، فقیروں، مسکینوں اور علماء و مشائخین کرام کا ہجوم رہتا تھا۔

ہمدردی اور شفقت

مخصوصین و مریدین کے اوپر شفقت و رحمت کا پوچھنا ہی کیا ہے۔ مجلس کے حاضر باش حضرات میں سے کوئی بھی شخص نظر نہ آتا تو نمایاں طور سے چہرے پر فکر و تشویش کا اظہار ہوتا تھا۔ بار بار اُسے پوچھتے خادم سے فرماتے کہ جاکر کے معلوم کرو کہیں کسی پریشانی میں تو نہیں مبتلا ہو گیا۔ طبیعت تو نہیں خراب ہو گئی ہے جبتک اس کی خیریت نہ معلوم فرمالیتے مطمئن نہ ہوتے اگر وہ شخص بیمار ہوتا اور اسکی علالت کی خبر آپکو ملتی تو اسکی عیادت کو تشریف لیجاتے اپنی تمام زندگی میں اپنے حلقہ بگوشوں اور اپنی بارگاہ کے تمام حاضر باش حضرات میں سے جس کسی کی بھی علالت کی خبر پاتے تھے ضرور ضرور آپ اس کی عیادت کو تشریف لیجاتے اور بہت قریب جاکر بیٹھتے تھے۔ دیر تک اطمینان و تسلی بخش باتیں کرتے اور ہمدردی کا اظہار فرماتے تھے۔

احباب میں سے ایک شخص بغداد مقدس سے کافی فاصلے پر ایک گاؤں میں رہتے تھے۔ ایکمرتبہ وہ بیمار پڑے آپکو ان کی علالت کی خبر ملی تو آپ سفر کی تمام دشواریاں برداشت کرکے اسی گاؤں میں انکی عیادت فرمانے تشریف لیگئے۔ اتفاق سے اس وقت وہ گھر کے بجائے اپنے کھجوروں کے باغ میں لیٹے ہوئے تھے۔ آپؓ نے اسی باغ میں جاکر عیادت فرمائی اس باغ میں دو درخت ایسے تھے جو خشک ہو گئے تھے اور صاحب باغ ان کے کٹوانے کا ارادہ کر چکے تھے۔ دوران گفتگو میں اس کا ذکر آیا۔ آپؓ نے ان

درختوں میں سے ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر وضو کیا اور دوسرے کے نیچے کھڑے ہو کر دو رکعت نماز ادا کی اسکے بعد ہفتہ کے اندر ہی ان درختوں میں دوبارہ زندگی آگئی اور شاداب ہو کر بکثرت پھلنے لگے۔ روایت کی شہادت ہے کہ آپکی تشریف آوری ایسی برکت کا باعث بنی کہ ان کے کاروبار میں بھی کافی ترقی ہو گئی۔

ھدایا اور تحائف آپ اپنے احباب وحلقہ بگوشوں کو تحائف بھی بھیجا کرتے تھے، خود بھی لوگوں کے ہدایا قبول فرما لیتے تھے۔ پھر حاضرین میں تقسیم کر دیا کرتے تھے۔ آپکا دستور تھا کہ جب کوئی شخص آپکی خدمت میں ہدیہ پیش کرتا تو آپ اسکے یہاں اس سے اچھا اور نفیس ہدیہ بھیج کر اسے خوش کرنے کی کوشش فرماتے تھے کیونکہ حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد مبارک آپکے پیش نظر تھا جو تمہیں ہدیہ پیش کرے تم اسے اس سے عمدہ ہدیہ پیش کرو۔ اس سے آپس میں محبت بڑھتی ہے" بادشاہوں سے ہدیہ قبول نہیں فرماتے تھے۔ ہاں ان کے علاوہ اگر کوئی شخص تحفہ پیش کرتا تو قبول فرما لیتے اور اسی وقت لوگوں کو تقسیم کر دیتے تھے۔

ایک دن خلیفہ مستنجد باللہ آپکی خدمت میں حاضر ہوا اور اشرفیوں کے دس توڑے نذرانہ پیش کئے۔ معمول کے مطابق آپ نے لینے سے انکار فرمایا لیکن جب وہ مُصر ہوا تو آپ نے ایک توڑا اپنے داہنے ہاتھ میں اور ایک بائیں ہاتھ میں لیکر دونوں کو رگڑنا شروع کیا تو اشرفیوں سے خون بہنے لگا۔

آپ نے فرمایا کیا تم لوگوں کو خدائے بزرگ و برتر سے شرم نہیں آتی کہ انسانوں کا خون چوستے ہو اور اسے جمع کر کے میرے پاس لاتے ہو۔ خلیفہ کے اوپر اتنا گہرا اثر ہوا کہ اسپر غشی طاری ہو گئی۔

حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جوانی میں علم کلام سے مجھے بڑی دلچسپی تھی۔ بہت سرگرمی سے میں حاصل کر رہا تھا۔ کئی کتابیں مجھے حفظ ہو گئی تھیں اور میں نے اس میں درجۂ اجتہاد حاصل کر لیا تھا۔ میرے چچا شیخ نجیب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ مجھ کو اس سے باز رہنے کی تاکید کرتے تھے لیکن میں باز نہیں آتا تھا۔ ایک روز وہ مجھے سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی بارگاہ میں لے گئے۔ آستانۂ عالیہ سے جب قریب ہوئے تو کہنے لگے کہ اسوقت ہم ایک سچے اور حقیقی نائب رسول کی بارگاہ میں باریاب ہو رہے ہیں۔ جسکے قلب اطہر پر تجلیات الٰہی ہر وقت کامل طور پر جلوہ افگن رہتی ہیں اس لئے ضروری ہے کہ مؤدب و ہشیار رہیں تاکہ ہم فیوض و برکات سے محروم نہ واپس ہوں۔

یہی خیال و تصوّر لئے ہوئے ہم بارگاہ گرامی میں حاضر ہوئے قدرے توقّف کے بعد چچا محترم نے عرض کیا یہ میرا بھتیجہ علم کلام کی تحصیل میں محو رہتا ہے اور میری سخت تاکید کے باوجود نہیں مانتا۔ یہ سنکر سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنا دست مبارک جو میرے سینہ پر رکھا تو میرے سینے سے علم کلام کافور ہو گیا۔ جو کچھ مجھے یاد تھا سب بھول گیا اپنی یہ کیفیت دیکھ کر مجھے بڑا صدمہ ہوا۔ آپ نے فوراً میری بددلی کا احساس فرمایا۔ اور

مسکرانے لگے۔ رمضا میں بھی شاد ہو گیا کہ اسی وقت آپ کی توجہ سے میرے قلب کے اوپر علم لدنی کے دروازے کھل گئے اور علم وحکمت کی روشنی چمکنے لگی اسکے بعد آپ نے فرمایا کہ عمر اب تم مشاہیرِ عراق میں سے ہو گئے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضرت عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ ایک جدید سلسلۂ معرفت کے بانی کی حیثیت سے دنیاءِ اسلام میں مشہور ہوئے اور عرصۂ دراز تک بغداد مقدس میں آپ کی دھوم رہی سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد آپ ہی کا بول بالا اور بکثرت اللہ کی مخلوق آپکی جانب راغب ہوئی۔

حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دوست شیخ نجم الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس چلہ میں تھا۔ چالیسویں دن میں نے دیکھا کہ شیخ سہروردی ایک پہاڑ کی چوٹی پر بیٹھے ہیں اور ایک پیمانہ ہاتھ میں ہے جسے جواہرات سے بھر بھر کر پہاڑ کے نیچے کھڑے ہوئے لوگوں کے اوپر پھینک رہے ہیں یہ منظر دیکھ کر میں بیحد متحیر ہوا کہ لوگ ان جواہرات کو جب چن لیتے ہیں تو اتنے ہی جواہرات پھر پیدا ہو جاتے ہیں اور آپ اسی پیمانہ سے بھر کر پھر نیچے لوگوں کے سامنے پھینک دیتے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی چشمہ ہے جس سے جواہرات ابل رہے ہوں۔ جب میں چلہ سے باہر آیا تو حضرت شیخ سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس کا ذکر کیا۔ حضرت شیخ سہروردی نے فرمایا نجم الدین تم نے جو کچھ مشاہدہ کیا وہ حقیقت ہے۔ یہ دولت سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرم گستری کی بدولت

حاصل ہوئی ہے، علم کلام کے عوض مجھے یہ نعمت عطا کی گئی ہے۔ یہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کا کرم تھا۔

چونکہ شیخ سہروردی سے آپ نے علم کلام سلب فرما دیا تھا اسلئے اس کا بدلہ ضروری تھا یہی صفت کریم ہے جب وہ کسی سے کوئی چیز مصلحتاً لے لیتا ہے تو اس کا کئی گنا بڑھا کر بدلہ عطا کرتا ہے۔ آپ کریم بن کریم ہیں بھلا آپ کیونکر نہ بدلہ عنایت فرماتے، دیا اور اسقدر دیا کہ جسکی کوئی مثال موجود نہیں۔

صبر و ثبات قدمی سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کو جسقدر مصیبتیں دقتیں اور دشواریاں جھیلنی پڑی تھیں۔ پھر انھیں جس صبر و استقلال کیساتھ آپ نے برداشت کیا ہے وہ آپکا اپنا مخصوص حصہ تھا۔ عہد ماضی میں بہت سے اکابر و مشائخین کرام ایسے گذرے ہیں جنھوں نے تنگدستی و ناداری کی حالت میں صبر و ثبات قدمی کا ثبوت پیش کیا ہے مگر آپ نے مصائب و تکالیف فقر و فاقہ تنگدستی و ناداری کے جس ماحول میں رہ کر کمال حاصل کیا اس کی نظیر بہت کم ملتی ہے۔ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ بہت ذہین بڑے محنتی بیحد متحمل و صابر بیخوف و مستقل مزاج انسان تھے۔ تکمیل علوم ظاہری و باطنی کی اپنے اندر کامل ذوق رکھتے تھے۔ آپ نے حضرت شیخ حماد سے جواں عمری میں اپنے آئندہ ہونیوالے مریدوں کے متعلق جو کچھ فرمایا تھا اس سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ اپنی کامرانی و بلندئ مراتب کا پورا پورا یقین رکھتے تھے اور یہی بڑے پن کی دلیل ہے اگر مادی نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو بھی

آپ کے اندر ترقی کرنیوالے تمام جوہر پائے جاتے تھے۔

پروردگار عالم اپنے ان بندوں کی مدد فرماتا ہے جو خود اپنی مدد کرتے ہیں آپ نے بھی اپنی مدد کی حصول کامیابی کے لئے عزم محکم فرمالیا تو خدائے قدیر نے آپ کے عزم وارادے کو کامیاب بنادیا۔ آپ نے ابتدائی دور میں ہمت و ثبات قدمی سے کام لیا تو آپ جو کچھ ہونا چاہتے تھے اس سے بھی سوا ہو کے رہے۔

شیخ حمادؒ نے آپ کے اندر محض پختگی پیدا کرنے کی غرض سے آپکو زدوکوب کیا۔ سختیاں بھی کیں۔ حد یہ کہ سردی کے موسم میں ہمراہ جاتے ہوئے پل پر سے دریا میں ڈھکیل دیا مگر جھٹ آپ دریا سے نکل کر پھر ان کے ہمراہ ہو گئے۔ کبھی کبھی شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ آپ سے ارشاد فرماتے تھے آج میرے پاس بہت کافی کھانا آیا تھا۔ میں نے خود کھایا دوسروں کو تقسیم کیا۔ لیکن تمھارے لئے کچھ نہ رکھا۔ حضرت شیخ حماد کا یہ ارشاد سُن کر بھی کبھی آپ بددل نہ ہوئے۔ دامن صبر ہاتھوں سے نہیں چھوڑا۔

شیخ حماد رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کا یہ طرز عمل دیکھ کر مجلس کے دیگر حضرات کو بھی ایذا پہونچانے کی جراٴت ہونے لگی لیکن کسی قسم کی تکالیف سے آپ کبھی بھی دل برداشتہ نہ ہوئے۔

ایکمرتبہ مجلسِ حمادیہ کے ایک بزرگ نے سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ، کو کسی قسم کی کوئی تکلیف پہونچائی حسب معمول آپ نے صبر سے کام لیا مگر شدہ شدہ شیخ حماد کو اس کی خبر پہونچ گئی انھوں نے ان بزرگ کو سخت تنبیہہ کی اور فرمایا اے ادب گستاخ۔ تم عبدالقادر کو کیوں اذیت

پہنچاتے ہو تم میں سے کوئی بھی تو انکی گرد راہ کو نہیں چھو سکتا۔ پھر سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو بلا کر حضرت شیخ حمادؒ نے فرمایا۔

"عبدالقادر! ابتک میں نے جو کچھ تمہارے ساتھ کیا وہ صرف پختگی اور تربیت کیلئے تھا۔ اب تمہاری پختگی و استقامت پہاڑ کی مانند ہو گئی ہے خداوند قدوس تمہیں بے پناہ عزت دے گا۔"

پچیس ۲۵ سال تک ایک حالت اور نوعیت سے مجاہدے کرتے رہنا شب و روز انتہائی اذیتیں تکلیفیں اور سختیاں برداشت کرنا پورے پندرہ ۱۵ سال تک ہر رات دو رکعتوں میں پورا قرآن عظیم پڑھنا بے سروسامانی کے عالم میں رہنا۔ گھاس اور پتوں پر گذر اوقات کرنا۔ مکمل عہد جوانی کو ریاضات و مجاہدات و حصول علم کی جدوجہد میں گذار دینا انسانی صبر و استقلال کا بہت زبردست اور عظیم الشان مظاہرہ ہے۔

عہد طالب علمی کے بعد کو تو سکر و جذب کے زمانے سے بھی تعبیر کیا جا سکتا ہے مگر طالب علمی کا زمانہ تو خالص ہوش و خرد کا دور تھا۔ ابھی آپ پڑھ ہی چکے ہیں کہ اس زمانہ میں آپکی کیا حالت رہی؟

عین شبابؒ کا عالم تھا لیکن اس دور کو بھی آپ نے اس طور سے گذارا کہ اگر یہ کہا جائے تو قطعی مبالغہ نہ ہوگا کہ دنیا کے کسی بھی طالب علم نے اس طرح یہ دور نہ گذارا ہوگا۔ سارا سارا دن مدارس میں عرق ریزی محنت و دماغ سوزی کرنا۔ پوری پوری رات بیداری کے ساتھ خرابات و کھنڈرات اور ویرانوں میں پڑے رہنا۔ نہ بستر۔ نہ تکیہ نہ بدن پر پورا کپڑا نہ سونے کی جگہ نہ کھانیکا ٹھکانہ

مہینہ بھر میں ایک دن شکم سیر ہیں۔ گھر سے آئے ہوئے دینار فقیروں حاجتمندوں کو تقسیم کر دیئے ہیں اور پھر انتیس دن فاقہ کشی میں گذار رہے ہیں۔ فاقہ بھی ایسے ویسے نہیں۔ بلکہ یوں کہ تین تین دن کچھ بھی میسر نہ ہوا نہ ساگ ملے نہ پتے۔ لیکن معمولات میں کوئی فرق نہیں آیا دن بھر اسی طرح حصول علم کی جستجو اور رات بھر ریاضتیں و بیداریاں اسقدر سختیاں و مصائب جب دامن صبر و استقلال کو پارہ کرنے لگتے۔ امواج مصائب سر سے گذرنے لگتے تو زمین کے اوپر لیٹ جاتے اور زبان فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا پڑھنے لگتے تھے۔ پروردگار عالم اپنے فضل بے نہایت سے آپکے قلب مبارک کو تقویت عطا فرما دیتا اور امواج و حوادث واپس لوٹ جاتی تھیں۔ ذہن کا بوجھ ہلکا ہو جاتا تھا اور دماغی کوفت دور ہو جاتی تھی۔ اور پھر آپ تازہ بتازہ ہو کر اپنے علمی و روحانی مشاغل میں مشغول ہو جاتے تھے۔

پختگیِ عزم و ہمت

انتہائی پست کن حوصلہ اور ہمت شکن حالات میں بھی آپ ہمیشہ خوش و پر امید رہتے تھے۔ کسی کے سامنے آپ نے دکھ درد کا کبھی اظہار نہیں ہونے دیا اپنی غربت و افلاس کو چھپانا مصیبت و پریشانی کا نہ بیان کرنا اور ہر زحمت کو رحمت و راحت سمجھنا کمال انسانیت ہے۔ کسی کے اوپر اپنی تکلیف اور مصیبت کا اظہار نہیں فرمایا اور نہ کبھی کسی سے کوئی سوال کیا۔ ہمیشہ خندہ جبیں رہا کرتے تھے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کی رحمت و ربوبیت سے توجہ ہٹا کر مصیبتوں کو دیکھ کے مایوس اور ناامید ہو جانا انسان

یہ کیلئے بڑا خوفناک عذاب ہے اللہ تبارک و تعالیٰ ہر مسلمان کو محفوظ رکھے

قرآن عظیم کا ایک لفظ لا تقنطوا بیشمار علم و اسرار کا حامل اور ہزاروں آرزؤں کا امید افزا پیغام ہے۔ خدائے قادر و توانا کی شان کریمی ہرگز یہ نہیں چاہتی کہ اسکے بندے اس سے مایوس ہوں اور واقعتا خدائے قدیر کا بندۂ کامل ہوکر اسکی قدرت و توانائی کا یقین رکھتے ہوئے اس سے مایوس ہوجانا اور اسکی عظمت کاملہ و رحمت عامہ سے اعراض کرنا ہے۔

اسی لئے قرآن حکیم میں جا بجا مایوسی کی سخت مذمت اور مایوس ہونے والوں کے اوپر ذکر عتاب آیا ہے۔ قرآن حکیم کے حکم کے مطابق مایوسی کفر کے مترادف ہے۔ کسی نعمت سے محروم ہونا حقیقی محرومی نہیں ہے۔ البتہ رحمت یزدانی و عنایت ربانی سے مایوس ہونا سب سے بڑی محرومی ہے۔ جو لوگ اپنی امیدیں خداوند قدوس سے وابستہ اور اسپر کامل بھروسہ رکھتے ہیں۔ وہ یقیناً کامیاب و فائز المرام ہوکے رہتے ہیں کائنات میں کوئی بھی ایسی بارگاہ نہیں نہ کوئی ایسی سخی ذات ہے جو یہ اعلان عام کرسکے کہ میرے دربار سے کوئی محروم نہیں جاسکتا۔ بھلا یہ ہمت و طاقت کس کے اندر ہے؟

یہ شان صرف اور صرف پروردگار عالم ہی کی ہے کہ وہ اعلان عام فرماتا ہے کہ اسکی رحمت و شفقت سے مایوس ہونے والے ایماندار نہیں ہوسکتے کیا اس اعلان سے صاف یہ نہیں واضح ہوجاتا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہر وقت اپنے بندوں پر کرم گستری کے لئے تیار رہتا ہے۔ بخشنے و عطا فرمانے میں اسے لطف آتا ہے اور جو ناامید ہوجاتے ہیں ان پر اسے جلال آتا ہے۔

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ اللہ کی بے پناہ عنایتوں وکرم گستریوں کا علم وادراک ہونے کے بعد بھلا کیونکر خدا سے مایوس ہوسکتے تھے جبکہ آپ محرمِ اسرارِ ربانی تھے ۔

منکسر المزاجی وتواضع

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ بڑے ہی منکسر المزاج ، رقیق القلب نرم طبع اور سادہ لوح تھے ۔ اتنی بزرگ شخصیت کے اندر اعلیٰ ترین مقام پر فائز ہونے کے باوجود اپنی شان ورفعت کا ذرہ برابر تصور نہ تھا ہر کس وناکس سے کمال انکساری کے ساتھ ملتے تھے ۔ سب سے محبت و رواداری کے ساتھ پیش آتے تھے ۔ سادگی کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ کہیں جارہے تھے اثنائے راہ میں ایک گلی سے آپکا گذر ہوا جہاں کچھ بچے کھیل تھے ۔ انداز طبع کے مطابق ان بچوں سے محبت وشفقت کے ساتھ پیش آئے بچے تو پھر بچے وہ آپکی عظمت وشخصیت کو کیا جانیں چنانچہ ایک بچہ نے آگے بڑھ کر کہا کہ ایک پیسہ کی آپ مجھے مٹھائی لادیجئے ۔ بلا تامل آپ نے اسے مٹھائی لاکر دیدی ۔ اب تو دوسرے بچوں کو بھی جرأت ہوئی اور انھوں نے بھی مٹھائی کیلئے پیسے دینے شروع کردئے ۔ لیکن آپ نے کسی بچے سے انکار نہ کیا اور سب کو مٹھائی لاکر دی ۔

گھر کے اوپر بھی آپکی یہی کیفیت رہتی تھی ۔ آپکی بیویوں میں سے اگر کسی کی طبیعت خراب ہوجاتی تو خود گھر کے سارے کام دست مبارک سے کرلیتے تھے خود ہی آٹا گوندھ کر روٹیاں پکالیتے تھے بچوں کو

بٹھا کر کھلا بھی دیتے تھے ۔ اکثر کنویں سے پانی کھینچ کر کندھے کے اوپر گھر
لے آتے تھے بلا اکراہ گھر میں جھاڑو بھی لگا یا کرتے تھے غرضکہ کسی کام سے آپکو
عار نہ تھا۔ آپکی یہ طرز زندگی یہ کچھ گھر ہی تک موقوف نہ تھی بلکہ جہاں کہیں بھی
آپ تشریف لیجاتے یا حالتِ سفر میں ہوتے اور کسی منزل میں پہونچ کر
قیام فرماتے تو وہاں کے اوپر بھی آپکا یہی انداز ہوا کرتا تھا یعنی اپنا تمام
کام اپنے ہی ہاتھوں سے کیا کرتے تھے ۔ آٹا گوندھتے روٹیاں پکاتے ۔اور
دوسروں کو بھی کھلاتے تھے ۔ سفر کی حالت میں اس قسم کے کاموں میں
جب آپ مشغول ہوتے تو خدام کرام کمال ادب کیساتھ ان مشغولیتوں سے
آپکو علیحدہ رکھنے کے ہزاروں جتن کرتے تھے تاہم خدام کی کوششیں و
وتدابیر اسوقت بیکار ثابت ہو جاتی تھیں جب آپ یہ فرما دیتے تھے ۔کہ
میں بھی تمھیں جیسا ایک انسان ہوں تم روٹیاں پکاتے ہو تو میں کیونکر نہ پکاؤں
سرکار دو جہاں صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اور مقدس صحابۂ کرام رضوان
اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کا یہی طرز عمل تھا۔ پیغمبر اسلام مدینہ طیبہ میں ہوتے
تو اپنا کام خود کرتے تھے ۔ سفر میں ہوتے تھے تو تقسیم کار خود فرما دیتے تھے اور
صحابۂ کرام کی طرح کوئی نہ کوئی کام اپنے ذمہ بھی مخصوص فرما لیتے تھے
جب اتنی عظیم شخصیت کے مالک ہوتے ہوئے اللہ کے رسول اور لائق صد
احترام صحابہ ان کاموں کو اپنے ہاتھوں سے کیا کرتے تھے تو میری کیا مجال ہے
کہ میں احتراز کروں اور دوسروں ہی کے سر ڈالدوں زندگی کے ہر ماحول
میں پیغمبر اسلام ہی کی اتباع نجات کا ذریعہ ہے ۔

دور حاضر کے مقتدر رہنما و مقدس پیشوا، اور صاحب ثروت حضرات غور فرمائیں کہ کیا وہ بھی خدام و ملازمین کے ہوتے ہوئے گھر کے کام خود کرنا پسند فرماتے ہیں۔ اگر اپنی عملی زندگی میں پسند کرتے ہیں تو دارین میں ان کے لئے نعمت لازوال کی بشارت ہے اسلئے کہ وہ پیغمبر اسلام و صحابۂ عظام اور اولیاء کرام کے پاکیزہ کردار و عمل کی پیروی کر رہے ہیں۔

یقیناً پروردگار عالم ان کی انکساری و عاجزی اور فروتنی و سادگی کو پسندیدہ نظروں سے دیکھ رہا ہے اور اگر وہ اپنے گھر کے کام کرنیکو ذلت و حقارت سمجھتے ہیں اور اپنے کو گھر کے کام کرنے سے افضل و اعلیٰ تصور کرتے ہیں اور خدام و ملازمین ہی کو ان کاموں کے کرنے کا مستحق و اہل سمجھتے ہیں تو اس غرور و تکبر اور دوسرے کو اپنے سے کمتر و کہتر اور دوسروں سے اپنے کو برتر و بہتر جاننے کا عذاب بھگتنے کیلئے تیار رہنا چاہیئے ایک نہ ایک دن دنیا میں بھی یہ بلا ذلت و رسوائی کا سبب ہوگی اور آخرت میں بھی دردناک عذاب ہوگا۔ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے اس طرز زندگی پر ہر مسلمان کو غور کرنا چاہیئے اور عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

ایفاء وعدہ اور قول کی پابندی

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ معلم کائنات روحی فداہ محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے کامل مطیع و فرمانبردار تھے اپنی زندگی خدائے قدیر و نبی کریم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی اطاعت میں ہی گذارنا چاہتے تھے اسلئے وعدہ و قول کی پابندی اور

اس کو پورا کرنے کی سعی آپکی عادت ثانیہ بنگئی تھی جب بھی کسی سے کوئی وعدہ فرماتے تو اسے ضرور پورا کرتے عہد و پیمان کی پوری پوری پابندی کرتے تھے۔

ایکمرتبہ آپکی خدمت مبارکہ میں آپکا ایک عقیدتمند تاجر سفرِ تجارت پر روانہ ہونیسے قبل حاضر ہوا اور دعاء برکت کی التجا پیش کی آپنے فرمایا جاؤ خیریت کیساتھ رہو گے اور سلامتی کیساتھ واپس آؤ گے خوش عقیدہ تاجر یہ پیغام مسرت سنکر باطمینان روانہ ہوگیا لیکن بعد کو الہام کے ذریعہ آپکے اوپر یہ آشکارا ہوا کہ اس سفر میں اس کیلئے مکمل تباہی مقدر ہوچکی ہے۔ ابتو آپکو بڑی تشویش لاحق ہوئی کہ آپ تو اسے اس سفر میں سلامتی و عافیت کا پیغام سنا چکے ہیں۔

چنانچہ خدائے قادر و توانا کی بارگاہ کرم میں آپنے اسکے حق میں بیحد دعائیں کیں۔ حتیٰ کہ ستاٹھ مرتبہ کی تعداد میں انتہائی عاجزی وانکساری کے ساتھ اس شخص کی عافیت و سلامتی کیلئے دعائیں کیں۔ مالک بے نیاز نے کرم گستری فرمائی اور اسکے اوپر جو مصیبتیں آنے والی تھیں اسکی اندوہناک کیفیت اسے حالتِ خواب میں پہونچ گئی اور وہ آپکی دعا سے بفضلِ الٰہی واقعات کی دنیا میں محفوظ رہا۔ نیز صحت و عافیت اور کامیابی کے ساتھ سفر سے وطن کو واپس لوٹ کر آیا۔

ایکمرتبہ کا ذکر ہے آپ مجلس میں تشریف فرما تھے۔ ایک شخص نے کہا کہ آپ یہیں انتظار فرمائیں ابھی آتا ہوں اتنا کہہ کر وہ چلا گیا آپنے

انکار نہیں فرمایا۔ گویا آپ نے اسکے کہنے پر رضامندی ظاہر فرمادی اور اسی
جگہ موجود رہنے کا وعدہ کر لیا اسلئے آپ ایک دن ایک ہفتہ یا ایک مہینہ نہیں
بلکہ مکمل ایک سال تک اسی مقام پر موجود رہے اور کسی دوسری جگہ نہ تشریف
لیگئے یہ عین سرکار دو عالم صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کی سنت کریمہ تھی۔ پیغمبر
اسلام صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کو بھی اپنے تجارتی سلسلہ میں اس قسم کے
واقعات سے متعدد بار سابقہ پڑا تھا۔ روایت کی شہادت یہ ہے کہ
کہ ایک مرتبہ تو تین دن تک مسلسل آپ ایک ہی جگہ پر کھڑے رہے۔

اِحتیاط کلام اور سچائی

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان مبارک کبھی بھی جھوٹی
باتوں سے ملوث نہ ہوئی۔ زندگی کے ابتدائی دور میں لیکر آخری لمحات تک
کلمۂ کذب و دروغ زبان پر جاری نہ ہونے پایا۔ مکتب و مدرسہ میں، مجلس احباب و
اقرباء میں، محفل وعظ و تقریر میں، عہد طفلی و عالم شباب اور بڑھاپے کی
حالت میں، ہمیشہ ہر جگہ اور ہر معاملہ میں بے لاگ سچ بولتے رہے۔

ایکمرتبہ کسی شخص نے آپ سے سوال کیا کہ عظمت و بزرگی کا مدار کس
چیز پر ہے؟ آپ نے بلا تکلف و برجستگی کے ساتھ جواب دیا صدق گوئی اور
راست بیانی پر۔ اس جواب باصواب سے صداقت و سچائی کی اہمیت
پر کتنی زبردست روشنی پڑتی ہے جس سے مسلمانوں کو اور خاص کر ان
لوگوں کو کتنا موثر سبق ملتا ہے جو بلا وجہ بھی جھوٹ بولا کرتے ہیں اور
کذب بیانی کی ایسی عادت پڑ گئی ہے کہ ان کے دلوں سے جھوٹ کے

خطرناک نتائج کا احساس ہی سرے سے ختم ہو چکا ہے

اللہ رے آپکی راستبازی و سچائی، انتہا یہ کہ آپ نے عالم شباب کے ان نازک لمحات میں بھی اپنی زبان مبارک کو جھوٹ سے محفوظ رکھا جبکہ ایک جنگل میں آنکھوں کے سامنے قافلہ کا قافلہ لٹ رہا تھا سر دست سامان تجارت و نقدی رقمیں چھینی جا رہی تھیں عین اسی لوٹ مار کے ہنگامے میں ڈاکوؤں نے آپ سے بھی نقدی کے متعلق پوچھا آپ نے صاف صاف ظاہر فرما دیا کہ ہاں میرے پاس دینار ہیں اور اتنے دینار اس جگہ موجود ہیں ڈاکوؤں نے آپکی تلاش تو نہیں لی تھی۔ ایسی صورت میں اگر انکار نہ فرما کر جھوٹ بھی نہ بولتے صرف سکوت ہی اختیار فرما لیتے جب بھی آپکی رقم کی پردہ پوشی ہو سکتی تھی مگر آپ نے خاموشی کو بھی جھوٹ کے مترادف سمجھا اور اس کا نتیجہ وہ برآمد ہوا جسکی آج بھی زمین سے آسمان دنیا تک دھوم مچی ہوئی ہے نہ صرف یہ کہ خود آپ سچ بولتے تھے بلکہ دوسروں کو بھی سچ گو سمجھتے تھے۔ آپکے سامنے کوئی شخص قسم کھاتا تو فوراً آپ یقین فرما لیتے تھے۔ سچ گوئی کے ساتھ بیہودہ باتوں، فضول بکواس، فحش بیانی اور بسیار گوئی سے بھی اپنی زبان کو ہمیشہ محفوظ رکھتے تھے۔

غیبت و بدکلامی سب و شتم و چغلخوری بے ہودگی و بسیار گوئی فحش بیانی و کذب مقالی یہ سب زبان کے گناہ ہیں اور اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ ان سے بڑے بڑے فتنے کھڑے ہو جاتے ہیں آپ ان تمام باتوں سے مبرا تھے۔ خاموشی کو زیادہ پسند فرماتے تھے، اکثر و بیشتر دوسروں

کو بھی زبان کی حفاظت اور سچائی کی تاکید کیا کرتے تھے۔ شیریں کلامی پاکیزہ و مہذب گفتگو نرمی آواز جو ہر زبان ہیں۔ جو بدرجۂ اتم آپکے اندر موجود تھے۔

جب کسی شخص کو امر الہٰی کے خلاف عمل کرتے دیکھتے تو پہلے اسے نرمی سے سمجھاتے اور نصیحت فرماتے تھے لیکن یہ احساس ہو جانے کے بعد کہ یہ شخص بار بار سمجھانے اور نصیحت کرنے کے باوجود نہیں باز آتا ہے تو پھر اسے سختی سے ملامت کرتے اور اپنی ناراضگی کا اظہار فرماتے تھے منہیات و فواحشات سے آپکو بیحد نفرت تھی۔ خواہشات و اختلافات دیکھتے ہی آپکو جلال آجاتا تھا۔ مگر ابتداء میں ہمیشہ نرمی و ملائمت سے کام لیتے تھے۔

سچائی کا حیرت انگیز کرشمہ

ناظرین کو یاد ہوگا پچھلے صفحات پر یہ بات گذر چکی ہے کہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ ایک تجارتی قافلہ کے ہمراہ بغداد مقدس روانہ ہوئے تھے۔ والد گرامی کے ترکہ سے والدہ کے پاس حفاظت کیساتھ رکھے ہوئے اسی دینار میں سے ماں نے چالیس دینار آپکے چھوٹے بھائی کے لئے علیحدہ کر کے اپنی قیمتی دعاؤں کے ساتھ آپکو گھر سے روانہ کرتے وقت چالیس دینار دیئے اور بغل کے نیچے بغرض حفاظت ایک کپڑے میں سی دیئے اسکے بعد آپکو پیار کیا۔ اکل حلال و صدق مقال کی جامع نصیحت کی اس مختصر نصیحت سے ہم آپکی والدہ محترمہ کی گرانقدر شخصیت کا بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں۔ دنیا کے اندر اچھائی اور برائی پر اگر انسان کی نظر ہو تو وہ اس لعل و گہر سے بھی زیادہ قیمتی نصیحت کی حقیقت سمجھ سکتا ہے

ساری برائیوں اور غلط کاریوں کی بنیاد اور تمام گناہوں اور خطاؤں کا سرچشمہ حرام غذا ہے جب آدمی کے پیٹ میں حرام غذا پہونچے گی تو چونکہ غذا ہی جسم کی نشوونما اور پرورش کرتی ہے جسم کے رگ و پے میں غذا ہی کا اثر سرایت کئے ہوتا ہے جسکے شکم کے اندر حرام و مشتبہ غذا ہوگی اس سے صادر شدہ تمام افعال و اقوال بھی حرام ہی ہونگے اور اگر حلال و پاکیزہ غذا ہوگی تو لا کلام نیک اعمال و اچھے کردار کا صدور ہوگا اسلئے کہ انسان کے تمام کردار و عمل اسی قوت کے ذریعہ تو بر آمد ہوتے ہیں جو اعضا جسمانی میں غذا کی بدولت مجتمع ہوتی ہے۔ اسی لئے اسلاف کرام فرماتے ہیں کہ تم کسی ایسے شخص کو جو مال حرام سے وابستگی رکھتا ہوا سے اچھے کام کرتے ہوئے دیکھ کر یہ باور نہ کرو کہ اس کا وہ عمل خدا کی بارگاہ میں مقبول ہوگا بلکہ ایسے لوگوں کے اعمال قدرت کی نظر میں قطعی غیر مقبول ہیں اسلئے کہ اس عمل میں حصولِ قبولیت کیلئے وہ خلوص آہی نہیں سکتا جو خدا کے نزدیک کسی عمل کے مقبول ہونے کی بنیادی و ضروری شرط ہے ہر مسلمان اور خاص کر راہ سلوک کے راہرؤں کے لئے اکل حلال اشد ضروری ہے اور اسکی بنیادی اہمیت سے بھلا کون انکار کرسکتا ہے

اکلِ حلال کے بعد صدق مقال کی نصیحت ہے جھوٹ تمام برائیوں کی جڑ ہے اور سچائی تمام بھلائیوں اور نیکیوں کی جڑ ہے اگرچہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض معاملات میں جھوٹ بولنے سے افادیت کا پہلو نظر آتا ہے لیکن یہ کوئی یقینی بات تو نہیں ہے کہ اس معاملہ میں اگر سچائی سے کام لیا جاتا تو کیا اس کا فائدہ جھوٹ سے کم ظاہر ہوتا۔ پھر جھوٹ

بولنے والا ایک جھوٹ بول کر کتنے مفاسد و برائیوں سے ملوث ہوتا ہے وہ اسقدر ہولناک ہوتی ہیں کہ آدمی کو کسی بھی حالت میں دروغ گوئی کی جرأت نہ کرنی چاہئے اور صداقت و سچائی کو اپنے لئے شعار زندگی بنالینا چاہئے

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا صرف یہی ایک واقعہ سچائی کی افادیت و حقیقت معلوم کرنے کے لئے بہت کافی ہے جیلانی تاجدار والدہ محترمہ کی دو پاکیزہ نصیحتوں کے گرانقدر موتی اور چالیس دینار لئے ہوئے ایک تجارتی قافلہ کے ہمراہ جیلان سے روانہ ہوئے راستے میں مقام ہمدان سے کچھ دور آگے پہونچ کر ساٹھ مسلح ڈاکوؤں نے گھیر لیا اور قافلہ والوں کا سارا سامان و مال تجارت لوٹ لیا۔

اسی دوران میں ایک ڈاکو نے آپکی طرف متوجہ ہو کر دریافت کیا، تمہارے پاس کیا ہے؟ آپنے بیخوف و خطر فرمایا میرے پاس چالیس دینار ہیں۔ دنیا میں ایسی سچ گوئی بالکل نہیں تو قریب قریب ختم ہی کے ہے اور بلا مبالغہ ڈاکوؤں کو تو ایسی سچائی سے کبھی بھی نہ ملاقات ہوئی ہو گی اسلئے ڈاکو نے آپکے بیان کو مذاق تصور کیا اور ہنس کر چلدیا جب سارے قافلہ کو لوٹ کر ڈاکوؤں نے مال و اسباب اپنے سردار کے سامنے جمع کیا تو اس نے معلوم کیا کہ قافلہ کا کوئی آدمی بچ تو نہیں، ہا اسکے جواب میں ایک ڈاکو نے کہا اے میرے سردار آجتک تو قافلہ والوں کا ہم مذاق کرتے ہوئے ان کو لوٹ لیا کرتے تھے مگر آج ایسے قافلہ سے سابقہ پڑا جس میں ایک نوجوان ہے جو ہم سے مذاق کر رہا تھا اس کی بے سرو سامانی پورے طور پر یقین دلا رہی تھی کہ اسکے پاس

پہ کچھ بھی نہیں ہے مگر رواداری میں میں نے جو اس سے پوچھا کہ تمہارے پاس کیا ہے تو وہ برجستہ کہتا ہے کہ میرے پاس چالیس دینار ہیں ظاہر ہو کہ جس ماحول میں اس سے پوچھا گیا بھلا جس کسی کے پاس کوئی معمولی سی بھی رقم ہوگی وہ ایسی صورت میں چہ جائیکہ مزید چھپانے کی کوشش کرے نہ کہ اپنی چھپی ڈھکی رقم کو ظاہر کر دے گا یہ کیفیت سنکر سردار خود ہی آپ کے پاس آیا اور اس سے بھی یہی باتیں ہوئیں۔ بالآخر اس نے پوچھا اچھا تو پھر وہ چالیس دینار کہاں ہیں آپ نے فرمایا بغل کے نیچے کپڑے میں سلے ہوئے ہوئے ہیں چنانچہ کپڑا جو ادھیڑا گیا تو دینار کھر کھرا کے زمین پر آ گئے۔ سراپا حیرت بنکر سردار نے سوالیہ لہجہ میں آپ سے دریافت کیا اس سچائی پر آپ کو کس نے جرأت دلائی؟ فرمایا والدہ نے رخصت کرتے ہوئے اکل حلال و صدق مقال کی ہدایت کی تھی اور میں نے وعدہ کیا تھا کہ ہر حال میں اس کی پابندی کرونگا۔ قسمت سے راستہ ہی میں امتحان کی گھڑی آگئی میں نے جھوٹ بولنا اپنے وعدہ اور ماں کی نصیحت کے خلاف سمجھا انھیں دو چیزوں نے مجھے اس سچائی پر آمادہ کیا ہے صدق مقال کی بجلی نے دل کے اندر بھو بھکر خرمن معصیت کو آن کی آن میں جلا کر ڈھیر کر دیا بغاوت کا محل تاراج ہوا اور سچائی کا حیرت انگیز کرشمہ ظاہر ہو کے رہا۔

آپ کا جواب سنکر بے ساختہ سردار چیخ پڑا۔ روتے ہوئے تھرتھراتے ہاتھوں سے سرکار غوث اعظم کا دست مبارک پکڑ کے کہنے لگا تم اپنی والدہ سے وعدہ کی اسقدر پابندی و لحاظ کرتے ہو مگر افسوس بر حال ما۔ ہمارا کیا حشر ہوگا

میں تو ایک زمانہ سے خدائے بزرگ و برتر کی حکم عدولی و وعدہ خلافی اور اس سے کھلی ہوئی بغاوت کر رہا ہوں۔ اے مالکِ ارض و سما تیری شان کریمی کے سہارے اب سرکشی و بغاوت اور تیری عہد شکنی سے باز آتا ہوں۔ یہ کہتے کہتے سرکار غوث اعظم کے ہاتھ پہ اس نے توبہ کی۔ اسکے بعد اپنے ساتھیوں سے یوں گویا ہوا، آج مدّتوں کا بھاگا ہوا سراپا معیصت و سرکشی میں ڈوبا ہوا ایک بندہ اپنے آقا و مالک حقیقی کے آستاں تک پہونچ گیا ہے۔ اب میں سچے دل سے نافرمانیوں و گناہوں سے کنارہ کشی اختیار کرتا ہوں اس لئے اب نہ تم میرے ساتھ رہ سکتے ہو نہ میں تمھارے ساتھ رہوں گا تم آزاد ہو جو چاہو کرو لیکن اب تمھاری رہگذر اور ہے اور میری راہ کوئی اور ہے۔

لیٹرے ساتھیوں نے آبدیدہ ہوکر کہا ڈکیتی میں آپ ہم سب کے سردار تھے، گناہ و معصیت، نافرمانی و بغاوت میں جب ہم نے آپکا ساتھ دیا تو کیا نکوکاری اور خدا کی اطاعت و فرمانبرداری میں آپ ہم کو اپنے سے جدا کر دینگے؟ یہ کہتے ہوئے سب کے سب رونے لگے تمام لوٹا ہوا سامان و مال تجارت شیخ جیلانی کے قافلہ والوں کو واپس کیا اور پوری جماعت نے سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کے دست حق پرست پہ توبہ کی۔ ہو سکتا ہے کہ یہاں جھوٹ بھی کام دے سکتا اور اس طرح وہ چالیس دینار محفوظ بھی رہ جاتے لیکن سچائی کی کرشمہ سازی کتنی حیرت انگیز ثابت ہوئی کہ اس چالیس دینار کے ساتھ سارے قافلہ والوں کا مال محفوظ رہا اور سب سے بڑی بات تو یہ ہے سالہا سال معیصت میں ڈوبے ہوئے ڈاکوؤں کو توبہ کی توفیق میسر ہوگئی۔ جو بجائے خود اتنا بڑا کارنامہ

ہے کہ اگر پوری جماعت میں سے صرف ایک ہی آدمی کی ہدایت کے لئے سارا مال واسباب چلا جاتا تو اس صورت میں بھی یہ سودا مہنگا نہ بیٹھتا۔

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے اوصاف مبارکہ اور اخلاقیات پر ایک نظر

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہٗ اخلاقی اعتبار سے اعلیٰ ترین مقام پر فائز تھے اور اللہ کے بندوں کے ساتھ اس قدر مہربان وکرم گستر کہ ہر شخص اپنی جگہ پر بالیقین یہ جانتا تھا کہ آپکو جتنی شفقت ومحبت مجھ سے ہے کسی غیر سے نہیں ہے طلبہ پر اس حد تک مہربانی کرتے تھے کہ انکی بے لاگ فطرت کو بھی گوارا فرمالیتے تھے۔ باوجودیکہ وقت کے امراء وسلاطین آپکے دربار میں ادب واحترام کے ساتھ دست بستہ حاضری کو فیروز بختی وباعث فخر وسعادت سمجھتے تھے۔

ہمیشہ آپ ضعیفوں اور غریبوں کے ساتھ نشست رکھتے اور بے انتہا مہر ومحبت فرماتے تھے۔ عمر رسیدہ وبزرگوں کی عزت اور ان کا احترام کرتے تھے۔ چھوٹوں پر بیحد شفقت فرماتے تھے۔ کسی کی تکلیف و مصیبت سنتے ہی آپ رنجیدہ وآبدیدہ ہو جاتے تھے۔ مسکینوں اور ناتوانوں اور فقیروں سے تواضع وانکساری کے ساتھ پیش آتے۔

کوئی شخص کچھ سوال کرتا تو اسی وقت پورا کر دیا کرتے تھے۔ آپکے ہمعصر بعض مشائخ نے آپکے اوصاف مبارکہ لکھے ہیں جو چند فقروں اور چند ہی جملوں میں ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ ہر اعتبار سے جامع اور مانع ہیں اصل عبارت ترجمہ کے ساتھ پیش کی جا رہی ہے۔

"کان الشیخ محی الدین عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ظاھر الوضاءۃ دائم البشر کثیر البھاء شدید الحیاء رحب الجناب سھل القیاد کریم الاخلاق طیب الاعراق عطوفا رؤفا شفوقا یکرم الجلیس ویبسط اذا رأہ مھموم وما رأیت ابین لسانا ولا اظھر لفظا منہ"

ترجمہ۔ حضرت شیخ محی الدین عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، خوبصورت ہنس مکھ۔ خوش طبع۔ حیادار، دوستدار، اطاعت گذار خوش اخلاق، پسینہ مہکدار، شفیق و مہربان، ہمنشین کی عزت کرتے اور انکی خوشی سے خوش ہوتے اور رنجیدہ دیکھ کر غمگین ہو جاتے۔ زبان شستہ اور صاف الفاظ ٹھہر ٹھہر کر ادا کرتے۔"

اور بعض دوسرے مشائخ نے یوں لکھا ہے۔

کان سید الشیخ محی الدین عبد القادر رضی اللہ عنہ سریع الدمعۃ شدید الخشیۃ کثیر الھیبۃ مجاب الدعوۃ کریم الاخلاق طیب الاعراق ابعد الناس علی الفحش اقرب الناس الی الحق شدید البأس اذا انتھکت

محارم اللہ تعالیٰ لا یغضب لنفسہ ولا ینتصر لغیر ربہ لا

یرد سائلا ولو باخذ ثوبیہ کانت توفیق رایۃ والتائید

معاضدہ والعلم مھذبہ والقرب مؤدبہ والخطاب

مشیرہ واللحظ سفیرہ والانس ندیمہ والبسط نسیمہ

والصدق رایتہ والفتح بضاعتہ والحلم مناعتہ و

الذکر وزیرہ والفکر سمیرہ والمکاشفۃ غذاؤہ و

المشاھدۃ شفاءہ وآداب الشریعۃ ظاھرہ واوصاف

الحقیقۃ سرہ رضی اللہ عنہ وعن جمیع الصالحین

وعن محبھم اجمعین۔

ترجمہ۔ سیدی شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ نرم دل۔ خداترس

باوقار مستجاب الدعوات خوشخو تھے اور آپ کا پسینہ خوشبودار

تھا۔ فحش وبدگوئی سے دور رہتے تھے۔ ہمیشہ متوجہ الی اللہ رہتے

تھے جب کوئی اللہ کے قوانین کی خلاف ورزی کرتا تو آپ خوفزدہ

ہوجاتے اور اپنے لئے کبھی بھی کسی پر غضبناک نہیں ہوتے ہاں

رب کی بارگاہ میں کسی نے بے ادبی کی تو آپ نے اسکو معاف نہیں

کیا ——————— کسی سائل

کو آپ نے نامراد نہیں لوٹایا۔ اگر کسی نے آپکے جسم اطہر کے لباس کا

سوال کیا تو لباس بھی دیدیا۔ توفیق ایزدی آپکی جستجو میں رہتی

اور تائید الٰہی آپکی مددگار تھی۔ علم الٰہی نے آپکو مزین ومرصع کردیا

خدائے وحدہٗ لاشریک کے قرب نے آپکو مؤدب بنادیا تھا خطب وتقریر آپکا شعار اور خط وتحریر آپکے سفیر تھے۔ انس ومحبت آپکے جلیس وہمنشین تھے آپکے دریائے کرم سے ہر کس وناکس فیضیاب تھا۔ صدق آپکا مشاہدہ۔ فتح آپکا سرمایہ اور حلم وبردباری آپکا کام تھا۔ ذکر الٰہی آپکا وزیر اور حقیقت خداوندی میں راتوں کو غور وفکر کرنا آپکا محبوب مشغلہ تھا۔ کشف آپکی غذا اور مشاہدہ جمال الٰہی آپکے لئے شفا تھی۔ آپکا ظاہر شرع محمدی کے آداب سے آراستہ تھا اور آپکا باطن نور حقیقت الٰہی سے مجلّٰی۔ رضی اللہ عنہٗ

یہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کے اوصاف حمیدہ وکمالات رافعہ کا انتہائی مختصر وجامع تبصرہ کہا جاسکتا ہے اور اگر ذہن وفکر کی توانائیوں کے ساتھ غور کیا جائے تو یہ حقیقت واضح ہوسکتی ہے کہ آپکو ان اوصاف حمیدہ وکمالات رافعہ کی تحصیل کے سلسلہ میں کسقدر محنت ومشقت کرنی پڑی ہوگی کتنے مجاہدے وریاضتیں کی ہونگی کتنی مصیبتیں اور دشواریاں آپنے جھیلیں ہونگی اور ان محنتوں وریاضتوں کو خدائے قدیر نے شرف قبولیت سے نواز کر آپکو ان محنتوں اور کوششوں کے صلہ میں مراتب عالیہ عطا فرمایا۔

مسلمانوں کو چاہئے کہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کے اخلاق حسنہ وحیات طیبہ کے ذکر جمیل کو بغور پڑھیں اور سوچیں کہ اسلام اپنے چاہنے والوں سے کن پاکیزہ کردار واعلیٰ اخلاق کا مطالبہ کرتا ہے اور دنیا میں فلاح وبہبودی وآخرت کی سرخروئی حاصل کرنے کے لئے کس قسم کے اخلاق واوصاف درکار ہیں۔ اگر مسلمان شہنشاہ جیلاں کی مقدس زندگی کے آئینہ میں ان اخلاق کریمانہ واوصاف حمیدہ کا مشاہدہ کر کے

کما حقہ سبق حاصل کریں اور اپنی زندگی میں یہی اخلاق واوصاف پیدا
کریں تو یقیناً یہ مسلمانوں کے لئے زبردست کامیابی وسعادت مندی کی
ضمانت ہے خصوصاً سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے عقیدت ومحبت
رکھنے والوں کو دین کے مسیحا اپنے روحانی پیشوا سرکار جیلاںؔ کی مبارک زندگی
کے اصولوں کو اپنا کر سعادت مندی حاصل کرنی چاہئے۔

سیرت غوث اعظم ایک نظر میں

محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے اپنی معرکۃ
الآرا تصنیف اخبار الاخیار میں حمد ونعت کے بعد اصل کتاب کا آغاز سرکار
غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مقدس حالات اور فضل وکمالات سے
کیا ہے اپنی اس کتاب میں حضرت شیخ موصوف نے آپکی ذات مبارکہ سے
متعلق جو کچھ تحریر کیا ہے اسمیں ابتدا سے صرف حلیۂ مبارکہ تک جو مضمون سپرد
قلم فرمایا ہے اگر اسے بنظر غائر دیکھا جائے تو وہ گویا اجمالی طور پر سیرت غوث اعظم
ہے۔ اہل علم کی ضیافت طبع کے پیش نظر پہلے اصل عبارت نقل کی جاتی
ہے اور اس کے بعد اردو ترجمہ پیش کیا جارہا ہے تاکہ ایک نظر میں سیرت
غوث اعظم کا خلاصہ سامنے آجائے اور پوری کتاب کا مطالعہ کرنے کے بعد
آپکے حالات مقدسہ سے ناظرین کا ذہن چند لمحہ میں تازہ ہوجائے۔

قطب الاقطاب فرد الاحباب الغوث الاعظم
شیخ الشیوخ العالم غوث الثقلین امام الطائفتین

شیخ الطالبین شیخ الاسلام محی الدین ابو محمد عبد
القادر الحسنی الحسینی الجیلانی رضی اللہ عنہ
از اکمل اولیا اہل بیت و از اعاظم سادات حسینیہ
است از احفاد عبد اللہ محض بن حسن مثنیٰ
بن امام المسلمین حسن بن امیر المومنین علی مرتضیٰ
است رضوان اللہ وسلامہ علیہم اجمعین
منسوب ست بجیل کہ آں را جیلان وگیلان
نیز گویند تولد شریف آنحضرت سنہ سبعین و بروایتی احد و سبعین وار
بعمائۃ است و مدت قصد او مر تدریس و فتویٰ را سی وسہ سال و مدت کلام
او بر مردم و ارشاد خلق چہل سال و عمر آنحضرت نود سال و وفات او سنۃ
احدی وستین وخمسمائۃ —— و در ثمان وثمانین واربعمائۃ کہ
سال عمر آنحضرت ہیژدہ بود ببغداد قدوم سعادت لزوم ارزانی داشت
وقصد اشیاخ وائمہ واعلام است وعلمائے سنت واعیان دین نمودہ اول
قرآن عظیم را بار روایت و درایت وسر وعلن بنعت اتقان تجوید فرمود واز
اعلام محدثین واعظم مستندین وعلمائے متقین استماع حدیث نمودہ
در تحصیل علوم وتکمیل آں فرمودہ در جمیع علوم اصولاً وفروعاً مذہباً وخلافاً
از جمیع اعلام بغداد بلکہ کافۂ علمائے بلاد گشت حتی فاق الکل فی الکل
وصار مرجعاً فی الجمیع بعد از اں حق عز وعلا او را بر خلق ظاہر گردانید وقبول
عظیم وعظمت تمام در قلوب خواص وعوام نہاد وبمرتبۂ قطبیت کبریٰ وولایت

عظمٰے مخصوص گردانید و جمیع طوائف را از فقہا و علماء و طلبہ و فقراء از اقطار
ارض و آفاق عالم توجہ بجناب عرش مآب او داد و ینابیع حکمت از محیط قلب
او بر ساحل لسان جاری ساخت و از ملکوت اعلیٰ تا بہبود اسفل صیت
کمال و آوازۂ جلال او در افگند و علامات قدرت و امارات ولایت و شواہد
تخصیص و دلائل کرامت او را آفتاب نصف النہار ظاہر و باہر تر گردانید
و مفاتیح خزائن جود و ازمہ تصرفات وجود را بقبضۂ اقتدار و دست اختیار
او سپرد و قلوب جمیع طوائف انام را مسخر سلطان ہیبت و قہرمان عظمت
او ساخت و کل اولیائے وقت را در حفاوہ نفاس و ظل قدم و دائرۂ امر
او گذاشت تا مامور شد من عند اللہ بقول او " قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ
و جمیع اولیائے وقت حاضر و غائب قریب و بعید و ظاہر و باطن گردن اطاعت
و سر انقیاد نہادند خوفا من الرد و طمعا فی المزید فہو قطب الوقت و سلطان
الوجود امام الصدیقین وحجۃ العارفین روح المعرفۃ و قلب الحقیقۃ خلیفۃ اللہ
فی ارضہ و وارث کتابہ و نائب رسولہ الوجود والبحت والنور الصرف سلطان الطریق
والمتصرف فی الوجود علی التحقیق رضی اللہ عنہ و عن جمیع الاولیاء حضرت سیدنا
محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ اہل بیت کے ولیوں میں کامل
ترین ہیں اور سادات حسینہ ہیں بہت معظم و بزرگ عبد اللہ محض بن حسن
مثنیٰ ابن امام المسلمین حسن بن مجتبےٰ ابن امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ
وجہہ الکریم (رضی اللہ عنہم) کے پوتے ہیں ایران کے ایک قریۂ جیلان میں
آپ چار سو ستر ۴۷۰ھ یا ۴۷۱ھ نبوی میں پیدا ہوئے۔ اسی

مناسبت سے آپ جیلانی یا گیلانی کہلاتے ہیں۔

تینتیس ۳۳ سال تدریس وفتویٰ نویسی میں گذرے۔ چالیس ۴۰ سال تک مخلوق کو اپنے وعظ وخطب کے ذریعہ راہ راست کی طرف بلاتے رہے نوے ۹۰ سال کی عمر پائی۔ ۵۶۱ھ میں وصال فرمایا۔

۴۸۸ھ میں جب آپکی عمر شریف اٹھارہ سال تھی بغداد شریف تشریف لائے اور یہاں کے علماء ومشائخ سے پہلے قرآن کریم کو نقلاً و عقلاً بتجوید سے ختم فرمایا اسکے بعد جید عالموں اور محدثوں سے حدیث کی سماعت فرمائی۔ اصول حدیث فقہ تفسیر اور دیگر علوم وفنون مروجہ کی تکمیل فرمائی اور صرف علماء بغداد نہیں بلکہ ملک کے علماء سے بڑھ گئے اور علماء وفضلاء کے مرجع ہو گئے۔

اسکے بعد اللہ جل مجدہٗ نے آپکو لوگوں پر ظاہر فرمادیا۔ تمام لوگوں کے دلوں میں آپکی عظمت ومحبت پیدا کردی۔ قطبیت کبریٰ اور ولایت عظمیٰ کے مرتبہ پر فائز فرماکر تمام علماء وفضلاء وشیوخ وطلبہ اور کافۂ انام کو آپکی طرف متوجہ کردیا۔ آپ کا قلب مبارک جو اسرار الٰہی کا دریا تھا۔ زبان کے ذریعہ اس دریا سے حکمت کے چشمے جاری کردیئے۔

ملکوت اعلیٰ سے زمین کی تہ تک آپکے کمال وجلال کا اعلان فرمادیا۔ آپ کی قدرت کی علامتیں ولایت ومشاہدہ کی نشانیاں کرامت کے دلائل آفتاب نصف النہار سے بھی زیادہ ظاہر و باہر کردیا۔

جود وسخا کے خزانہ کی کنجیاں اور مخلوق کے تصرفات کی لگام آپکے

قبضۂ اقتدار اور دستِ اختیار میں سونپ دیا۔ اور تمام لوگوں کے دلوں میں آپکا رعب ڈال دیا۔ تمام اولیاءِ وقت آپکے مطیع و فرمانبردار بنادیئے گئے یہانتک کہ حکم الٰہی ہوا کہ اعلان کردو کہ میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے۔ آپکے اعلان کرتے ہی تمام اولیاء وقت خواہ حاضر تھے یا غائب، نزدیک تھے یا دور ظاہر تھے یا چھپے ہوئے اپنا اپنا سر جھکا لیا اور آپکے مطیع ہوگئے۔ اس اُمید پر کہ آپکی اطاعت کے ذریعہ ہمارے مرتبے بلند ہوں اور اس بات کے خوف سے کہ آپکی نافرمانی سے ہماری ولایت چھن جائے گی۔

حضرت شیخ قطب وقت غوث اعظم خلیفۃ اللہ وارث کتاب الٰہی نائب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سلطان طریق اور مخلوق میں تصرف کرنے والے ہیں۔ (انتہےٰ)

رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعن جمیع الاولیاء الکرام اجمعین ٥

محبوب سبحانی غوث صمدانی ابو محمد شیخ عبد القادر جیلانی

سرکار غوث اعظم

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے

فضائل و کمالات

خرق عادات و کرامات

۴۸۶
۹۲

پڑھتے! ہو شہ جیلاں کے فضائل آسیؔ!
ہر فضیلت کے وہ جامع ہیں نبوّت کے سوا
حضرت آسی علیہ الرحمۃ

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی کرامات وخرقِ عادات کتابوں کے اندر اس کثرت کے ساتھ منقول ہیں کہ شاید کسی دوسرے بزرگ کے نہ ہونگے۔

حضرت امام یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی کرامات کی تعداد حدِ شمار سے افزوں ہیں اور اکثر پایۂ تواتر کو پہونچی ہوئی ہیں اس سلسلے میں دارا شکوہ کے یہ الفاظ ہیں

"اگرچہ آنحضرت در ایام حیات بظہور رسیدہ وآنچہ الحال نیز مشاہدہ نمودہ می شود جمع کنم کتابے کلانے می شد"

محقق علی الاطلاق حضرت شیخ عبد الحق صاحب محدث دہلوی ایک معاصر بزرگ شیخ علی بن ہیتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روایت نقل فرماتے ہیں

"ندیدم ہیچ یکے از اہل زماں خود را اکثر الکرامات از شیخ عبد القادر ہر وقت ہر کہ از ما خواہد کہ از وے کرامتے مشاہدہ می کند خوارق ظاہر میگردد وگاہے از وے وگاہے در وے گاہے بوے۔"

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے فضائل وکمالات اور آپ کی بیشمار کرامات میں سے بقدر اختصار پیش کیا جاتا ہے۔

گویا آسمان زمین پر

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں۔ اِنَّ یَدِیْ عَلٰی مُرِیْدِیْ کَالسَّمَآءِ عَلَی الْاَرْضِ"۔ بیشک میرا ہاتھ میرا پنجہ میرے مرید کے اوپر اسطرح سایہ فگن ہے جیسے کہ آسمان زمین کے اوپر۔

دوسری جگہ فرماتے ہیں اِنْ لَمْ یَکُنْ مُرِیْدِیْ جَیِّدًا فَاَنَا جَیِّدٌ اگر میرا مرید طاقتور نہیں تو کوئی بات نہیں ہیں تو اس کا آقا طاقت والا ہوں

دوسری جگہ آپ ارشاد فرماتے ہیں اگر میرا مرید میرا نام لیوا مشرق میں ہو اور میں مغرب میں ہوں اور اس کا ستر کھل جائے تو میں اسکی ستر پوشی اپنے ہی مقام سے بیٹھے بیٹھے کردوں گا۔ اور تا قیامت میرے سلسلہ والے اگر ٹھوکر کھا کر گرنے لگیں گے تو میں انھیں سنبھالتا رہوں گا اور سہارا دیتا رہوں گا۔"

اس کا نصیبہ بلند ہے

ایک مقام پر سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ ارشاد فرماتے ہیں

اس شخص کا نصیبہ بہت بلند ہے جس نے میری زیارت کی یا میرے دیکھنے والے کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔

میں عزم مستحکم والا ہوں

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ قصیدہ غوثیہ میں ارشاد فرماتے ہیں۔ ؎ مریدی لاتخف واش خانی ﴿ عزوم قاتل عند القتال

میرے مرید خوف نہ کر کسی دشمن سے کہ بلاشبہ میں عزم مستحکم والا اور جنگ

کے وقت سخت قتال کرنے والا ہوں۔

مچھلیوں نے قدم بوسی کی

ایک دفعہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ اہل بغداد کی نظروں سے غائب ہو گئے۔ لوگوں نے تلاش کرنا شروع کر دیا۔ معلوم یہ ہوا کہ آپ دریائے دجلہ کی جانب تشریف لے گئے ہیں وہاں پہونچ کر لوگوں نے دیکھا کہ آپ پانی پر مشی فرما رہے ہیں یعنی چل رہے ہیں اور دریائے دجلہ کی ساری مچھلیاں نکل نکل کر آپکو سلام کرتی ہیں اور قدم مبارک کا بوسہ لے رہی ہیں۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے ایک بہترین قسم کا حسین مصلّٰے فضا میں معلق ہو کر بچھ گیا اور اس کے اوپر دو سطریں لکھی ہیں۔ سطر اوّل میں اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ ط اور دوسری سطر میں۔ سَلَامٌ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الْبَیْتِ اِنَّہٗ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ط لکھا ہے۔

اتنے میں بہت سے لوگ اس مصلے کے قریب جمع ہو گئے۔ ظہر کا وقت تھا تکبیر کہی گئی۔ آپ نے امامت فرمائی جب تکبیر کہتے تو حاملان عرش آپکے ساتھ تکبیر کہتے اور جب تسبیح پڑھتے تو ساتوں آسمان کے فرشتے آپکے ساتھ تسبیح پڑھتے تھے اور سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہتے تو آپکے لبوں سے نکل کر سبز رنگ کا نور آسمان کی طرف جاتا۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو یہ دعا فرمائی کہ اے رب قدیر تیری بارگاہ میں تیرے محبوب کے واسطے دعا کرتا ہوں کہ تو میرے مریدوں اور میرے مریدوں کے مریدوں کی روحوں کو جو

میری طرف منسوب ہوں بغیر توبہ کے قبض نہ فرمانا۔ سہل بن عبد اللہ تستری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ آپکی اس دعا پر ہم سبھوں نے فرشتوں کی ایک بڑی جماعت کو آمین کہتے ہوئے سُنا۔ دعا کے بعد ایک ندائے غیبی سُنائی دی۔ اَبْشِرْ فَاِنِّیْ قَدِ اسْتَجَبْتُ لَکَ اے عبد القادر خوشخبری ہو تمھارے لئے یہ کہ میں نے تمھاری دعا قبول کرلی۔

شیخ بقا بن بطو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ کسی شخص نے سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ آپکے مریدوں میں پرہیزگار اور گنہگار دونوں ہونگے۔ آپ نے اپنے غلاموں کے لئے کتنا تسلی بخش جواب عنایت فرمایا میں مگر پرہیزگار میرے لئے اور میں گنہگاروں کیلئے۔

وہ میرا مرید ہے

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ایک شخص نے عرض کیا کہ حضور اگر کوئی شخص اپنے کو حضور کا مرید بتلاتا ہو اور آپ کی غلامی کا اظہار کرتا ہو اور درحقیقت اس نے آپکے دست مبارک پر شرف بیعت نہ حاصل کیا ہو اور آپکے دربار گہربار سے اسے خرقہ نہ ملا ہو تو کیا وہ حضور کے مریدوں میں شمار کیا جائیگا۔؟ ارشاد فرمایا تا قیامت جو شخص میرے سلسلے میں داخل ہوگا اور اپنے کو میرا مرید کہے گا بیشک وہ میرا مرید ہے اور میرے مریدوں میں شامل ہوگا۔ ہمیشہ میں اسکی نصرت و حمایت اور دستگیری کرتا رہوں گا اور وقت آخر اسے توبہ کی توفیق نصیب ہوگی۔ شیخ علی بن ہیتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اکثر یہ کہا کرتے تھے کہ کسی مرید کا

پیر سرکار غوث اعظم کے مرید کے پیر سے افضل نہیں ہو سکتا۔

ایک عہد نامہ عطا ہوا

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل و کمالات کو احاطۂ تحریر میں سمیٹنا ناممکن ہے۔ حضرت خود ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھ کو میرے رب نے ایک عہد نامہ یا اقرار نامہ عطا فرمایا جسکی لمبائی مشرق سے مغرب تک ہے۔ اور بعض روایتوں میں اسکی لمبائی مثل وسعت نظر کے بتلائی گئی۔ اسمیں میرے سلسلہ والوں کے نام لکھے ہیں۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ یہ سب بخشے ہوئے ہیں۔ ایکمرتبہ آپ نے داروغۂ دوزخ سے دریافت فرمایا کہ کیا تمھارے یہاں میرے سلسلہ والوں میں سے کوئی شخص ہے جواب دیا کہ آپ سے نسبت رکھنے والوں کو مجھے رکھنے کی اجازت ہی نہیں ہے۔

اکسیر اعظم

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص مجھے پکارے اور مجھ سے مدد مانگے میں اس سے اسکی مصیبت دور کروں اور میرے وسیلہ خدا سے کچھ طلب کرے اسکی حاجت بر آئے گی۔ اسکے متعلق بہت سے واقعات شاہد ہیں مشائخ کرام کا ذاتی تجربہ ہے کہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسم مبارک کا وظیفہ اور درود پاک کا ورد کرنا ہی حصول مقاصد کے لئے اکسیر اعظم ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف لطیف "الانتباہ" میں قضائے حاجات کے لئے مشائخ کرام سے نقل فرماتے ہوئے ایک ختم کی تعلیم کرتے ہیں کہ جب کسی شخص کو کوئی مشکل

پیش آوے تو پہلے بہ نیت نفل دو رکعت نماز پڑھے پھر ایکسو گیارہ مرتبہ درود شریف بعدہٗ ایک سو گیارہ مرتبہ کلمہ تمجید پھر ایک سو گیارہ بار یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ پڑھے اس سے اس کی حاجت بر آئے گی اور پریشانیوں سے چھٹکارا پا جائے گا۔

کھڑاؤں کا کمال

شیخ ابو عامر عثمان اور شیخ عبدالخالق حریمی بیان فرماتے ہیں کہ ایکمرتبہ ہم تیسری صفر ۵۵۵ھ کو آپکے مدرسہ میں حاضر تھے۔ ناگاہ آپ اٹھے اور کھڑاؤں پہن کر وضو فرمایا پھر دو رکعت نماز پڑھی جب نماز سے فارغ ہوئے۔ تو ایک چیخ ماری اور ایک پیر کی کھڑاؤں کو ہوا میں پھینک دیا۔ جو ہماری نگاہوں سے غائب ہوگئی۔ پھر دوسرے پیر کی کھڑاؤں بھی ہوا میں پھینک دی استفسار کی تو بھلا کس کو جرأت تھی۔ البتہ ہم نے دن اور تاریخ نوٹ کر لیا۔ تین دن کے بعد ایک قافلہ تاجروں کا آیا اور آپکی خدمت میں کچھ کپڑے اور نقد روپے بطور نذر پیش کئے اور ساتھ ہی اس دن والی کھڑاؤں بھی حاضر خدمت کیا ہم لوگوں کو بڑی حیرت ہوئی۔ اس قافلے سے ہم نے حالات معلوم کئے تو انھوں نے بتلایا کہ ہمارا قافلہ جنگل سے گذر رہا تھا رہزنوں نے ہمیں گھیر کر لوٹ لیا۔ اسوقت ہم نے حضرت کو پکارا فوراً ہم نے دو چیخیں ایسی سنیں کہ سارا جنگل دہل گیا۔ ہم سمجھے کہ شاید کوئی ہماری مدد کو آگیا۔ لیکن بظاہر کوئی نظر نہ آیا۔ قافلے کا ہر ہر فرد غوث اعظم کی مدد کا منتظر تھا کہ اتنے میں ان رہزنوں میں سے دو شخص افتاں وخیزاں اور پریشان

حال بھاگے ہوئے ہم سے آکر کہنے لگے کہ خدارا ہمارا قصور معاف کردو اور چل کر اپنا مال واپس لے لو۔ جب ہم لوگ اس جگہ پر پہونچے تو دیکھا کہ وہ دونوں سردار مردہ پڑے ہیں اور یہ دونوں کھڑاؤں ان کے سینوں پر رکھی ہیں پھر ان رہزنوں نے پورا واقعہ بیان کیا اور ہمارا مال و اسباب واپس کردیا۔ پس اسی وقت اس مال میں حضور کی نذر مان دی۔ لہٰذا ہملوگ اس وقت ادائے نذر کی غرض سے حاضر ہوئے ہیں۔ اس واقعہ کی تاریخ و دن ملانے سے بالکل مطابق ہوا۔

دنوں اور مہینوں کی حاضری

شیخ ابو القاسم سے روایت ہے کہ ایک روز میں اور ابو سعود ابو بکر، شیخ ابو الخیر، بسر بن محفوظ، شیخ ابو حفص عمر شیخ ابو العاص احمد امکانی، اور شیخ عبد الوہاب سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت بابرکت میں حاضر تھے۔ جمعہ کا دن تھا اور ۶۰۰ھ جمادی الاخرا کی ۳۰ تاریخ تھی۔ ایک شخص خوبصورت و حسین نوجوان آکر ادب سے بیٹھ گیا اور عرض کرنے لگا۔ اے اللہ کے ولی آپ پر سلام ہو میں رجب کا مہینہ ہوں آپکو خوشخبری دینے آیا ہوں کہ یہ مہینہ لوگوں کے لئے بہت مبارک ہے چنانچہ اس مہینہ میں لوگ نیک کاموں میں زیادہ مصروف رہے۔

اتوار کے دن یہ مہینہ ختم ہوگیا میں بھی حاضر دربار تھا ایک شخص نے آکر سلام کے بعد باادب عرض کرنے لگا کہ میں شعبان کا مہینہ ہوں آپکو کوئی خوشخبری یا بشارت سنانے نہیں آیا ہوں بلکہ یہ بتلانے آیا ہوں کہ

اس مہینہ میں ملک حجاز کے اندر گرانی زیادہ ہوگی۔ خراسان میں خونریزی و غارتگری ہوگی۔ تلواریں چلیں گی اور شہر بغداد میں بیماری سے بہت سے لوگ مرجائیں گے۔ چنانچہ چند ہی دنوں کے بعد اس قسم کی اطلاعات موصول ہونے لگیں۔ اور بغداد میں بیماری کا ایسا زور ہوا کہ کافی لوگ مر گئے۔

پھر ایک دن شیخ نجیب الدین سہروردی، شیخ ابوالحسن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قاضی ابوالعلیٰ محمد بن بزاز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور شیخ علی بن ہیتی رحمۃ اللہ علیہ موجود تھے۔ ایک وجیہہ و باوقار شخص آیا اور سلام کے بعد عرض کیا میں رمضان کا مہینہ ہوں اب آئندہ آپ سے ملاقات نہ ہوسکے گی۔ چنانچہ آنے والے سال کے ربیع الثانی ہی میں آپ وصال فرما گئے۔ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر یہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ کے بعض بندے ایسے ہیں جنکے پاس مہینے مجسم ہو کر آتے ہیں۔ اسکی اچھائی برائی سے انھیں خبر دیتے ہیں۔ آپکے صاحبزادہ حضرت شیخ سیف الدین عبدالوہاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ سال کا کوئی مہینہ ایسا نہیں ہوتا تھا کہ شروع ہونے سے قبل آپکے پاس نہ آتا ہو اور اگر اس میں نزول خیر ہونے والا ہوتا تو اچھی شکل میں حاضر ہوتا تھا اور کوئی برائی پیش آنے والی ہوتی تو بری شکل میں۔

میری نگاہیں لوح محفوظ پر لگی رہتی ہیں

ایک روایت میں حضرت ابوحفص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے

ہیں کہ ہمارے شیخ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ اپنی مجلس میں کُلا
زمین سے کرّہ ہوا میں مشی فرماتے تھے اور فرماتے تھے کہ آفتاب طلوع نہیں ہوتا ہے ۔ تا
وقتیکہ میری بارگاہ میں سلام نہ بھیجے میرے رب کی عزت وجلال کی قسم
تمام شقی وسعید میرے پیش نظر کئے جاتے ہیں ۔ میری نگاہیں لوح محفوظ
سے لگی رہتی ہیں ۔ پروردگار عالم کے علم ومشاہدہ کے سمندر میں غوطہ زن
رہتا ہوں مخلوق پر میں حجۃ الہیہ ہوں اور جدِّ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا
نائب خاص ہوں اور زمین پر حضور کا وارث ۔

بچہ تندرست ہو گیا شیخ ابوالحسن ہیتی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ فرماتے
ہیں ایکمرتبہ میں سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مدرسہ میں حاضر تھا ۔
ایک مالدار تاجر ابوغالب فضل اللہ ابن اسمٰعیل بغدادی ازجی باریاب ہوا
اور بصد ادب عرض کیا کہ حضور آپکے جدِ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے
کہ جب کوئی شخص دعوت پیش کرے تو قبول کرلینی چاہیئے خادم آپکی خدمت
میں عرض گذار ہے کہ میری دعوت قبول فرمالیجئے ۔ آپ نے فرمایا اگر مجھ کو اجازت
مل گئی تو ضرور شریک ہونگا اسکے بعد تھوڑی دیر آپ نے مراقبہ میں سر کو جھکالیا پھر سر
مبارک اٹھا کر فرمایا مجھے اجازت مل گئی اب میں ضرور آؤں گا ۔ مطمئن رہو ۔ وقت
معینہ پر آپ اپنی سواری پر سوار ہو کر روانہ ہوئے ۔ شیخ علی بن ہیتی نے آپکی
دائیں رکاب تھامی اور ابوالحسن نے بائیں رکاب پکڑی اور تاجر کے مکان پر
پہونچ گئے وہاں علماء ومشائخ کرام کی ایک بڑی جماعت پہلے سے موجود
تھی دستر خوان بچھایا گیا اور طرح طرح کے کھانے چنے گئے پھر ایک بڑا سا

ٹوکرا جسکے اوپر چادر پڑی تھی۔ دو شخص اٹھائے ہوئے لائے اور دسترخوان کے ایک کنارے پر رکھدیا اسکے بعد داعی نے کہا بسم اللہ کیجئے۔ لیکن سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ ہنوز مراقبہ میں سر جھکائے بیٹھے رہے۔ آپنے کھانا شروع نہیں فرمایا اسلئے کسی کو بھی جرأت نہ ہوسکی۔

چند لمحے کے بعد آپنے اپنے دونوں محترم رفقاء کو حکم دیا کہ اس ٹوکرے کو کھولو۔ حکم عالی کے مطابق دونوں نے ملکر اس ٹوکرے کو کھولا اور آپکے سامنے لاکر رکھدیا۔ اس میں سے ایک مادرزاد اندھا مفلوج و مجذوم بچہ نکلا۔ یہ بچہ ابو غالب سوداگر ہی کا تھا۔ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے یہ دیکھتے ہی فرمایا۔ اللہ حیٌ قیومٌ کے حکم سے تندرست ہوکر کھڑے ہوجاؤ۔ یہ فرماتے ہی وہ بچہ بالکل صحیح و سلامت اور تندرست ہوکر کھڑا ہوگیا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے یہ بچہ کبھی بیمار ہی نہیں تھا۔

شیخ ابو سعید قیلوی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے یہ واقعہ سنا تو فرمایا سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ، مادرزاد اندھے اور جذامیوں ہی کو نہیں اچھا کردیتے ہیں بلکہ اللہ کے حکم سے مُردوں کو بھی زندہ فرمادیتے ہیں۔

لنجا تندرست ہوگیا

قدوۃ العارفین حضرت ابو الحسن علی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ رافضیوں کی ایک جماعت آپکی خدمت میں حاضر آئی اور دو بڑے خشک کدو سربمہر آپکے سامنے رکھدیئے اور دریافت کیا بتلایئے اس میں کیا ہے۔ آپنے ان دونوں میں سے ایک کے اوپر دست

مبارک رکھ کر فرمایا اس میں ایک آفت رسیدہ بچہ ہے۔ پھر وہ کھولا گیا تو ایک لنجا بچہ گوشت کے لوتھڑے کی طرح نکلا۔ فرمایا "قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ" وہ بچہ اسی وقت تندرست و توانا ہو گیا۔ اور چلنے لگا۔

پھر سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوسرے کدو کے اوپر ہاتھ رکھ کر فرمایا اس میں ایک صحیح سلامت بچہ ہے کھولا گیا تو ایک تندرست بچہ نکلا حضرت نے اس کی پیشانی کے بال پکڑ کر فرمایا "اپاہج ہو جا" اتنا کہنا تھا کہ اسی وقت وہ بچہ لنجا ہو گیا۔

یہ کرامات دیکھ کر رافضیوں نے اپنے باطل مذہب کو چھوڑ کر سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست مبارک پر بیعت کی اس واقعہ کو دیکھ کر تین مردانِ حق جاں بحق ہو گئے۔

رجال الغیب پر حکومت

فقیہہ ابو المعالی عبد الرحیم بن مظفر قریشی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں ایک دفعہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کے لئے حاضر ہوا آپ اس وقت مکان کی چھت پر نماز چاشت ادا فرمار ہے تھے۔ میں بھی وہیں چلا گیا۔ اچانک جو میری نظر میدان کی جانب اٹھی تو دیکھا کہ رجال الغیب کی چالیس صفیں دست بستہ کھڑی ہیں اور ہر ہر صف میں ستر افراد ہیں جب ان سے پوچھا گیا تم لوگ بیٹھتے کیوں نہیں ہو تو انھوں نے جواب دیا کہ جب تک قطب زماں بیٹھنے کی اجازت نہ عطا فرمائیں گے۔ اسوقت تک ہم لوگ نہیں بیٹھ سکتے۔

کیونکہ ہمارے اوپر انھیں کا سایہ انھیں کا ہاتھ ہے اور ہم سب انھیں کے زیر حکومت ہیں اسکے بعد جب آپ نے سلام پھیرا اور نماز سے فارغ ہو گئے تو رجال الغیب کی صفوں میں کچھ حرکت پیدا ہوئی پھر یکے بعد دیگرے آپ کی خدمت میں قدمبوسی کے لئے حاضر ہونے لگے ان میں سے ایک ایک آتا تھا اور قدمبوسی کر کے پیچھے چلا جاتا تھا جب سب فارغ ہو گئے تو آپ نے انھیں بیٹھنے کا حکم دیا اور وہ سب مؤدب ہو کر بیٹھ گئے پھر انھیں نصیحت فرمانے لگے۔

بارش اور سیلاب موقوف

شیخ عدی بن مسافر سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ آپ وعظ فرمارہے تھے کہ اچانک بارش ہونے لگی۔ لوگوں میں انتشار پیدا ہو گیا تو آپ نے رخ مبارک آسمان کی جانب اٹھا کر فرمایا۔ اے پروردگار عالم میں تو لوگوں کو تیری باتیں سنانے کیلئے بلاتا ہوں اور تیری بارش انھیں بیٹھنے نہیں دیتی اتنا فرمانا تھا کہ بارش منقطع ہو گئی۔

اسی طرح دریائے دجلہ میں ایک مرتبہ بہت ہولناک سیلاب آیا اور پانی اتنا بڑھ گیا کہ بغداد مقدس کے ڈوب جانے کا خطرہ لاحق ہو گیا لوگ حیران و پریشان حال آپکی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا حضور دعا کیجئے ورنہ بغداد تباہ ہو جائے گا۔ آپ نے اسی وقت اپنا عصائے مبارک ہاتھ میں لیا اور چند لوگوں کے ہمراہ ساحل پر تشریف لے گئے ایک مقام پر عصائے مبارک رکھ کر فرمایا " خبردار اے دجلہ اس سے آگے

مت بڑھنا۔ کیا مجال تھی کہ غوث زماں کی حکم عدولی کرجاتا فوراً دجلہ کا پانی اسی جگہ ٹھہر گیا۔

ہمیشہ کیلئے ریزش کا آنا بند

حضرت عبداللہ بن منظور کنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں بارگاہ غوثیت پناہ میں حاضر تھا اس وقت شیخ عارف محمد کو چھینک آئی اور ریزش نکل آئی انھوں نے جھٹ رومال سے صاف کرلیا۔ مگر اس پر انھیں سخت ندامت محسوس ہوئی اور دل میں کہنے لگے کہ مجھے ایسے پاکیزہ دربار میں ناک صاف کرنی چاہئے؟ اور یہ کیا یہ خلاف ادب نہیں ہے مگر واہ رے نگاہ غوثیت پناہ کہ شیخ عارف کے دل کی اس کشیدہ تحریر کو پڑھ لیا اور فرمایا اے محمد کوئی مضائقہ نہیں ہے گھبراؤ مت آج سے تمھیں کبھی تھوک اور ریزش نہ آئے گی۔

شیخ عارف محمد اس واقعہ کے بعد کافی عرصہ تک باحیات رہے مگر پوری زندگی میں اسکے بعد انھیں تھوک اور ریزش کبھی نہ آئی حتیٰ کہ کھانسی و نزلہ کی حالت میں بھی انھیں بلغم تک نہ آیا۔

درخت خرما ہرا ہوگیا

ابو محمد عبدالواحد بن صالح بن یحییٰ قرشی بغدادی سے روایت ہے کہ شیخ علی الہیتی جب علیل ہوجاتے تھے تو شیخ ابوالمظفر اسمٰعیل بن سنان حمیری کے پُرضیا باغیچہ میں چلے جاتے تھے اور کئی کئی روز وہیں تشریف رکھتے تھے اس باغ میں دو درخت کھجور کے بالکل خشک و بیکار ہوگئے تھے اور چار سال

سے اسمیں پھل وغیرہ کچھ نہیں آتا تھا اب انکے کٹوانے کا ارادہ کرلیا گیا تھا حضرت شیخ علی ایک مرتبہ بیمار ہوئے تو سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ انکی عیادت کیلئے اس باغ میں تشریف لیگئے عیادت سے فارغ ہوکر آپ نے بذات خود ان درختوں میں سے ایک کے نیچے بیٹھ کر وضو کیا اور دوسرے کے نیچے دو رکعت نماز پڑھی۔ اللہ اللہ آپکے قدم مبارک کی برکت ملاحظہ کیجئے کہ یکبیک وہ درخت شاداب ہوگئے اور گو کہ اسوقت پھلوں کے آنے کا موسم بھی نہیں تھا مگر ایک ہفتہ کے اندر ان درختوں سے کھجوریں بھی پیدا ہونے لگیں۔

حضرت شیخ صالح ان درختوں سے کھجوریں لیکر سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے آپ نے ان میں سے چند کھجوریں تناول فرمائیں اور دعا دی پروردگار عالم تمھاری زمین تمھارے دراہم تمھارے صاع اور تمھارے مویشیوں میں برکت عطا فرمائے۔

شیخ صالح کا خود بیان ہے کہ اس دعا کی ایسی برکت ہوئی اور آپکا اتنا کرم ہوا کہ اب میں ایک درہم خرچ کرتا ہوں تو اسکے دوگنے فوراً کہیں سے آجاتے ہیں۔ گھر کے اندر اگر سو بورے گیہوں کے رکھتا ہوں اور پچاس صرف کرڈالتا ہوں اور پھر دیکھتا ہوں تو سو کی سو موجود پاتا ہوں۔ مویشی اس قدر بچے دینے لگے ہیں کہ ان کی شمار مشکل سے یاد رہتی ہے۔ دودھ کی اس قدر فراوانی ہے کہ ختم کرنے کی کوشش کے باوجود ختم نہیں کرپاتا۔ غرضکہ آپکی اس دعا کی برکت سے برابر مالدار ہوتا چلا جارہا ہوں۔

جنوں پر حکومت شیخ ابوالفتوح محمد بن ابی العاص یوسف

بن اسمٰعیل بن احمد علی قرشی تیمی بکری بغدادی کا سنے روایت ہے کہ شیخ
ابو سعید عبداللہ بن احمد بن علی بن محمد بغدادی ازجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
۵۲۹ھ میں سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض
کیا کہ میری بچی فاطمہ جسکی عمر ۱۶ سال ہو گی بڑی حسین و جمیل ایک چھت پر
چڑھی اور وہیں سے غائب ہو گئی۔ آپنے فرمایا گھبراؤ نہیں آج رات کو کرخ
کے جنگل میں جاؤ اور پانچویں ٹیلے پر بیٹھ جانا لیکن دیکھو خیال رکھنا اپنے
چاروں طرف ایک لکیر کھینچ لینا اور دائرہ کھینچتے وقت بسم اللہ عبدالقادر
پڑھتے رہنا۔ رات کا کچھ حصہ گذرنے کے بعد جنوں کی جماعتیں گذرنی
شروع ہونگی ان کی شکل و صورت بڑی بھیانک اور ڈراؤنی ہوگی مگر تم بے
خوف و خطر بیٹھے رہنا وہ تمھیں کوئی ضرر نہ پہونچا سکیں گے۔ عین صبح کے
وقت جنوں کا سب سے بڑا بادشاہ اس راستے سے گذرتے ہوئے وہ خود ہی تم
سے تمھارا مقصد دریافت کرے گا تب تم اسکے استفسار پر اپنے مقصد
کا اظہار کر دینا اور یہ کہدینا کہ مجھے شیخ عبدالقادر جیلانی نے تمھارے
پاس بھیجا ہے اسکے بعد اپنی لڑکی کے غائب ہونے کا پورا واقعہ
بیان کرنا۔ محمد بغدادی ازجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے
سرکار غوث اعظم کے حکم کے مطابق عمل کیا اور ٹیلے پر جاکر اپنے چاروں
طرف لکیر کھینچ کر بیٹھ گیا۔ چند ساعت کے بعد خوفناک صورت کے جنوں کا
قافلہ گذرنا شروع ہو گیا۔ ان کی رہگذر میں بیٹھ کر خلل دینا انھیں سخت
ناگوار گذرا مگر دائرے کے اندر انھیں داخل ہونیکی جرأت نہ ہوسکی ساری

رات اس ٹیلے کے قریب سے جناتوں کا قافلوں کا قافلہ گذرتا رہا صبح ہوتے ہی جنوں کا بادشاہ شاہانہ ٹھاٹ کے ساتھ عالیشان گھوڑے پر سوار ہو کر ادھر سے گذرا بادشاہ نے مجھے دیکھتے ہی از خود کلام کیا اور کیفیت معلوم کی تو میں نے جواب دیا کہ مجھے شیخ عبدالقادر جیلانی غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمھارے پاس بھیجا ہے۔ آپ کا اسم گرامی سنتے ہی بادشاہ گھوڑے سے نیچے اتر آیا اور زمین ادب چومی پھر مؤدب ہو کر دائرے کے باہر بیٹھ گیا اور اسکے ہمرکاب جتنے بھی تھے سبھی کنارے کنارے پر جا کر بیٹھ گئے بس وہ عجیب منظر تھا۔ حدِ نگاہ تک جن ہی جن نظر آتے تھے جب بادشاہ نے دوبارہ واقعہ کی تفصیل معلوم کی تو میں نے اپنا پورا واقعہ بیان کیا کہ میری بچی کس طرح چھت پر گئی اور کیسے یک بیک وہاں سے غائب ہو گئی۔

تفصیلی حالات معلوم کرنے کے بعد بادشاہ اپنے ساتھ کے تمام جنوں کی طرف متوجہ ہوا اور بولا کہ بتاؤ تم میں سے کون ہے وہ جس نے یہ حرکت ناشائستہ کی ہے۔ سارے جن لرز اٹھے اور کہنے لگے ہمیں اس کا قطعی کوئی علم نہیں ہے پھر بادشاہ نے اپنے مقرب سپاہیوں کو حکم دیا کہ جس نے بھی یہ ناشائستہ حرکت کی ہو اسے جلد جلد گرفتار کر کے میرے پاس لاؤ۔

تھوڑی دیر میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک جن پا بجولاں بادشاہ کی خدمت میں حاضر کیا گیا جسکے ہمراہ میری غائب شدہ بچی بھی ہے۔ معلوم یہ ہوا کہ یہ چینن کا سرکش جن ہے۔ بادشاہ نے اس سے پوچھا کہ تجھے کس طرح

جرأت ہوئی کہ قطب زماں کی رکاب تلے چوری کرے۔ اس جن نے کہا میں پرواز کرتا ہوا چلا جا رہا تھا اس لڑکی کا حسن دیکھ کر میں عاشق ہو گیا۔ اور اسکو اٹھا لایا۔ بادشاہ کو جلال آ گیا اور اسی وقت اسکا سر تن سے جدا کر دیا اور میری بچی میرے حوالے کر دی۔ میں نے بادشاہ سے دریافت کیا کہ تم لوگ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے بہت مطیع و فرمانبردار ہو۔ بادشاہ نے جواب دیا بیشک ہم انکے فرمانبردار ہیں حضرت تو اپنے مقام سے ہماری نقل و حرکت کو ملاحظہ فرماتے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ جب کسی کو قطب زماں مقرر کرتا ہے تو اسے جن و انس پر قدرت و اختیار عطا فرما دیتا ہے۔

لاعلاج مریض شفایاب

۵۶۰ھ کی بات ہے حضرت ابو عبد اللہ بن خضر حسینی موصلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ میرے والد محترم تیرہ سال تک سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی خدمت میں رہے وہ فرماتے تھے کہ میں نے آپکی بہت سی کرامتیں دیکھیں جن میں سے ایک تو یہ ہے کہ جس مریض کے علاج کو بڑے بڑے حکماء اور اطباء جواب دیتے تھے وہ آپکی خدمت میں لایا جاتا۔ آپ اسکے لئے دعا فرما دیتے تھے اور اسکے جسم پر اپنا دست مبارک پھیر دیتے تھے مشاہدہ شاہد ہے کہ فوراً وہ آپکے سامنے ہی اٹھ کھڑا ہو جاتا اور فضل الٰہی سے بالکل تندرست و توانا ہو جاتا۔

ایک مرتبہ خلیفہ مستنجد باللہ کا ایک عزیز خاص آپکی خدمت بابرکت میں لایا گیا جسپر مرض استسقاء شدید طور پر اثر کر چکا تھا۔ آپنے

اسکے پھولے ہوئے شکم پر دست مبارک پھیر دیا۔ آپکی برکت اور کرامت سے ہاتھ پھیرتے ہی اس کا شکم برابر ہوگیا اور فوری صحت ہوگئی۔

سست اونٹنی تیز رَو ہوگئی

حضرت ابو حفص عمر بن صالح حداوی رحمۃ اللہ تعالے علیہ اپنی کمزور ولاغر اونٹنی لئے حاضر ہو ربار ہوئے اور عرض کیا کہ حج بیت اللہ شریف کا ارادہ رکھتا ہوں مگر میری یہ اونٹنی بہت کمزور ہے جس سے سفر طے کرنا مشکل ہے اور اسکے علاوہ نہ تو دوسری اونٹنی ہے اور نہ ہی پیسے ہیں کہ خرید سکوں۔ حضور کوئی تدبیر فرماویں آپنے اس نحیف اونٹنی کی پیشانی پر اپنا دست مبارک رکھ دیا بس پھر کیا تھا اسی وقت وہ اونٹنی تندرست و تیز رفتار ہوگئی اور ساری اونٹنیوں سے آگے چلنے لگی۔

کبوتری نے انڈے دینا اور قمری نے بولنا شروع کردیا

ایک مرتبہ آپ شیخ ابوالحسن علی بن احمد کنانی کی عیادت کے لئے تشریف لیگئے۔ دورانِ گفتگو انھوں نے کہا کہ حضور میرے یہاں کبوتری اور ایک قمری ہے لیکن نہیں معلوم نو ماہ سے دونوں بولتی ہی نہیں ہیں۔ آپ اُٹھے اور کبوتری کے پاس جاکر فرمایا تو اپنے مالک کو فائدہ پہونچا کر خوش کیا کر۔ پھر قمری کے پاس جاکر فرمایا اب تو بھی اپنے مالک کی تسبیح شروع کردے۔ اللہ اکبر۔ اسی دن سے کبوتری انڈے بھی دینے لگی اور بچے بھی نکالنے لگی اور بولنا بھی شروع کردیا۔ ادھر قمری نے بھی

مست نوائی کے ساتھ بولنا شروع کردیا اور ایسی رسیلی آواز سے بولنے لگی کہ لوگ چلتے چلتے کھڑے ہوکر سننے لگتے تھے۔ یہ سلسلہ ایک زمانہ تک قائم رہا۔

معتبر کتابوں میں شیخ ابوالغنائم سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ میں اور شیخ علی بن ہیتی شیخ الشیوخ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت مبارکہ میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ آستانہ عالیہ کی دہلیز پر ایک پریشان حال نوجوان بے کس و بے بس پڑا ہوا ہے۔ اس نے دیکھتے ہی شیخ علی سے کہا کہ اگر بحضرت شیخ باریابی شفاعت ایں بے بضاعت فراموش نکنی۔

اس کی یہ درخواست سن کر ہم لوگ بارگاہ غوثیت مآب میں حاضر ہوئے تو شیخ علی نے عرض کیا کہ امید ہے اس تیرہ روز کی خطا درگذر فرماوینگے جو آستانہ عالیہ پر بدحال پڑا ہوا ہے حضور نے فرمایا جاؤ میں نے اسکا جرم معاف کردیا۔

شیخ علی یہ سن کر باہر آئے اور اس عتاب زدہ کو خوشخبری سنائی کہ تمھارا قصور معاف ہوگیا۔ میری سفارش قبول ہوگئی اتنا سنتے ہی وہ نوجوان خوش ہوکر اٹھا اور ہوا میں پرواز کرتا ہوا نظروں سے غائب ہوگیا۔

شیخ علی یہ کیفیت دیکھ کر بہت متعجب ہوئے اور اندر آکر حضور سے واقعہ کی نوعیت دریافت فرمائی۔ آپ نے فرمایا کوئی بات نہیں ہے یہ نوجوان مردان غیب میں سے ہے ہوا میں اڑتا ہوا جا رہا تھا ادھر سے جب گذرنے لگا تو اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اب اس شہر میں کوئی مرد کامل نہیں رہ گیا ہے مجھے اس کا غرور ناگوار معلوم ہوا اور اسی وقت میں نے اس کی حالت

پلٹ کر اسے خاک پر ڈال دیا۔

تمہارے منہ سے جو نکلی وُہ بات ہو کے رہی

شیخ مظفر منصور رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے آکر آپ سے ایک بزرگ کا ذکر کیا جو واقعتاً باکمال تھے۔ وہ یہ بھی کہا کرتے تھے کہ میں یونس علیہ السلام کے مقام سے بھی گذر چکا ہوں۔ یہ سنتے ہی آپکی پیشانیٔ مبارک سرخ ہو گئیں اور غضبناک ہو کر فرمایا اس کی روح قبض کر لی گئی وہ بزرگ بالکل تندرست تھے مگر جوں ہی آپکی زبان سے یہ لفظ نکلا وہ فوراً انتقال کر گئے۔

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کی ایک عادت یہ بھی تھی کہ فقراء کے غرور پر سخت غضبناک ہوتے تھے۔

چور کو ابدال بنا دیا

ایک مرتبہ آپکے دولت کدہ پر ایک چور چوری کی نیت سے آیا مکان کے اندر قدم رکھتے ہی دونوں آنکھوں سے اندھا ہو گیا ادھر ادھر ٹکراتا پھرا نکلنے کے لئے راستہ بھی نہ مل سکا۔ بالآخر مجبور ہو کر ایک گوشہ میں بیٹھ گیا۔

صبح گرفتار ہو کر خدمت میں آیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا یہ میرے یہاں دنیا کی دولت چرانے آیا تھا ہم اسے ایسی دولت دیتے ہیں جو ہمیشہ اس کے پاس رہے گی۔ آنکھوں پر دستِ کرامت پھیر دیا جسکی برکت

سے زائل شدہ بینائی پھر عود کر آئی۔ اسکے بعد ایک توجہ فرمادی تو منصب ولایت پر پہونچ گیا۔ نیز کسی مقام کے ابدال کا وصال ہو گیا تھا ان کا قائم مقام بنا کر ان کی جگہ پر بھیج دیا گیا۔

کنجی کا گچھا

ایک مرتبہ آپ وعظ فرما رہے تھے۔ مجلس ہی میں ایک شخص ابوالمعالی کے نام سے سے بھی موجود تھے۔ اسی اثناء میں ان کو حاجت بشری کا احساس ہوا۔ لیکن آداب مجلس کے خیال سے حرکت کی جرات نہ کر سکے۔ جب بے اختیار ہو گئے تو سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب دیکھنے لگے۔ حضور منبر سے ایک زینہ نیچے اترے تو پہلے زینہ پر ایک سر مثل آدمی کے سر کے ظاہر ہوا آپ دوسرے زینہ پر اترے تو اس سرے مونڈھا اور سینہ ظاہر ہوا۔ جیسے جیسے آپ نیچے اترتے تھے۔ وہ شکل بڑھتی جا رہی تھی حتیٰ کہ وہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکل کے ہم مثل ہو گئی۔

انداز کلام رفتار گفتار بالکل حضور کی طرح ہو گیا۔ اس شبیہ کو ماسوا ابوالمعالی یا جس کو بھی اللہ نے چاہا اور کوئی نہ دیکھ سکا۔ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نیچے تشریف لا کر اپنا رومال یا آستین مبارک ان کے سر پر ڈال دیا اسکے بعد ابوالمعالی اپنے کو ایک بہت بڑے جنگل میں پاتے ہیں جسمیں ایک نہر جاری ہے اور ایک درخت بہت ہی بڑا ہے۔ انھوں نے اپنی کنجی کا گچھا اس درخت کی ایک ٹہنی میں لٹکا دیا اور رفع حاجت سے فارغ ہونیکے بعد اسی نہر میں وضو کیا۔ پھر دو رکعت نماز پڑھی۔ ادھر سرکار غوث اعظم نے سر سے رومال

ہٹا لیا اور اُدھر وہ اپنے کو ویسے ہی مجلس میں موجود پاتے ہیں ان کے
اعضاءِ وضو پر پانی کی تری بھی باقی تھی اور سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی
عنہٗ بعینہٖ منبر پر وعظ فرماتے رہے۔ کسی کو احساس بھی نہیں ہوا کہ آپ نیچے
بھی اترے تھے یا نہیں۔ ابوالمعالی بہت حیرت میں ہوئے کہ ابھی تو میں
نے کسی جنگل میں رفع حاجت کیا ہے۔ کسی نہر میں وضو کر کے نماز پڑھی ہے
اور میں یہیں بیٹھا ہوں حسب سابق وعظ بھی سن رہا ہوں وعظ کا کوئی
جملہ مجھ سے نہیں چھوٹا انہیں خیالات میں گم تھے کہ اچانک کنجیوں کا خیال
آیا تو موجود نہیں پایا۔ پھر ذہن میں بات آئی کہ کنجیوں کا یہ گچھا تو اسی درخت
میں لٹکا دیا تھا۔ ایک زمانہ کے بعد ان کو بلادِ عجم کا سفر کرنے کا اتفاق ہوا۔
بغداد شریف سے چودہ دن مسلسل سفر کرنے کے بعد اسی جنگل میں پہونچے۔ غور سے
دیکھا وہی جنگل ہے جہیں اسوقت رفع حاجت کیا تھا اور وہی نہر ہے جہیں
وضو کیا تھا اور آگے بڑھے تو وہ درخت جہیں کنجیوں کا گچھا لٹکا دیا تھا۔
ابتک اسی میں لٹک رہا ہے۔ ابوالمعالی فرماتے ہیں کہ میں واپس لوٹا تو
خدمت میں حاضر ہو کر واقعہ بیان کیا۔ آپ نے کان پکڑا کر ہدایت کی ابوالمعالی
میری زندگی میں یہ واقعہ کسی کے سامنے مت بیان کرنا۔

درسگاہ میں بیٹھے بیٹھے جہاز کو گرداب سے نکال دیا

ایک مرتبہ آپ معمول کیمطابق طلبہ کو درس دے رہے تھے۔ ناگاہ آپ
کا چہرۂ مبارک سرخ ہو گیا اور دونوں ہاتھوں کو چادر کے اندر چھپا لیا۔ چند

ساعت کے بعد دست مبارک باہر نکالا تو آستین سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ طلبہ کہتے ہیں ہیبت وجلال کے سبب استفسار تو نہ کر سکے۔ لیکن تاریخ اور دن لکھ کر رکھ لیا گیا۔ دو مہینہ کے بعد کچھ سوداگر تحفہ وتحائف کیساتھ خدمت میں حاضر ہوئے تاجروں سے جب یہ کیفیت پوچھی گئی تو انھوں نے اپنا سارا واقعہ بیان کیا کہ یہاں سے دو ماہ کی مسافت پر ہمارا جہاز چلا آرہا تھا کہ یک بیک سمندر میں تلاطم پیدا ہوا عنقریب جہاز ڈوبنے ہی والا تھا کہ ہم نے اس عالم بیچارگی میں شیخ عبدالقادر جیلانی کا نعرہ بلند کیا۔ اسی وقت دریا سے ایک ہاتھ نمودار ہوا جس نے ہماری کشتی کو ساحل سے لگا دیا۔ تاریخ ودن ملایا گیا تو مطابق ٹھہرا۔

بیک وقت متعدد جگہوں پر تشریف لیگئے

ایک روایت میں ہے کہ رمضان المبارک کے مہینے میں ایک خادم نے حاضر بارگاہ ہوکر عرض کیا حضور میری تمنا ہے کہ آج میرے غریب خانہ پر روزہ افطار فرمائیں۔ آپ نے منظور فرمالیا وہ خوشی خوشی واپس گئے ان کے بعد ایک دوسرے خادم حاضر خدمت ہوئے اور انھوں نے بھی یہی خواہش ظاہر کی کہ آج میرے یہاں افطار فرمائیں۔ آپ نے ان کی بھی دعوت قبول فرمالی۔ ان کے جاتے ہی تیسرے خادم آئے اور بڑی عاجزی کے ساتھ انھوں نے بھی یہی مدعا پیش کیا ان سے بھی وعدہ فرمالیا اسی طرح ستر خادم آئے اور ہر ایک نے یہی عرض کیا آپ نے کسی کا دل نہ توڑا

اور سب سے وعدہ فرماتے گئے۔ جب افطار کا وقت آیا حضور ایک ہی وقت میں ہر ایک کے یہاں رونق افروز ہوئے اور روزہ افطار کیا۔ صبح کو جب خدام اکٹھا ہوئے تو ایک نے دوسرے سے فخریہ بیان کیا۔ کہ کل حضور کا میرے اوپر بڑا کرم ہوا کہ میرے غریب خانہ پر روزہ افطار فرمایا۔ دوسرے نے کہا تم غلط کہتے ہو کل تو حضور میرے یہاں تشریف لے گئے تھے اور میرے غریب خانہ پر روزہ افطار فرمایا تھا۔

غرضیکہ وہ جتنے بھی دعوت دینے والے تھے سبھی جمع ہو گئے اور آپس میں بحث ہونے لگی۔ شدہ شدہ یہ خبر مدرسہ میں پہونچی تو مدرسہ والوں نے کہا کل تو حضور نے مدرسہ سے باہر قدم بھی نہیں نکالا۔ یہیں موجود رہے اور مدرسہ ہی میں افطار کیا تھا۔

بالآخر سب لوگ خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ حضور یہ کیا بات ہے آپ نے فرمایا اس میں تعجب کی کیا بات ہے؛ اللہ تعالےٰ نے اولیاء اللہ کو اتنی طاقت بخشی ہے کہ وہ بیک وقت متعدد مقامات پر پہونچ سکتے ہیں۔

آفتاب میں چھپنا

سرکار بغداد غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی تاب و طاقت کا کیا پوچھنا ہے۔ عہد شیر خوارگی میں دایہ کی گود سے دودھ پیتے پیتے جست فرما کر آفتاب میں چھپ جاتے تھے جب سن شعور کو پہونچ گئے تو ایک دن دایہ حاضر خدمت ہو کر عرض کرنے لگیں اے ماہتاب قادریت

جس طرح آپ بچپن میں اڑ کر آفتاب میں چھپ جاتے تھے کیا اب بھی ایسا ہوتا ہے فرمایا وہ زمانہ تو میرے بچپنے اور کمزوری کا تھا اس وقت میں آفتاب میں چھپ جاتا تھا اب میری طاقت و قوت کا یہ عالم ہے کہ اگر ایسے ایسے ہزار آفتاب آجائیں تو مجھ میں غائب ہو جائیں انکا کہیں پتہ بھی نہ چلے۔

امراض سے چھٹکارا

حضرت شیخ علی بن ادریس یعقوبی فرماتے ہیں کہ میرے پیر و مرشد حضرت شیخ علی بن ہیتی مجھ کو سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لے گئے اور عرض کیا حضور یہ میرا مرید ہے اس وقت آپ کے جسم اطہر پر ایک چادر پڑی تھی اسے اتار کر مجھے اڑھا دی اور ارشاد فرمایا اے علی تم نے صحت و تندرستی کا جامہ پہن لیا۔ چنانچہ اس وقت سے پینسٹھ سال تک مجھ کو کوئی مرض نہیں چھو سکا۔

قریۂ حلّہ

ایک مرتبہ شیخ ابو المعالی بغدادی بارگاہِ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میرے لڑکے کو ڈیڑھ سال سے بخار آتا ہے دوا علاج کرتے کرتے عاجز آچکے ہیں۔ آپ نے فرمایا جاؤ اس کے کان میں کہدینا۔ شیخ عبد القادر جیلانی نے کہا ہے کہ اے بخار اب تو قریۂ حلّہ میں چلا جا حسب ارشاد اس کے کان میں یہ جملہ کہدیا گیا پھر اسکو آئندہ کبھی بخار آیا ہی نہیں۔

ہاتھ مل گیا

کیمیائی اور بزاز و ابو الحسن علی رحمہم اللہ اجمعین کی روایت

ہے کہ ایک مرتبہ ہمارے شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ، شونیزیہ کے قبرستان میں فاتحہ پڑھنے کی غرض سے تشریف لیگئے جب شیخ حمادؒ رحمۃ اللہ تعالے کے مزار پر پہونچے اسوقت بہت سے لوگ آپکے ہمرکاب تھے جن میں مشائخین کی ایک بڑی جماعت شامل تھی۔ شیخ حمادؒ قدس سرہٗ العزیز کے مزار پر حضرتؒ کافی دیر تک کھڑے رہے یہاں تک کہ آفتاب بلند ہوگیا اور گرمی بڑھ گئی تب آپ وہاں سے آگے بڑھے۔ آپکے رخ انوار پر مسرت و انبساط کے آثار نمودار تھے۔ حاضرین نے عرض کیا کہ حضور اور دوسری قبروں پہ تو تھوڑی تھوڑی دیر ٹھہرے مگر شیخ حمادؒ کے مزار پر اتنی دیر کیوں ٹھہرے رہے کہ آفتاب میں تیزی پیدا ہوگئی اس کا سبب کیا ہے۔ آپنے فرمایا بائیسؔ سال کا زمانہ گذر چکا میں اور میرے ساتھ کچھ لوگ بھی شیخ حمادؒ اور دیگر مشائخ نماز جمعہ پڑھنے کے لئے جارہے تھے۔ جب ہم لوگ پل پر پہونچے تو حضرت حمادؒ نے مجھے پانی میں ڈھکیل دیا۔ انتہائی سردی کا زمانہ تھا میرے ہاتھ میں چند کتابیں بھی تھیں۔ میں نے اپنا ہاتھ پانی سے اونچا کر لیا۔ تاکہ بھیگنے نہ پائیں پھر میں نے پانی سے نکل کر جبہ کو نچوڑ کر پہن لیا لیکن سردی سے بہت تکلیف ہوئی وہ لوگ آگے بڑھ گئے تھے۔ چنانچہ تیزی سے چلکر میں پھر شیخ حمادؒ کے ساتھ ہوگیا ان کے ساتھ کے بعض لوگوں نے پھر مجھ کو پانی میں گرانے کی کوشش کی تو آپنے ان کو جھڑکا اور فرمایا میں نے عبد القادر کو بغرض امتحان پانی میں گرایا تھا مجھے معلوم ہے کہ وہ پہاڑ کی طرح سخت ہیں اپنے استقلال سے ہل نہیں سکتے ہیں۔ آج جب میں ان کی قبر پر آیا تو دیکھا، شیخ

حماد حلۂ نورانی زیب تن کئے ہوئے ہیں۔ تاج یاقوتی ان کے سر پہ رکھا ہے سونے کی نعلیں پہنے ہوئے ہیں غرضکہ ہر طرح عیش و راحت میں ہیں لیکن ایک بازو بیکار کر دیا گیا ہے میں نے وجہ دریافت کی تو انھوں نے جواب دیا۔ شیخ عبدالقادر بائیس ۲۲ برس پیشتر فلاں تاریخ کو جمعہ کیدن پل پر جاتے ہوئے اسی ہاتھ سے تمہیں دھکا دیا تھا اسکے سبب اس ہاتھ کو مفلوج کر دیا گیا ہے کیا تم مجھے معاف کر سکتے ہو۔ میں نے کہا ہاں میں نے معاف کر دیا۔ اسکے بعد انھوں نے کہا تم محبوب سبحانی ہو پروردگار عالم سے مجھے ہاتھ بھی دلوا دو تو میں نے دست دعا دراز کیا۔ پانچسو اولیاء اللہ نے میری دعا پر آمین کہی اور ان کو ہاتھ مل گیا بلکہ اسی ہاتھ سے انھوں نے مجھ سے مصافحہ کیا اسی وجہ سے اتنی دیر ٹھہرنا پڑا جب کامیابی ہو گئی تو وہاں سے واپس ہوئے اور مجھے بڑی خوشی ہوئی۔

دریا چھوڑ نہر کے پاس

شیخ عمر بزار رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا بیان ہے کہ ایکدن شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ کی قدمبوسی کے لئے حاضر ہوا جوں ہی انھوں نے مجھے دیکھا فرمایا دریا چھوڑ کر نہر کے پاس آئے ہو اسوقت تو شیخ عبدالقادر جیلانی تمام اولیاء کے سردار ہیں۔

جسکو چاہیں روک لیں جسے چاہیں چھوڑ دیں

حضرت شیخ سہروردی جو سلسلۂ سہروردیہ کے امام ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے چچا سے پوچھا اے چچا آپ شیخ عبدالقادر جیلانی کا اسقدر کیوں ادب کرتے ہیں فرمایا میں انکا کیوں نہ ادب کروں جبکہ اللہ نے ان کو تصرف کامل عطا فرمایا ہے۔ عالم

ملکوت پر بھی ان کو تصرف حاصل ہے۔ میرے کیا تمام اولیاء اللہ کے احوال ظاہری و باطنی پر ان کو قابو دیا گیا جسکو چاہیں روک لیں جسکو چاہیں چھوڑ دیں۔

ملک خدا پر ان کی حکومت

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ قصیدۂ غوثیہ میں فرماتے ہیں "بِلَادُ اللّٰہِ مُلْکِی تَحْتَ حُکْمِی" اللہ کے تمام شہروں پر میرا قبضہ و تصرف اور میرے زیر حکومت ہے۔ ایک مرتبہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے خود ارشاد فرمایا کہ میں تمام قطبوں پر ولی ہوں جبھی تو اکابر مشائخ مثلاً بقا ابن بطو، شیخ علی بن ہیتی، شیخ ابو سعید قیلوی وغیرہم آپکے مدرسہ میں جاروب کشی و پانی کا چھڑکاؤ کیا کرتے تھے۔ جب خدمت میں حاضر ہوتے تو مؤدب کھڑے رہتے۔ جب تاجدار ولایت سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے: بیٹھ جاؤ۔ تو عرض کرتے کیا ہمارے لئے امان ہے، ارشاد ہوتا امان ہے، تب بیٹھتے تھے اور جب سوار ہوتے تو یہ لوگ رکاب تھام کر تھوڑی دور چلتے پھر از راہ تواضع آپ منع فرماتے تو عرض کرتے اے ہمارے سردار قربت الی اللہ اسی طرح حاصل ہوتی ہے۔ شیخ ابن نقطہ فرماتے ہیں میں نے خود مشاہدہ کیا ہے کہ عراق کے بڑے مشائخ جب سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مدرسہ میں آتے تو سب سے پہلے مدرسہ کی دہلیز کو بوسہ دیا کرتے تھے۔

کتے نے شیر کو مار ڈالا

تلخیص القلائد میں شیخ ابو مسعود احمد بن ابی بکر حریمی سے روایت ہے کہ شیخ احمد جام رحمۃ اللہ علیہ زندہ شیر پر سوار

ہو کر سفر کیا کرتے تھے اور جس شہر میں پہونچتے وہاں سے ایک گائے اپنے
شیر کی خوراک کیلئے طلب کرتے تھے لوگ پیش کر دیا کرتے تھے۔ اتفاقاً
ایک شہر میں پہونچ کر وہاں کے ایک صاحب ولایت سے گائے منگوائی
انھوں نے گائے تو خیر بھیجدی مگر ساتھ ہی یہ بھی کہلا دیا کہ اگر آپ بغداد
شریف تشریف لیجائیں تو آپکے شیر کی بہت اچھی طرح دعوت ہوگی۔

شیخ احمد جام صبح ہوتے ہی سفر بغداد کے لئے روانہ ہو گئے۔ جب بغداد
مقدس پہونچے تو سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس کہلا بھیجا، کہ آپکے
شہر میں ایک بزرگ شیر پر سوار ہو کر آئے ہیں ان کے شیر کی خوراک کے لئے
ایک گائے بھیج دیجئے۔ آپکے خادم کے ذریعہ کہلا دیا اچھی بات ہے ابھی
گائے بھیجے دے رہا ہوں خادم نے جاکر اسی طرح کہدیا وہ بہت خوش
ہوئے اور دل میں کہنے لگے واہ رے میری ولایت۔

ادھر سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلے ہی اپنے خادم
سے کہدیا تھا کہ شیخ احمد جام آنے والے ہیں، ان کے شیر کے لئے ایک گائے
تلاش کر کے رکھ لو۔ خیر گائے بھیجی گئی جسوقت وہ گائے چلی تو ایک دبلا پتلا
کتا جو آستانہ عالیہ کے سامنے پڑا رہتا تھا اس گائے کے ساتھ ہو گیا۔ جب
وہ گائے شیخ احمد جام کے سامنے پہونچی۔ شیخ نے اپنے شیر کو اشارہ کیا کہ اپنی
خوراک لے لے۔

جوں ہی وہ شیر گائے کے اوپر جھپٹا فوراً کتے نے لپک کر شیر کا گلا
گھونٹ کر پنجوں سے اس کا شکم چاک کر دیا۔ اور اس گائے کو ہنکاتا ہوا سرکار

غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لے آیا شیخ احمد جام شیر کی حالت اور کتے کی جرأت دیکھ کر بہت شرمندہ ہوئے اور بارگاہ غوثیت پناہ میں حاضر ہو کر معافی طلب کی اور اپنے وطن کو واپس لوٹ آئے۔

سراندیپ کا جن

اصبہان کے باشندوں میں سے ایک شخص حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا میری عورت کو جن بہت ستاتے ہیں۔ کثرت سے دورے پڑتے ہیں۔ بڑے بڑے عالم عاجز آ گئے ہیں آپ نے فرمایا وہ سراندیپ کے جنگل کا سرکش جن ہے۔ جاؤ تم اپنی عورت کے کان میں کہہ دینا کہ بغداد والے شیخ عبدالقادر جیلانی نے فرمایا ہے آئندہ کبھی مت آنا ورنہ ہلاک کر دیئے جاؤ گے اس نے آکر اسی طرح کہہ دیا۔ اسی وقت آرام ہو گیا۔ اور پھر کبھی یہ شکایت نہ ہوئی۔

آپ جیسا نہ دیکھا

حضرت احمد بن صالح جیلی بیان کرتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ مدرسہ نظامیہ بغداد میں آپ کے پاس حاضر تھا اور بہت سے علماء و مشائخ بیٹھے تھے۔ مسئلہ قضاء و قدر پر گفتگو ہو رہی تھی۔ ناگاہ چھت سے ایک بہت بڑا سانپ آپ کے سامنے گرا۔ لوگ گھبرا کر کھڑے ہو گئے مگر سرکار غوث اعظم باطمینان و سکون بیٹھے رہے اور اسی طرح تقریر فرماتے رہے۔ پھر وہ سانپ آپ کے سامنے پھن نکال کر کھڑا ہو گیا جیسے باتیں کر رہا ہو۔

جب وہ سانپ چلا گیا تو لوگوں نے دریافت کیا حضور اس نے کیا باتیں کیں۔ آپ نے فرمایا وہ کہہ رہا تھا کہ میں نے بہت سے اولیاء اللہ کو آزمایا مگر آپ جیسا کسی کو نہ پایا۔

اسی طرح ایک واقعہ اور معتبر کتابوں میں سیدنا شیخ عبدالرزاق رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں کہ والد محترم فرماتے ہیں کہ ایکمرتبہ جامع منصوری میں نماز پڑھ رہا تھا چٹائی پر کسی کے آنے کی آہٹ محسوس ہوئی پھر ایک بڑا اژدہا میرے سجدہ گاہ پر منہ پھیلاکر بیٹھ گیا جب میں قعدہ میں گیا تو میرے زانو سے گھس کر کے گردن میں لپٹ گیا جب میں نے سلام پھیرا تو وہ اژدہا خود بخود چلاگیا۔ پھر دوسرے دن ایک سنسان جگہ پر مجھے ایک آدمی بہت ہی ہیبت ناک شکل میں دکھائی دیا۔ میں نے سمجھا کہ شاید یہ جنوں میں سے ہے اس نے مجھ سے کہا کہ کل میں ہی نماز میں آپکے پاس آیا تھا۔ بڑے بڑے اولیاء کرام کو میں نے آزمایا لیکن آپ کی طرح ثابت قدم و متحمل نہیں پایا پھر اس نے میرے ہاتھ پر بیعت کرلی۔

محفل وعظ میں تھے

ابو نظر بغدادی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ خود بیان کرتے ہیں کہ میرے والد ماجد بہت بڑے عامل تھے ایکمرتبہ انھوں نے جنوں کی دعوت کی۔ وقت پر کوئی بھی نہ آیا وقت معینہ گذر جانے کے بعد جن آئے تو والد صاحب نے پوچھا کہ تم لوگ وقت پر کیوں نہیں آئے جنوں نے جواب دیا ہم غوث الثقلین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی محفل وعظ میں تھے جب انکی مجلس کا وقت آتا ہے تو ہم سب وہاں حاضر ہوجاتے ہیں ایسے اوقات میں ہمیں نہ بلایا کیجئے انھوں نے دریافت کیا کہ تم لوگ بھی مجلس وعظ میں جاتے ہو جواب دیا کہ ہماری تعداد غوث الثقلین کی مجلس میں بہ نسبت انسانوں کے زیادہ ہوتی ہے۔

نور کا ٹکڑا

حضرت سید عمر بزاز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں حضرت غوث اعظم کے پاس بیٹھا تھا آپ نے اپنا دست مبارک میرے اوپر مارا۔ فوراً ایک نور کا ٹکڑا آفتاب کے مثل میرے دل میں چمک اٹھا اسوقت میرے دل میں حقائق کے دروازے کھل گئے آجتک وہ نور برابر ترقی کر رہا ہے۔

مرغ زندہ ہوگیا

ایک ضعیفہ آپکی خدمت مبارکہ میں حاضر ہوئیں اور عرض کی اے میرے آقا میرے اس لڑکے کا دل آپکی طرف بہت مائل ہے حضور اسکو اپنی غلامی میں قبول قبول فرمالیں آپ نے کوئی عذر نہ کیا اور اسکو مجاہدہ و ریاضت کی تعلیم دینی شروع فرمادی کچھ دنوں کے بعد وہ ضعیفہ اپنے بچے کو دیکھنے کی غرض سے آئیں تو دیکھا کہ ان کا بچہ جو کی خشک روٹی کھا رہا ہے اور بہت کمزور ہوگیا ہے وہ ضعیفہ وہاں سے سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر آئیں تو دیکھا کہ آپ پکا ہوا مرغ کھا رہے ہیں اور ہڈیوں کو توڑ توڑ کر ایک طشت میں جمع فرماتے جا رہے ہیں عرض کی حضور آپ تو مرغ کھا رہے ہیں اور میرا لڑکا سوکھی روٹی کھاتا ہے آپ نے اپنا دست مبارک ان ہڈیوں پر رکھا اور فرمایا قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ الَّذِیْ یُحْیِ الْعِظَامَ وَھِیَ رَمِیْمٌ "کھڑا ہو جا بوسیدہ ہڈیوں سے زندہ کرنے والے رب کے حکم سے"۔

فوراً ان ہڈیوں سے مرغ زندہ ہو کر بانگ دینے لگا پھر آپ نے فرمایا جب تیرا بیٹا اس قابل ہو جائیگا تو وہ بھی جو چاہے گا کھایا کرے گا۔

محی الدین کسی نے سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے دریافت کیا حضور کا لقب محی الدین کب سے ہوا۔ آپ نے فرمایا ایک دن میں بغداد کے جنگل سے گذر رہا تھا راستے میں ایک شخص کمزور ناتواں ضعیف العمر کو دیکھا انھوں نے مجھ سے کہا بیٹے مجھ کو اٹھا کر کھڑا کر دو۔ میں نے انکی حالت دیکھ کر تکلف کیا۔ مگر جب انھوں نے اصرار کیا تو میں نے ان کا بازو پکڑ کر کھڑا کر دیا اسی وقت وہ تندرست و توانا ہو گئے اور جوانی و خوبصورتی عود کر آئی۔ پھر انھوں نے کہا کہ تم نے مجھ کو پہچانا میں نے کہا نہیں۔ انھوں نے کہا میں تمھارے جدّ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا دین ہوں ضعیف و کمزور ہو گیا تھا اور سکت باقی نہیں رہ گئی تھی تم نے مجھ کو زندہ کر دیا۔ "انتَ محی الدّین" تم محی الدین ہو پھر میں وہاں سے جامع مسجد آیا تو ہر طرف سے لوگ محی الدین کہتے ہوئے میرے گھر آئے اور دست و پا چومنے لگے اسی وقت سے یہ لقب حاصل ہوا

قَدَمِی ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ

ایک مرتبہ آپ وعظ فرما رہے تھے کہ اچانک دوران گفتگو میں ارشاد فرمایا قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ۔ یہ میرا قدم سارے اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہے اس وقت مجلس میں سیکڑوں اولیاء و مشائخ حاضر تھے۔ حضرت شیخ علی بن ہیتی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ اٹھ کر آئے اور گردن جھکا کر سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے قدم مبارک اپنی گردن پر رکھ لیا۔ پھر سارے حاضرین نے آپ کے قدم مبارک کے سامنے اپنی اپنی گردنیں جھکا دیں۔

شیخ عدی بن ابی البرکات فرماتے ہیں میں نے اپنے چچا شیخ بن مسافر

رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ سے دریافت کیا "قَدَمِی هٰذِہٖ" کے معنی کیا ہیں؟ انھوں نے جواب دیا اس سے مقام محض فردیت مراد ہے میں نے پھر سوال کیا۔ کیا اسکے لئے حکم دیا گیا تھا۔ فرمایا ہاں حکم دیا گیا تھا۔ تمام اولیاء اللہ نے اپنے سر ان کے آگے جھکائے تھے۔

- حضرت ماجد کردی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جسوقت غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے قَدَمِیْ هٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ فرمایا تو روئے زمین کے تمام ولیوں نے اپنی گردنیں جھکائیں، حضرت شیخ فرماتے ہیں تین سو اولیاء اللہ اور سات سو رجال الغیب مجلس میں حاضر تھے سبھوں نے اپنی اپنی گردنیں آپکے سامنے جھکا لی تھیں۔

- حضرت مکارم رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جس دن آپ نے یہ فرمایا خطۂ زمین کے تمام اولیاء کرام نے معائنہ کیا کہ قطبیت کا جھنڈا حضرت کے سامنے نصب کیا گیا۔ تاج غوثیت آپکے سر پہ رکھا گیا۔ تصرف تام کی خلعت جو شریعت وطریقت کے نقش ونگار سے مزین تھی زیب تن فرمائے ہوئے اعلان فرمارہے تھے قَدَمِیْ هٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ میرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے یہ اعلان سنکر مشرق ومغرب کے تمام اولیاء کرام نے اپنی اپنی مجلسوں میں اپنی گردنیں جھکالیں۔

- شیخ خلیفۃ الاکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سید المرسلین صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو عرض کی یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہیں قَدَمِیْ هٰذِہٖ عَلٰی

رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ۔ حضور انور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا

صدق الشیخ عبد القادر کیف لا وھو القطب وانا ارعاہ شیخ

عبد القادر جیلانی نے سچ کہا اور وہ کیوں نہ کہیں کہ قطب ہیں اور میں ان کی

نگہبانی کررہا ہوں۔

احترام غوث نے ہند کا سلطان بنادیا

جسوقت سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے بغداد شریف میں یہ ارشاد فرمایا قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ

حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی سنجری رضی اللہ تعالےٰ عنہ، عین شباب کے

عالم میں ملک خراسان کے ایک پہاڑ کی کھوہ میں مجاہدہ و ریاضت کی منزلیں

طے فرمارہے تھے۔ بغداد مقدس میں یہ اعلان ہوتے ہی آپ نے اپنا سر جھکالیا

اور اتنا جھکایا کہ سر مبارک زمین سے لگ گیا اور وہیں سے جواب دیا۔

بَلْ قَدَمَاکَ عَلٰی عَیْنِیْ وَرَاسِیْ بلکہ آپکے قدم مبارک میری آنکھوں اور

سر پر۔ اس نیازمندی کا نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت غریب نواز قدس سرہٗ العزیز

سلطان الہند اور یہاں کے سارے ولیوں کے بادشاہ مقرر ہو گئے۔

مزار مبارک سے باہر

حضرت بقا بن بطور رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ سرکار غوث اعظم رضی

اللہ تعالےٰ عنہ، حضرت امام حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر تشریف لے گئے میں

نے دیکھا کہ حضرت امام حنبل قبر سے باہر تشریف لائے اور غوث اعظم رضی

اللہ تعالےٰ عنہ، کو اپنے سینے سے لگا کر ارشاد فرمایا اے شیخ عبد القادر

علم شریعت و طریقت میں میں بھی تمہارا محتاج ہوں۔

تین چادریں

ابو العباس موصلی فرماتے ہیں کہ میرے والد محترم نے خواب میں شاہدہ کیا کہ اکابر مشائخ ایک جگہ پر جمع ہیں اور حضرت غوث الثقلین ان کے صدر ہیں ان مشائخ کرام میں سے بعض کے سر پر عمامہ ہے اور بعض کے عمامہ کے اوپر ایک چادر ہے اور بعض کے عمامہ کے اوپر دو چادریں ہیں اور تاجدار غوثیت کے عمامہ پر تین چادریں ہیں اتنے میں میری آنکھ کھل گئی دیکھا تو سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرہانے کھڑے فرمارہے ہیں ایک چادر شریعت کی اور دوسری چادر حقیقت کی تیسری چادر عظمت کی ہے۔

سہ بارہ وصیت

حضرت مطہر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ جب میرے والد محترم کا وقت آخر ہوا تو میں نے دریافت کیا کہ آپ کے بعد میں کس کی پیروی کروں فرمایا شیخ عبد القادر جیلانی کی میں نے سمجھا کہ شاید غلبۂ مرض کی وجہ سے فرمارہے ہیں۔ دوبارہ استفسار کیا پھر وہی جواب دیا میرے دل میں پھر یہی خیال پیدا ہوا کہ شاید مرض کی شدت کی وجہ سے فرمارہے ہیں۔ سہ بارہ دریافت کیا والد محترم آپ کے بعد میں کس کی پیروی کروں۔ فرمایا شیخ عبد القادر جیلانی ہی کی۔ کیونکہ عنقریب وہ زمانہ آنیوالا ہے کہ صرف عبد القادر جیلانی ہی کی پیروی کی جائے گی۔ غرضکہ والد صاحب کی وفات کے بعد میں بغداد شریف آیا۔ اسوقت سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ وعظ فرمارہے تھے۔ اکابر مشائخ حاضر مجلس تھے۔ حضرت نے برملا مجھ سے

فرمایا اے مطہر تمہیں اپنے والد کی وصیت ایک مرتبہ کافی نہ ہوئی تین مرتبہ میں اعتبار ہوا میں خوفزدہ ہوگیا اور قدموں پر سر رکھ کر معافی مانگی۔

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ قصیدہ غوثیہ میں ارشاد فرماتے ہیں ؎

نَظَرْتُ اِلٰی بِلَادِ اللّٰہِ جَمْعًا
کَخَرْدَلَۃٍ عَلٰی حُکْمِ التِّصَالِ

یعنی اللہ کے تمام شہروں کو میں اس طرح

جیسے رائی کا دانہ

دیکھ رہا ہوں جیسے رائی کا دانہ اپنی ہتھیلی پر اس سے معلوم ہوا کہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی نظروں سے کائنات کا کوئی ذرہ پوشیدہ نہیں۔ حضرت احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ بندۂ کامل کی تعریف فرماتے ہیں کہ دنیا بھر میں کوئی ایک دانہ زمین سے اُگے یا کوئی پتہ درخت کا سبز ہووے بندۂ کامل کی نظروں سے چھپا نہیں ہوتا تو پھر تاجدار ولایت سرکار بغداد رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی نگاہوں سے کوئی ذرہ کیونکر پوشیدہ رہ سکتا ہے۔

اتنا کہہ کر نظروں سے غائب

شیخ محمد بن خضر حسینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں حاضر تھا۔ اچانک حضرت احمد کبیر رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کی ملاقات کا خیال پیدا ہوا فوراً سرکار غوث اعظم نے فرمایا لو احمد کبیر بیٹھے ہیں ان سے ملاقات کرلو۔ میں نے دیکھا کہ آپ کے بازو میں ایک ذی ہیبت وجیہہ بزرگ بیٹھے ہیں۔ میں نے سلام کرکے مصافحہ کیا تو حضرت احمد کبیر رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے فرمایا اے خضر جو شخص شیخ عبدالقادر جیلانی جیسے بزرگ کی زیارت کے

مشرف ہو۔ پھر اسے مجھ جیسے شخص سے ملنے کی تمنا نہ کرنی چاہئے۔ میں تو خود آپ کا تابع ہوں اتنا فرمانے کے بعد وہ میری نظروں سے غائب ہو گئے۔

داہنے بازو شریعت بائیں بازو طریقت

حضرت شیخ بطائحی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں شیخ احمد کبیر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا انھوں نے فرمایا کہ تم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھی کچھ حالات جانتے ہو۔ میں نے بیان کرنا شروع کر دیا جب میں خاموش ہوا تو سید احمد کبیر رفاعی نے فرمایا کہ شیخ عبدالقادر جیلانی کے مرتبہ کو کون پہونچ سکتا ہے آپکے داہنے طرف بحر شریعت اور بائیں طرف بحر طریقت ہے جس سے چاہیں بھریں اسوقت ان کا کوئی ثانی نہیں۔

ورنہ سلسلہ سلب کر دیا جائیگا

یہی احمد کبیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بھتیجے بغداد شریف جانے لگے تو انھوں نے چلتے وقت ان کو تاکید کی کہ دیکھو جسوقت بغداد شریف میں داخل ہونا تو سب سے پہلے حضرت غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضری دینا کیونکہ ان کے متعلق عہد لیا جا چکا ہے۔ جو شخص بغداد میں آئے پہلے ان کی زیارت کو حاضر ہو ورنہ اس کا سلسلہ سلب کر دیا جائیگا۔

وقت کے سو فقہا حیران

معتبر روایت ہے کہ جب حضرت سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وعظ و ارشاد کی شہرت عام ہوئی تو دور دور سے علم و معرفت کے شیدائی

پروانہ وار آپکی مجلس وعظ وارشاد میں شریک ہونے لگے حتیٰ کہ وقت کے دوسرے مشہور ومعروف واعظین کے وعظ وتقریر کیجانب سے لوگ بے اعتنائی برتنے لگے جس سے اکثر واعظوں کو اس کا بیحد ملال ہوا۔ چنانچہ وقت کے سو فقہاء جو علم فقہ میں اعلیٰ مقام رکھتے تھے اس بات پر متفق ہوئے کہ علوم مختلفہ سے سخت سے سخت سو مسائل چن لئے جائیں اور ہر شخص ایک ایک مسئلہ عین مجلس وعظ میں بھرے مجمع کے اندر آپ سے پوچھے بروقت آپ اتنے مسائل کے جوابات دینے سے قاصر رہ جائینگے اور خود بخود لوگوں کی عقیدت مندی آپکی جانب سے ختم ہو جائیگی۔

چنانچہ ہر ایک فقیہہ نے ایک ایک مسئلہ جو انکی تلاش میں اہم سے اہم نظر آیا منتخب کر لیا اور بیک وقت سب کے سب آپکی مجلس وعظ میں حاضر ہوئے۔ ٹھیک اسی وقت سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے سینہ مبارک سے نور کی ایک ایسی بجلی چمکی جسے حاضرین میں سے کوئی نہ دیکھ سکا مگر جسے خدا نے چاہا، اس بجلی نے یکے بعد دیگرے ان سو فقیہوں کے سینوں پر گشت کیا جس کسی کے سینہ پر وہ بجلی گرتی تھی بسمل کی طرح تڑپنے لگتا تھا۔ پھر وہ سارے کے سارے فقہاء ایک ساتھ چیخنے لگے اور اپنے پیرہن تار تار کر ڈالے نیز برہنہ سر ہو کر اپنے سروں کو آپکے قدموں پر رکھدیئے۔ بعدہٗ آپ انھیں ایک ایک کر کے اپنے سینۂ رحمت گنجینۂ علوم ومعرفت سے لگاتے اور فرماتے جاتے تھے کہ تیرا یہ سوال ہے اور اس کا یہ جواب اسطرح آپنے ان سب کے سوالات اور ان کے جوابات ارشاد فرمائے۔

حضرت شیخ مفرح رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اختتام مجلس پر میں نے ان سے پوچھا کہ تمھارا یہ کیا حال ہوا؟ انھوں نے بتلایا کہ جب ہم مجلس میں آکر بیٹھے تو جو کچھ ہمیں آتا تھا دفعتہً ہمارے سینہ سے ایسا کافور ہوگیا گویا ہم نے ایک لفظ بھی کبھی نہ پڑھا تھا پھر جب سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنے سینۂ مبارک سے لگایا ہر ایک کے پاس سے اس کا کھویا ہوا علم واپس ہوا۔ ہمیں تو اپنے وہ سوالات بھی نہ یاد رہے جو آپ کے لئے چن کر لائے تھے۔ آپ ہی نے ہمیں سوالات یاد دلائے اور ان کے جواب بھی ارشاد فرمائے جو ہمارے حاشیہ خیال میں بھی نہ تھے۔

عصا کا حیرت انگیز کرشمہ

حضرت عبداللہ زیال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رات کیوقت میں سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مدرسہ میں کھڑا تھا کہ آپ اندر سے دست مبارک میں ایک عصا لئے ہوئے باہر تشریف لائے میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ کاش آپ اس عصا کے ذریعہ کوئی کرامت دکھاتے یہ خیال میرے دل میں آتے ہی آپ نے عصا کو زمین میں نصب فرمادیا۔ بس وہ مشعل کی طرح روشن ہوگیا اور کافی دیر تک روشن رہا جب آپ نے اسے زمین سے اکھیڑا تو پھر اپنی اصلی حالت میں آگیا آپ نے ارشاد فرمایا اے عبداللہ تم یہی چاہتے تھے؛

تمھارا ظاہر و باطن میرے سامنے آئینہ ہے

سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ تمھارا ظاہر و باطن میرے سامنے آئینہ ہے اگر میری زبان پر شریعت کی روک نہ ہوتی تو

میں بتلاتا کہ تم کیا کھاتے ہو کیا پیتے ہو اور کیا جمع کرتے ہو۔

لوگوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں

حضرت عمر بزاز رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں پندرہ جمادی الاخریٰ ۵۵۶ھ کو جمعہ کیدن سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کیساتھ جامع مسجد جارہا تھا راستہ میں کسی شخص نے آپکو سلام نہ کیا میں نے حیرت و استعجاب میں ڈوب کر اپنے دل میں کہا کہ ہر جمعہ کو تو خلائق کا اتنا زبردست اژدہام ہوتا تھا کہ بدقت تمام ہم مسجد تک پہونچتے تھے نہیں معلوم آج کیا ماجرا ہے کہ کوئی آپ کو سلام تک نہیں کرتا۔ پورے طور پر ابھی یہ بات میرے دل میں آنے بھی نہ پائی تھی کہ آپنے تبسم فرماتے ہوئے میری جانب دیکھا اس کے ساتھ ہی اس کثرت سے لوگ تسلیم ومجرا کو ٹوٹ پڑے کہ میرے اور آپکے درمیان حائل ہوگئے اور اسی ہنگامہ میں میں آپ سے دور ہوگیا۔ میں اپنے دل میں سوچنے لگا کہ اپنے لئے تو اسوقت سے پہلا ہی حال اچھا تھا کہ دولتِ قرب حاصل تھی۔

یہ خیال میرے دل میں آتے ہی آپنے پھر تبسم فرماتے ہوئے میری جانب دیکھا اور ارشاد فرمایا اے عمر تمھیں نے تو اسکی خواہش کی تھی اَوَمَا عَلِمْتَ اَنَّ قُلُوْبَ النَّاسِ بِیَدِیْ اِنْ شِئْتُ صَرَفْتُهَا عَنِّیْ وَ اِنْ شِئْتُ اَقْبَلْتُ بِهَا اِلَیَّ کیا تم کو معلوم نہیں ہے کہ لوگوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں اگر میں چاہوں تو اسے اپنی طرف سے پھیر دوں اور میں اگر چاہوں تو

لہ یہ عبارت بہجۃ الاسرار شریف کی ہے حضرت جامی علیہ الرحمۃ نے نفحات الانس میں اس کا ترجمہ کیا ہے

تو اسے اپنی طرف متوجہ کر لوں۔

ایک قدم میں جانا چاہتے ہو یا جس طرح آئے تھے

حضرت شیخ ابو صالح مغربی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ میرے شیخ سیدی ابو شعیب مدینی رضی اللہ تعالے عنہ نے فرمایا اے ابو صالح تم سفر کر کے بغداد جاؤ اور محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضری دو وہ تم کو فقر کی تعلیم دیں گے۔ چنانچہ میں بغداد پہونچا اور سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالے عنہ کی بارگاہ عالی وقار میں حاضر ہوا۔ ہنوز میں نے اس جاہ وجلال کا کوئی بندۂ خدا نہ دیکھا تھا آپ نے مجھے خلوت میں تین چلے بٹھائے اسکے بعد میرے پاس تشریف لائے اور قبلہ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ابو صالح اس طرف دیکھو تمہیں کیا نظر آتا ہے۔ میں نے عرض کی کعبۂ مکرمہ پھر مغرب کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا اس طرف دیکھو تمھیں کیا نظر آتا ہے میں نے عرض کی کہ میرے پیر ومرشد ابو شعیب مدینی، فرمایا کس طرف جانا چاہتے ہو کعبہ کو یا پیر کے پاس۔ میں نے عرض کی اپنے پیر کے پاس، آپ نے فرمایا ایک قدم میں جانا چاہتے ہو یا جسطرح آئے تھے۔ میں نے عرض کیا جسطرح آیا تھا فرمایا یہ افضل ہے ساتھ ہی ارشاد فرمایا ابو صالح اگر تم فقر چاہتے تو بلا زینہ کے اللہ تک نہیں پہونچو گے اس کا زینہ توحید ہے اور توحید کا مدار یہ ہے کہ عین الستر کے ساتھ تمام خطرات کو مٹا دے لوح دل مکمل پاک صاف کر لے میں نے عرض کی حضور اپنی مدد سے مجھے یہ صفت عطا فرمائیں یہ سنکر آپ نے ایک توجہ فرمائی تو ارادوں کی تمام کششیں میرے دل سے اس طرح

کافور ہوگئیں جیسے دن کے آنے سے رات کی اندھیری اور آجتک آپکی اسی نگاہ کرم سے میں اپنا کام چلارہا ہوں۔ فائدہ۔ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا دلوں پر ایسا قبضہ ہے کہ ایک توجہ میں دل کو تمامی خطرات سے پاک فرمادیا اور نہ صرف اسی وقت کے لئے بلکہ ہمیشہ کے واسطے۔

کوہ قاف کے اکابر اولیاء

حضرت شیخ ابو الغنائم رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ ایکدن میں سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے دولتکدہ پر حاضر ہوا تو دیکھا چار اجنبی شخص آپکی خدمت مبارکہ میں موجود ہیں میں کھڑا رہا جب وہ حضرات اٹھکر چلے تو آپ نے مجھ سے فرمایا جاؤ ان سے اپنے لئے دعا کراؤ چنانچہ میں نے دروازہ پر آکر انھیں روکا اور طالب دعا ہوا۔ انھوں نے فرمایا تم ہم سے دعا کے طالب ہو حالانکہ تم ایسے شخص کی خدمت میں رہتے ہو جنکی دعا کی برکت سے خدائے قدیر زمین کو قائم رکھتا ہے اور تمام خلق پر رحم فرماتا ہے۔ ہم بھی آپ ہی کے سایۂ کرم میں پلتے ہیں اور آپ ہی کے آستانۂ عالیہ کی تابعداری کی بدولت ہمیں شرف حاصل ہوا ہے اتنا فرمانیکے بعد وہ حضرات تشریف لیگئے۔ میں نے واپس آکر آپ سے پوچھا یہ حضرات کون تھے؟ فرمایا وہ کوہ قاف کے اکابر اولیاء میں سے ہیں دروازہ سے نکلتے ہی وہ اپنی جگہ پر پہونچ گئے

ذکر وصال اور وصیت سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ذکر وفاته رضی اللہ عنہ کما مرض مرضہ الذی مات فیہ قال لہ ابنہ عبد الوهاب اوصینی بما اعمل بہ بعدك فقال علیك بتقوی اللہ ولا تخف احدا سوی اللہ ولا ترج احدا سوی اللہ وکل الحوائج الی اللہ ولا تعتمد الا الیہ واطلبہا جمیعا ولا تثق باحد غیر اللہ التوحید التوحید اجماع الکل مرض الموت میں حضرت کے خلف اکبر شیخ سیف الدین عبد الوہاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا حضور! ہمارے لئے وصیت فرمائیں تاکہ آپکے بعد ہم اسپر عمل کریں۔ آپ نے ارشاد فرمایا اللہ جل مجدہٗ سے ڈرو۔ اس کے سوا کسی کا خوف نہ کرو۔ اپنی امیدیں اسی سے وابستہ رکھو۔ تمام حاجتیں اسکے سپرد کردو۔ اسکے سوا کسی پر بھروسہ نہ رکھو اپنی ضرورتیں اسی سے طلب کرو اسکے سوا کوئی لائق اعتماد نہیں توحید پر قائم رہو اس لئے کہ تمام لوگوں کا تسلیم شدہ مسئلہ ہے کہ بغیر توحید نجات ناممکن ہے نیز فرمایا دل کا تعلق جب اللہ تعالےٰ سے ہو جاتا ہے تو انسان اس منزل پر پہونچ جاتا ہے جہاں کوئی شئے اس سے جدا نظر نہیں آتی میں عشق حقیقی کی اس منزل پر گامزن ہوں جہاں عشق مجازی کا نام ونشان نہیں۔

آپ نے فرزندوں سے فرمایا تم لوگ میرے پاس سے ہٹ جاؤ۔ ظاہرا میں تمہارے درمیان ہوں لیکن حقیقت یہ ہے کہ میں کہیں اور ہوں۔ نیز فرمایا میرے پاس تمہارے علاوہ دوسری مخلوق حاضر ہے ان کے لئے جگہ

کشادہ رکھو اور ان کا ادب و احترام ملحوظ رکھو۔ اس جگہ بخشش اور رحمت عظیم ہے اس لئے انپر جگہ تنگ نہ کرو۔ بار ہا فرماتے وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ و برکاتہ، غَفَرَ اللّٰہُ لِیْ وَلَکُمْ وَتَابَ اللّٰہُ عَلَیَّ وَعَلَیْکُمْ اور تم پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت اور اسکی برکتیں نازل ہوں۔ اللہ ہم سب کو بخش دے اور ہمپر اپنی رحمتوں کا نزول فرمائے) ان فرشتوں کے سلام کے جواب میں جو آپکو سلام کرتے اور یہ جواب کا سلسلہ چوبیس ۲۴ گھنٹے رہا۔

جس رات میں آپ کا وصال ہوا۔ اس دن آپ نے فرمایا تیرا افسوس ہے میرے متعلق تمہارا کیا خیال ہے میں نہ کسی انسان سے ڈرتا ہوں نہ جن سے نہ ملک الموت سے نہ کسی اور چیز سے اے ملک الموت مجھے اس ذات کی بارگاہ میں باریاب کردے جو مجھ کو دوست رکھتا ہے اور میرے امور کا والی ہے یعنی رب کریم۔ پھر آپ نے ایک چیخ ماری۔

حضرت کے فرزندان سید حضرت عبدالرزاق و حضرت موسیٰ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ حضرت اپنے دونوں ہاتھوں کو بلند کرتے اور پھیلاتے اور ساتھ ہی ساتھ فرماتے جاتے تمپر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔ صدق دل سے توبہ کرو اور سوادِ اعظم میں داخل ہو جاؤ اسی مقصد کے لئے میں آیا ہوں تاکہ تم کو نبی اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے اتباع کا حکم دوں۔ نیز فرمایا نرمی کرو۔

فرمایا میرے اور تمہارے نیز تمام مخلوق کے درمیان اتنی ہی دوری ہے جیسے زمین و آسمان میں اسلئے میرے مثل کسی کو نہ سمجھو اور نہ کسی دوسرے کی

کی مثل مجھ کو جانو۔

جب آپ کے صاحبزادے عبدالرحمن رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ نے آپ کی حالت دریافت کی اور تکلیف کے بارے میں پوچھا تو فرمایا مجھ سے کوئی شخص کسی چیز کے بارے میں سوال نہ کرے سنو! میری حالت علم الٰہی میں بدلتی رہتی ہے۔ یعنی میرے مراتب ہر لمحہ ہر آن بلند کیے جاتے ہیں۔

آپ کے پسر عزیز عبدالعزیز رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ نے دریافت فرمایا آپکو کونسی بیماری ہے فرمایا میرے مرض کو جن و بشر اور فرشتے نہ تو جان سکتے ہیں نہ سمجھ سکتے ہیں۔ فرمایا حکم الٰہی سے علم الٰہی ختم نہیں ہوتا حکم منسوخ ہو سکتا ہے علم منسوخ نہیں ہوتا۔ پھر قرآن کی آیت تلاوت فرمائی جس کا مفہوم یہ ہے۔ اللہ جسکو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جسکو چاہتا ہے باقی رکھتا ہے اور اسی کے پاس اصل کتاب (لوح محفوظ) ہے وہ مختار ہے جو کچھ کرتا ہے کسی کو اس کا جوابدہ نہیں اور مخلوق جو کچھ کرتی ہے اس کے بارے میں اللہ جل مجدہ جواب طلب فرمائیگا۔

حضرت عبدالجبار رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے جو آپ کے فرزند ہیں دریافت فرمایا حضور کے جسم کے کس حصہ میں تکلیف ہے فرمایا تمام اعضاء میں تکلیف ہے ہاں دل محفوظ ہے اسلئے کہ وہ یاد الٰہی کا خزینہ اور جلوۂ محمدی کا مدینہ ہے۔

حالت نزع میں فرماتے تھے میں اللہ سے مدد طلب کرتا ہوں اسکے سوا کوئی معبود نہیں اسکی ذات پاک اور بلند و بالا ہے جو زندہ ہے موت سے نہیں ڈرتا۔ پاک ہے وہ ذات جو اپنی قدرت سے مخلوق پر غالب

ہے اور بندہ کو موت کے ذریعہ مغلوب کردیا ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں

محمد صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

آپکے صاجزادے حضرت موسیٰ رضی اللہ عنہ، کہتے ہیں کہ حضرت نے

لفظ تعزز کہا لیکن حرف "ز" اپنے مخرج سے ادا نہ ہوسکی تو آپ بار بار

کہتے رہے۔ یہانتک کہ "ز" کو اس کے مخرج سے ادا کردیا بعدہٗ تین مرتبہ

اللہ اللہ کہا زبان تالو سے چپک گئی۔ آواز کمزور ہوگئی اور طائر روح قفس

عنصری سے پرواز کرگئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ

وِصال شریف کے ماہ وسال

امام حافظ ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ

میں اور حضرت امام یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

نے مرأۃ الجنان میں آپکے وصال کے سلسلہ

میں صرف سالِ وصال کا تذکرہ کیا ہے جو ۵۶۱ھ ہے دن یا تاریخ یا مہینہ کا

کوئی ذکر نہیں ہے۔ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی

نفحات الانس میں آپکے وصال کے بیان میں ۵۶۱ھ کا ذکر کیا ہے البتہ آگے

چل کر کرامات کے بیان میں سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے شاہزادے

حضرت شیخ عبدالوہاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول نقل فرمایا ہے جس سے

واضح ہوتا ہے کہ ماہ ربیع الآخری میں آپکا وصال شریف ہوا ہے۔ بظاہر

مولانا جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس طرح مہینہ تعیّن کرنے سے یہ اندازہ

ہوتا ہے کہ اس سلسلہ میں آپکو کسی متفق علیہ روایت کی دستیابی نہیں ہوسکی ہے۔

سید ابوالمعالی خیرالدین المتوفی ۱۰۲۴ھ اپنی کتاب "تحفہ قادریہ

میں لکھتے ہیں کہ ۱۱ ربیع الآخری ۵۶۱ھ میں آپ نے وصال فرمایا ہے ۔ بعض دیگر کتابوں میں ۱۱ اور ۱۲ ربیع الآخر بھی لکھی ہے لیکن قول اول زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے ۔ بغداد سے آنیوالے حضرات کے بیانات بھی پائے جاتے ہیں کہ وہاں کے اوپر آپکا عرس شریف ۱۱ ربیع الآخر کو ہوتا ہے۔

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کی تاریخ وصال کی تحقیق کے سلسلہ میں متعدد دوسری کتابیں بھی مطالعہ سے گذری ہیں ۔ مثلاً عبدالرحمن چشتی کی کتاب "مرأۃ الاسرار" اور محقق علی الاطلاق " شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی اخبار الاخیار وغیرہ لیکن ان سب میں کہیں صحیح تاریخ کے تعین کی کوئی نشاندہی نہیں ملتی ہے۔

مزار شریف

حیات مبارکہ کا اکثر و بیشتر حصہ بغداد مقدس میں گزرا وہیں پر آپ کا وصال ہوا ۔ اور وہیں پر مزار مبارک ہے جسکے گرداگرد عام لوگوں کے علاوہ بڑے بڑے مشائخ اور اقطاب آج بھی کمال عقیدت کے ساتھ طواف زیارت کیا کرتے ہیں۔

حیات کی توانائی

بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت خواجہ نقشبند رحمتہ اللہ علیہ نے روحانیت کے تاجدار سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے مزار پر انوار پر جب حاضری کا شرف حاصل کیا تو عقیدت کی پوری وابستگی کے ساتھ بارگاہ غوثیت مآب میں یہ شعر پڑھا ہ

اے دستگیر عالم دستم چناں بگیر
دستم چناں بگیر کہ گویند دستگیر

"اے دنیا کے مددگار میری مدد اس طرح کیجئے کہ حقیقتاً لوگ آپکو دستگیر کہیں۔"

حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے اپنے اس شعر میں جو کچھ آپ سے کہا ہے اسکے جواب میں مزار مبارک سے حیات کی پوری توانائی کے ساتھ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے یہ شعر پڑھا جو ذیل میں درج کیا جاتا ہے ؎

اے نقشبند عالم نقش چناں ببند
نقش چناں ببند کہ گویند نقشبند

"اے دنیا کے آراستہ کرنے والے دنیا کو اس طرح آراستہ کر۔ کہ لوگ تم کو حقیقتاً نقشبند کہیں۔"

شجرہ نسب عالیہ غوثیہ و سلسلۂ خلافت جدید

سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی سرکار غوث اعظم

رضی اللہ تعالےٰ عنہ

قطب زماں سرکار بغداد ابو محمد

سید عبدالقادر جیلانی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

طبرستان کے شہر جیلان کے قصبہ نیف میں شب یکم رمضان یعنی ۲۹ شعبان ۴۷۰ھ کا دن گذر کر رات میں عین تہجد کے وقت

آپکی ولادت باسعادت ہوئی رجب المرجب ۴۷۰ھ میں اپنے والد ماجد حضرت شیخ ابو صالح موسیٰ جنگی دوست رضی اللہ عنہٗ سے بیعت ہوکر سلسلۂ جدیہ حسینیہ میں خلافت پائی باختلاف روایت ۱۱، ۱۳ ربیع الآخر ۵۶۱ھ میں وصال فرمایا۔ مزار مبارک بغداد مقدس میں مرکز انوار و رحمت اور زیارت گاہِ خاص و عام ہے۔

سید ابو صالح موسیٰ جنگی دوست رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

۲۷ رجب المرجب سنہ ۴۰۰ھ شہر گیلان میں ولادت باسعادت ہوئی ۴۶۰ھ میں اپنے والد ماجد سید عبد اللہ رضی اللہ عنہٗ سے شرف خلافت حاصل کیا اور ۱۱ ذیقعدہ ۴۸۹ھ میں وصال ہوا مزار مبارک گیلان میں ہے۔

سید عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

۱۳ رمضان ۳۶۵ھ کو گیلان میں آپکی ولادت ہوئی ۳۸۳ھ ۱۴ رجب شریف کو اپنے والد محترم سید یحییٰ زاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے شرف بیعت و خلافت حاصل کی اور ۴۰۲ھ ربیع الاول کے مہینہ میں آپکا وصال ہوا مزار مبارک گیلان میں ہے۔

سید یحییٰ زاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

۱۰ شعبان سنہ ۳۴۳ھ کو شہر مدائن میں آپکی ولادت ہوئی۔ سنہ ۳۸۰ھ میں اپنے والد بزرگوار حضرت سید محمد مورث رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے

خلافت پائی ۔ ۲۴ رمضان ۴۳۰ھ میں وصال ہوا مزار
مبارک بغداد مقدس قدیم میں ہے ۔

سید محمد مورث رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۲ رمضان المبارک ۲۹۹ھ میں مدینہ طیبہ
میں ولادت ہوئی اپنے والد محترم حضرت
سید داؤد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ۳۴۹ھ میں
میں بیعت ہو کر خلافت حاصل کی ، ۱۰ ربیع الاول شریف
۴۱۵ھ میں آپ نے وصال فرمایا مزار مبارک جنت البقیع میں ہے ۔

سید داؤد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپکی ولادت مبارکہ ۱۱ شعبان ۲۴۵ھ
میں مدینہ منورہ میں ہوئی ۔ ماہ ذی
الحجہ ۲۷۰ھ میں اپنے والد محترم حضرت موسیٰ ثانی رضی
اللہ تعالیٰ عنہ سے خلافت پائی ۱۲ شعبان ۳۲۱ھ میں
آپ کا وصال ہوا مزار مبارک مکہ شریف میں ہے ۔

سید موسیٰ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

محرم الحرام کی ۶ تاریخ کو ۱۹۳ھ
میں ولادت پاک ہوئی ربیع الآخر
۲۳۵ھ میں اپنے والد بزرگوار سید موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے شرف خلافت حاصل ہوئی اور ماہ صفر ۲۸۰ھ میں
وصال ہوا ۔ مزار مبارک مدینہ منورہ میں ہے ۔

سید موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رمضان کی ۱۴ تاریخ کو ۱۵۲ھ میں مدینہ
منورہ میں آپکی ولادت ہوئی ۔ ربیع الاول

شریف ۱۹۰ھ میں اپنے والد بزرگوار سے خلافت پائی۔
۶ ربیع الاخری ۲۱۳ھ میں جمعہ کے دن وصال ہوا۔ مزار
مبارک مدینہ منورہ میں ہے۔

سید عبداللہ ثانی رضی اللہ تعالٰی عنہ

رجب المرجب ۱۰۳ھ میں مدینہ منورہ
میں ولادت مبارکہ ہوئی ۱۳۳ھ میں
والد گرامی حضرت سید عبداللہ محض نے خلافت عطا فرمائی۔
ماہ جمادی الاخری ۱۵۶ھ میں مدینہ منورہ میں وصال ہوا۔
مزار مبارک مدینہ منورہ میں ہے۔

سید عبداللہ محض رضی اللہ تعالٰی عنہ

۱۱ ربیع الاخری ۷۰ھ میں مدینہ
منورہ میں آپ کی ولادت مبارکہ ہوئی
ماہ شعبان ۹۲ھ میں اپنے والد بزرگوار حضرت حسن مثنٰی
رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مسند خلافت حاصل ہوئی اور ۱۸
رمضان ۱۴۵ھ میں آپکا وصال ہوا۔ مزار مبارک جنت
البقیع میں ہے۔

سید حسن مثنٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ

رمضان المبارک کی ۱۲ تاریخ کو ۲۹ھ
میں آپ کی ولادت پاک ہوئی اپنے
والد محترم سرکار امام حسن رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ۴۵ھ
میں مسند خلافت پائی اور ۱۷ رجب ۹۷ھ میں آپنے
وصال فرمایا۔ مزار مبارک جنت البقیع میں ہے۔

سرکار امام حسن رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ

۱۵ رمضان المبارک ۳ھ کو پنجشنبہ کے دن مدینہ منورہ میں ولادت پاک ہوئی۔ خاتون جنت سیدہ فاطمہ بنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپکی والدہ ہیں۔ ربیع الاول ۳۵ھ میں والد ماجد سیدنا حضرت علی مرتضےٰ کرم اللہ تعالےٰ وجہہ الکریم سے خلافت وامامت کا شرف حاصل ہوا۔ ربیع الاول ۴۹ھ میں جام شہادت پی کر واصل بحق ہوئے۔

سرچشمۂ ولایت بابُ العلم مولائے کائنات شیر خدا

حضرت علی مرتضےٰ کرم اللہ تعالےٰ وجہہ الکریم

سنہ نبوی کے آغاز سے ۲۳ سال قبل ۵۹۹ء کو شہر مکہ کی مقدس ومحترم سرزمین پر آپکی ولادت مبارکہ ہوئی۔ ۲۱ رمضان المبارک ۴۰ھ میں مرتبۂ شہادت پر فائز ہوکر محبوب حقیقی سے قرب حاصل کیا۔ مزار مبارک نجف اشرف میں ہے۔

سرکار غوث اعظم کی بارگاہ میں دردمندوں کی فریاد

غوثِ اعظم بمن بے سروساماں مددے ❊ قبلۂ دیں مددے کعبۂ ایماں مددے

غم کا مارا ہوا سرکار ہوں شیئاً للہ

بھردو دامن مرا نادار ہوں شیئاً للہ ❊ میں عنایت کا طلبگار ہوں شیئاً للہ

کاش بغداد مقدس میں رسائی ہوتی ❊ کہتا میں حاضر دربار ہوں شیئاً للہ

غوثِ اعظم مرے اوپر بھی نگاہِ رحمت ❊ غم کا مارا ہوا سرکار ہوں شیئاً للہ

جلوہ پاک ذرا مجھ کو دکھا دو آقا ❊ کب سے میں شائق دیدار ہوں شیئاً للہ

قیدِ آلام و مصائب سے ملے اب تو نجات ❊ ایک مدت سے گرفتار ہوں شیئاً للہ

اپنے ناچار نظر پر بھی کرم کر دیجئے

حال ابتر ہے گراں بار ہوں شیئاً للہ

بے سہاروں کے سہارا، لاچاروں کے دستگیر، شہنشاہ بغداد، آرزوؤں کے ہاتھ آپ کے دربار گہربار کی طرف پھیلے ہوئے ہیں۔ آنسوؤں سے بوجھل آنکھیں داستان غم سنا رہی ہیں۔ قلب حزیں بیتاب دھڑکنوں کے ساتھ افسانۂ دردِ دل کہہ رہا ہے۔ صدقہ رسول ہاشمی کا، صدقہ سیدہ فاطمہ کے دوپٹہ کے آنچل کا، صدقہ کربلا کے مسافر کا، دھڑکتے ہوئے دل اور جھکی ہوئی گردن کی لاج رکھ لیجئے۔ سنا ہے آپ لاچاروں کی دستگیری فرماتے ہیں، گرتے ہوؤں کو سنبھالا دیتے ہیں۔ سنا ہے آپ دردمندوں کی فریاد سنتے ہیں میری بھی فریاد سنئے۔ غموں کا

مارا ہوا دل آپکو پکار رہا ہے۔ قلب حزیں ایسڈوں کے ساتھ آپکو آواز دے رہا ہے۔ جگر سوز نالے آپکی نگاہِ کرم کے ملتجی ہیں۔ مسلسل غموں کی چوٹ سے آبگینۂ دل چور چور ہو رہا ہے۔ شانِ کرم کی بھیک چاہئے جس نے بغداد کو بغداد معلی اور دار الامان بنا دیا۔ اپنے بھکاری کا دامن بھر دیجئے۔ سنا ہے کہ آپ پل میں غربت و افلاس کے مارے ہوؤں کو امیر کبیر بنا دیتے ہیں۔ سنا ہے آپکی دین اور سخاوت کے سامنے لینے والوں کو کوتاہیٔ داماں کی شکایت ہو جاتی ہے ہم غلاموں کی طرف بھی نگاہِ جود و کرم اٹھائیے اور اپنی عطاؤں کی بارش فرما کر مالا مال فرما دیجئے۔ اے دکھ درد کے مارے ہوؤں کو دیکھ کر بیقرار ہو جانیوالے اے سیدہ فاطمہ کے لاڈلے۔ اے سرکار امام حسن کے جگر گوشہ تھرتھراتے ہوئے ہاتھوں اور گرم گرم بہتے ہوئے آنسوؤں کی لاج رکھ لیجئے۔ تکمیل تمنا کا کچھ سامان کر دو۔ اپنی کرامتوں کی عظمت پھر دکھا دو۔ ہمارے انبساط چمن سے خزاں کے اثرات کو دور کر کے پھر ہرا بھرا بنا دو۔

اے شہنشاہ بغداد آپکی ذات گرامی مجبور و ناتواں کیلئے ایسڈوں کا مسکن اور غم کے مارے ہوؤں کے لئے چارہ گر ہے۔ باب الشیخ کی بافیض عظمت و وقار کا صدقہ میری فریاد سنئے۔ غریبوں کی آہ و فغاں سننے والے دستگیر، دل مجبور کو توانائی دینے والے سرکار ہم غم کے مارے ہیں شکست خوردہ ہیں زبوں حال ہیں ناتواں ہیں، ستم زدہ ہیں بے رحم دنیا نے ہمیں پسپا کر دیا ہے۔ ہماری راحت اور ہمارا سکون چھین لیا ہے۔ ہماری خوشیوں کا نشیمن اجاڑ دیا ہے۔ ہم غلاموں کی درد انگیز فریاد سنئے۔ سنا ہے آپ امت مرحومہ کے سب سے بڑے مدد فرمانے

والے ہیں اسی لئے دنیا آپکو غوث اعظم کے نام سے یاد کرتی ہے۔ ہماری بھی مدد فرمائیے۔ بابا الشیخ کے فلک وقار اور ضیا بخش گنبد میں آرام فرمانیوالے دستگیر غم نصیب آنکھوں سے آنسوؤں کی سیل رواں کی لاج رکھ لیجئے۔

ہماری فریاد سنئے کہ ہم کس سے کہیں آپکے دامن کرم سے وابستہ ہیں آستانۂ کرم چھوڑ کر کہاں جائیں اپنے عقیدتمندوں اور غلاموں کا دکھ درد دور کر دیجئے اور شادمانی کی منزل سے ہمکنار فرما دیجئے۔ ہماری موجودہ پریشانیو کو ہمارے سروں سے دور ہٹا دیجئے۔ آنیوالے مصائب و آلام ظلم و ستم سے بچا کر اپنے دائرہ حفظ و امان میں جگہ دیدیجئے۔

ہمیں یقین کامل ہے کہ ہماری فریاد آپکی بارگاہ عالی وقار میں رائگاں نہ جائے گی۔ آپ ضرور ہماری مدد فرمائیں گے۔ آل رسول ہو۔ جد کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی سنت پر آپکا عمل رہا ہے۔ بھیگی بھیگی پلکوں کا بھرم رکھ لیجئے اور ہماری بھرپور مدد فرما کر کشمکش حیات کو دور کر دیجئے اور سکون بخش زندگی کے اسباب فراہم فرما دیجئے ؎

ساقیٔ میکدۂ عالم عرفاں مددے

از تو داریم طمع یا شہ جیلاں مددے

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ سیدنا و مولٰنا محمد وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ واولیاءِ طریقتہٖ وعلماءِ ملتہٖ وشہداءِ محبتہٖ اجمعین الیٰ یوم الدین ۝

ختم شد